

ایمان اور عمل صالح

تالیف: ابو عمرو عبدالخالق صدیقی



انصار السنہ پبلیکیشنز لاہور

تخریج و اضافہ
حافظ خالد محمد انصاری سلیم اختر بہدالی
تقریر
ڈاکٹر عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ أَطِيعُوا اللّٰهَ
وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی اربنہ
معدت البریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

🌐 www.KitaboSunnat.com

فہرست بحوالہ

- 12 ----- مقدمہ
- 19 ----- باب نمبر: ۱ ایمان
- 21 ----- ایمان سے متعلق اہل علم کی آراء
- 23 ----- باب نمبر: ۲ ارکانِ ایمان
- 25 ----- ۱۔ اللہ پر ایمان
- 29 ----- توحید کی اقسام
- 29 ----- توحید الوہیت
- 31 ----- سیدنا نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید
- 31 ----- سیدنا ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید
- 32 ----- سیدنا صالح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید
- 32 ----- سیدنا شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید
- 32 ----- سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید ایک خاص انداز میں
- 33 ----- سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوتِ توحید
- 33 ----- سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت کو دعوت دینا
- 34 ----- توحید ربوبیت
- 38 ----- توحید اسماء و صفات
- 49 ----- تکلیف اور تعطیل کے بغیر ایمان لایا جائے

- 50 ----- شرک
- 50 ----- شرک اکبر
- 50 ----- تعریف
- 53 ----- اللہ تعالیٰ کے بندے پر حق
- 55 ----- شرک اصغر
- 57 ----- ایمان باللہ کا مفہوم
- 58 ----- افضل عمل
- 59 ----- ۲۔ فرشتوں پر ایمان
- 63 ----- ۳۔ کتابوں پر ایمان
- 69 ----- ۴۔ رسولوں پر ایمان
- 72 ----- ایمان بالرسالت کے متضمنات
- 73 ----- ایمان بالرسالت کا تقاضا
- 74 ----- روز قیامت (آخرت) پر ایمان
- 91 ----- **باب نمبر: ۳** اہل ایمان سے تقاضا
- 93 ----- **باب نمبر: ۴** اہل ایمان کی صفات اور علامات
- 99 ----- **باب نمبر: ۵** اہل ایمان بہترین مخلوق ہیں
- 101 ----- **باب نمبر: ۶** اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں
- 103 ----- **باب نمبر: ۷** ایمان کے ثمرات
- 110 ----- **باب نمبر: ۸** ایمان کے کمزور ہونے کے اسباب
- 111 ----- **باب نمبر: ۹** ایمان کے کمزور ہونے کی علامات
- 112 ----- **باب نمبر: ۱۰** ایمان کی کمزوری کا علاج

- باب نمبر: ۱۱ نواقض الایمان (ایمان توڑنے والے اعمال)----- 114
- باب نمبر: ۱۲ ایمان، اعمال و متعلقات ----- 115
- ۱۔ ایمان اور نبی کریم ﷺ ----- 115
- ۲۔ ایمان اور نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام ----- 117
- ۳۔ ایمان اور نبی کریم ﷺ سے محبت ----- 120
- محبت رسول ﷺ کے ثمرات ----- 122
- ۴۔ ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت ----- 125
- ۵۔ ایمان اور مدینۃ الرسول ﷺ ----- 132
- ۶۔ ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ----- 132
- ۷۔ ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ----- 136
- ۸۔ ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت ----- 137
- محبت الہی کا حصول ----- 139
- ۹۔ ایمان اور اللہ تعالیٰ سے خوف ----- 140
- ۱۰۔ ایمان اور اللہ تعالیٰ سے اُمید ----- 141
- ۱۱۔ ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رحمت ----- 141
- ۱۲۔ ایمان اور اللہ تعالیٰ کی یاد ----- 142
- ۱۳۔ ایمان اور نصرت الہی ----- 146
- ۱۴۔ ایمان اور اعتصام بحبل اللہ ----- 149
- ۱۵۔ ایمان اور نماز ----- 150
- ۱۶۔ ایمان اور زکوٰۃ ----- 153
- ۱۷۔ ایمان اور روزہ ----- 156

- 157-----۱۸۔ ایمان اور حج
- 159-----۱۹۔ ایمان اور قربِ الہی
- 160-----۲۰۔ ایمان اور قرآنِ حکیم
- 161-----۲۱۔ ایمان اور حدیث رسول ﷺ
- 163-----۲۲۔ ایمان اور نور
- 164-----۲۳۔ ایمان اور تقویٰ
- 166-----۲۴۔ ایمان اور عمل صالح
- 174-----۲۵۔ ایمان، ارکانِ اسلام اور احسان
- 179-----۲۶۔ ایمان اور اسلام میں فرق
- 179-----اسلام کیا ہے؟
- 180-----ایمان کیا ہے؟
- 182-----۲۷۔ ایمان اور دلی سکون
- 183-----۲۸۔ ایمان اور فلاح
- 183-----۲۹۔ ایمان اور جنت
- 187-----۳۰۔ ایمان اور درجات
- 188-----۳۱۔ ایمان اور مومنین کی ایک دوسرے پر فضیلت
- 192-----۳۲۔ ایمان اور نجات
- 195-----۳۳۔ ایمان اور حشر کا میدان
- 196-----۳۴۔ ایمان اور میزان
- 198-----۳۵۔ ایمان اور گناہ
- 201-----۳۶۔ ایمان اور شرک

- 204----- ۳۷۔ ایمان اور طاغوت
- 206----- طاغوت
- 206----- ۳۸۔ ایمان اور سود
- 207----- ۳۹۔ ایمان اور غیبت
- 208----- ۴۰۔ ایمان اور خیانت
- 209----- ۴۱۔ ایمان اور ریاکاری
- 210----- ۴۲۔ ایمان اور بخشش
- 213----- ۴۳۔ ایمان اور جہنم سے چھٹکارا
- 216----- ۴۴۔ ایمان اور عزت
- 217----- ۴۵۔ ایمان اور آپس میں محبت
- 220----- ۴۶۔ ایمان اور اخلاق
- 222----- ۴۷۔ ایمان اور شرم و حیا
- 224----- ۴۸۔ ایمان اور صبر
- 227----- ۴۹۔ ایمان اور پاکیزگی
- 229----- ۵۰۔ ایمان اور مسجد
- 230----- ۵۱۔ ایمان اور ذکر
- 231----- ۵۲۔ ایمان اور بھروسہ
- 234----- ۵۳۔ ایمان اور درود پاک
- 235----- ۵۴۔ ایمان اور دعائے خیر
- 237----- ۵۵۔ ایمان اور برکت
- 237----- ۵۶۔ ایمان اور عہد و پیمان

- 238----- ایمان اور تحقیق -۵۷
- 240----- ایمان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر -۵۸
- 242----- ایمان اور برے خیالات -۵۹
- 243----- ایمان اور دنیاوی زندگی -۶۰
- 244----- ایمان اور مال و دولت -۶۱
- 246----- ایمان اور مال و جان -۶۲
- 248----- ایمان اور مقام -۶۳
- 250----- ایمان اور خلافت -۶۴
- 252----- ایمان اور جہاد -۶۵
- 256----- ایمان اور غفلت -۶۶
- 258----- ایمان اور ظلم و دباؤ کا خوف نہ ہونا -۶۷
- 259----- ایمان اور بے خوف و غم ہونا -۶۸
- 260----- ایمان اور شک -۶۹
- 262----- ایمان اور یقین -۷۰
- 263----- ایمان اور غیرت -۷۱
- 265----- ایمان اور عزیز و اقارب -۷۲
- 268----- ایمان اور جنازہ کے ساتھ جانا -۷۳
- 269----- ایمان اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا -۷۴
- 270----- ایمان اور عزت کی روزی -۷۵
- 272----- ایمان اور شکر -۷۶
- 273----- ایمان دُعائے مغفرت -۷۷

- 275----- ایمان اور فرشتوں کی دُعا
- 277----- ایمان اور اجر و جزا
- 279----- ایمان اور نفاق
- 281----- ایمان اور شیطان
- 282----- ایمان اور تفرقہ بازی
- 284----- ایمان اور اہل کتاب
- 287----- ایمان اور کفار سے دوستی
- 290----- ایمان اور ایمانی اُمور
- 291----- ایمان اور ایمان کی زیادتی
- 297----- ایمان اور قول و عمل کا ایک ہونا
- 300----- ایمان اور آزمائش
- 305----- ایمان اور ثابت قدمی
- 308----- بے ایمان اور عذابِ الہی
- 310----- **باب نمبر: ۱۳** عمل اور اس کے متعلقات
- 310----- ۱۔ عمل اور قبولیت
- 311----- ۲۔ عمل اور توحید
- 314----- ۳۔ عمل اور اخلاص اللہ
- 316----- ۴۔ عمل اور اتباع نبوی ﷺ
- 319----- ۵۔ عمل اور رزقِ حلال
- 322----- ۶۔ عمل اور تقویٰ
- 323----- ۷۔ عمل اور قرآنِ حکیم

- 325----- عمل اور نبی کریم ﷺ
- 327----- عمل اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
- 328----- عمل اور علم
- 334----- عمل اور اللہ کی رحمت
- 335----- عمل اور مداومت
- 336----- عمل اور استطاعت
- 338----- عمل اور نیت
- 341----- عمل اور درجات
- 342----- عمل اور جزا
- 343----- عمل اور نیکی کی توفیق
- 344----- عمل اور شرک
- 346----- عمل اور ریا کاری
- 348----- عمل اور شر
- 349----- عمل اور برائیاں
- 351----- عمل اور عذابِ قبر
- 352----- عمل اور آخرت
- 353----- عمل اور جنت
- 355----- عمل اور امر بالمعروف
- 357----- عمل اور اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ
- 359----- عمل اور روزہ
- 360----- عمل اور اس کی اللہ کے ہاں قدر

- 360----- عمل اور اعلیٰ مہمانی
- 362----- عمل اور میزان
- 364----- عمل اور آزمائش
- 366----- باب نمبر: ۱۴ کفر
- 368----- ۱۔ کفر اور ایمان
- 370----- ۲۔ کفر اور اعمال
- 372----- ۳۔ کفر اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی
- 374----- ۴۔ کفر اور باطل
- 374----- ۵۔ کفر اور دنیا
- 375----- ۶۔ کفر اور موت کی سختیاں
- 376----- ۷۔ کفر اور جہنم
- 379----- ۸۔ کفر اور نفاق
- 382----- ۹۔ کفر اور دوست



مقدمہ

إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾
 ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾
 أَمَّا بَعْدُ: فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللَّهِ، وَخَيْرَ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)، وَشَرُّ الْأُمُورِ مُحَدَّثَاتُهَا، فَإِنَّ كُلَّ مُحَدَّثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلْضَلَالَةُ فِي النَّارِ.

زبور طباعت سے آراستہ ہو کر کتاب ”ایمان اور عمل صالح“ آپ کے ہاتھوں میں پہنچی ہے۔ ایمان، زبان سے اقرار کرنے، دل سے تصدیق کرنے اور جوارح کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔ ”اقرار باللسان و تصدیق بالقلب والعمل بالجوارح“۔

(التوضیح والبیان از عبد الرحمن السعدی، ص: ۴۱، ۴۲)

بنابریں ایمان کا مفہوم یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے واحد و یکتا ہونے، اس کے خالق و مالک ہونے، اس کے پروردگار اور حاجت روا ہونے کا زبان سے اعتراف کیا جائے اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اس کی تصدیق کی جائے۔ اور عمل صالح کا اہتمام کیا جائے، یعنی بھلائی کے جتنے کام ہیں، ان کو بجالایا جائے، چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو، یا حقوق العباد سے، اور چاہے وہ واجب ہوں یا مسنون یا مستحب۔

﴿وَالْعَصْرُ ۝ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝﴾ (العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک انسان گھاٹے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، اور ایک دوسرے کو (ایمان اور عمل صالح کی) نصیحت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی۔“

اس سورت میں اللہ رب العزت نے قسم کھا کر کہا ہے کہ بالعموم انسان خسارے اور گھاٹے میں ہے، سوائے اس آدمی کے جس کے اندر چار صفات پائی جائیں، اور وہ یہ ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ نے جن باتوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے، ان پر ایمان لائیں۔

۲: عمل صالح کریں، یعنی بھلائی کے جتنے کام ہیں، ان کو بجالائیں، چاہے ان کا تعلق حقوق اللہ سے ہو، یا حقوق العباد سے، اور چاہے وہ واجب ہو یا مسنون یا مستحب۔

۳: جس ایمان اور عمل صالح کی باتیں اوپر بیان کی گئی ہیں، ان کی وہ آپس میں ایک دوسرے کو نصیحت کریں اور ان پر عمل کی رغبت دلائیں۔

۴: اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی بجالانے، اور نواہی سے اجتناب میں جو تکلیف اور زحمت اٹھانی پڑے، اس پر ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کریں، نیز ان دیگر تکلیفوں اور مصیبتوں پر بھی ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں، جو اللہ کی تقدیر کا نتیجہ ہوتی ہیں اور جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں ٹال سکتا۔

جس بندے میں یہ چاروں صفات پائی جائیں گی وہ خسارے اور گھاٹے سے بچ جائے

گا، اور دونوں جہان میں فوزِ عظیم کا حقدار بنے گا۔

پہلے دو امور کے ذریعے بندۂ مومن اپنے آپ کی تکمیل کرتا ہے، اور آخری دو امور کے ذریعے وہ دوسروں کی تکمیل کرتا ہے۔ ان چاروں امور کی تکمیل سے بندہ خسارے سے محفوظ رہتا ہے اور بہت بڑا نفع حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔
امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”لو لا انزل القرآن إلا هذه السورة لکفتهم.“^①

”قرآن مجید میں سے اگر یہی سورت (العصر) نازل ہوتی تو فوزِ عظیم کا حقدار بننے کے لیے یہی کافی تھی۔“

اس کتاب میں ہم نے ان تمام چیزوں پر قرآن و سنت کی روشنی میں مدلل طریقہ سے بحث کی ہے اور ایمان کے جملہ اجزائے ترکیبی پر روشنی ڈالی ہے۔

فوائد ایمان کے سلسلے میں یاد رہے کہ ایمان اللہ تعالیٰ کی وہ عظیم نعمت ہے جو وہ اپنے مومن بندوں کو عطا فرماتا ہے، ایمان دلوں کو روشن کرتا ہے، ایمان ایسی ہدایت ہے جو اہل ایمان کے لیے ٹھیک ٹھیک راستہ متعین کرتا ہے، بندۂ مومن کو اس کے رب کے قریب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث بنتا ہے۔

ایمان سے ہی دینی اور اخروی سعادتیں اور برکات حاصل ہو سکتی ہیں۔ ایمان کی مثال اس ہرے بھرے لہلہاتے خوبصورت درخت کی ہے، جس کی بھینی بھینی خوشبو پھوٹی ہے، جس کے پھل ہی لذیذ اور مفید ہوتے ہیں، اور جس کی جڑیں زمین میں اتنی گہری ہوتی ہیں کہ اس کے اکھڑنے کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ ایسے درخت کو دیکھ دیکھ کر اس کے مالک کو بڑی خوشی ہوتی ہے، اور جس کی شاخیں آسمان سے باتیں کرتی ہیں۔ گویا وہ ہر طرح سے ایک مکمل اور مفید درخت ہوتا ہے، اس کا پھل عمدہ اور مفید ہوتا ہے، اور ہر موسم میں تیار ہوتا رہتا ہے، کبھی بھی ختم نہیں ہوتا۔ اور یہ پھل اہل ایمان کو اعمالِ صالحہ کی شکل میں حاصل ہوتا ہے۔

① أصول الدین الإسلامی للإمام محمد بن عبد الوہاب.

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ ۝ تُوْتِيَ أَكْلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا ۝ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝﴾ (ابراہیم: ۲۴، ۲۵)

”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ نے کلمہ طیبہ کی کیسی مثال دی ہے، وہ اس عمدہ درخت کے مانند ہے جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہو، اور جس کی شاخ آسمان میں ہو۔ جو اپنے رب کے حکم سے ہر وقت پھل دیتا رہتا ہے، اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔“

ایمان بہت سارے اوامر اور نواہی کے مجموعہ کا نام ہے جو شخص تمام اوامر کی پابندی کرے گا اور نواہی سے مکمل طور پر اجتناب کرے گا، اس کا ایمان کامل و مکمل ہوگا۔ اور جو ان میں جس قدر کمی کرے گا، اس لحاظ سے اس کا ایمان ناقص ہوگا۔ علامہ ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

”أَجْمَعَ أَهْلُ الْفِقْهِ وَالْحَدِيثِ عَلَى أَنَّ الْإِيمَانَ قَوْلٌ وَعَمَلٌ وَلَا عَمَلَ إِلَّا بِالنِّيَّةِ، قَالَ: وَالْإِيمَانُ عِنْدَهُمْ يَزِيدُ بِالطَّاعَةِ وَيَنْقُصُ بِالْمَعْصِيَةِ، وَالطَّاعَاتُ كُلُّهَا عِنْدَهُمْ إِيْمَانٌ.“ (التمهيد لابن عبد البر)

”اہل فقہ اور اہل حدیث سب کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل پر مشتمل ہے، اور عمل کا اعتبار نیت پر ہے۔ ایمان نیکوں سے بڑھتا ہے، اور گناہوں سے گھٹتا ہے، اور نیکیاں جس قدر بھی ہیں وہ سب ایمان ہیں۔“

خليفة راشد عمر بن عبدالعزیز نے عدی بن عدی کو لکھا کہ:

”ایمان کے اندر کتنے ہی فرائض اور عقائد ہیں اور حدود اور مستحب و مسنون باتیں ہیں، جو سب ایمان میں داخل ہیں۔ پس جو ان سب کو پورا کرے اس نے پورا کر لیا اور جو پورے طور پر ان کا لحاظ نہ رکھے نہ ان کو پورا کرے، اس نے اپنا

ایمان نہیں کیا۔“^①

معلوم ہوا کہ اعمال ایمان میں داخل ہیں، بغیر عمل کے ایمان ایک ایسی کنجی ہوگی جس کے دندانے نہ ہوں، جیسا کہ بغیر دندانے والی کنجی کے تالا نہیں کھلتا، بعینہ بغیر عمل صالح والے ایمان کے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا۔ قرآن حکیم میں جہاں ایمان کا ذکر ہے، وہاں عمل صالح کو بھی لازماً ذکر کیا گیا ہے، گویا جب کسی انسان میں عمل صالح پایا جائے گا تو وہ کامل مومن ہوتا ہے، کامیاب و کامران بنتا ہے اور فردوس بریں کا حقدار ہوتا ہے۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ۝
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزُّكُوتِ فَاعِلُونَ ۝
وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوبِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَرْوَاحِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمِنَ ابْتِغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْعَادُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ لِأَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُونَ ۝ وَالَّذِينَ هُمْ
عَلَىٰ صَلَواتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝ الَّذِينَ يَرِثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝﴾ (المؤمنون: ۱۱ تا ۱۱)

”یقیناً ان مومنوں نے فلاح پالی، جو اپنی نمازوں میں خشوع و خضوع اختیار کرتے ہیں۔ اور جو بے کار اور لغو باتوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں، مگر اپنی بیویوں اور لونڈیوں سے (خواہش پوری کرتے ہیں) تو وہ لائق ملامت نہیں ہیں۔ پس جو کوئی ان دو کے سوا اپنی خواہش پوری کرنے کا کوئی اور راستہ اختیار کرے گا، تو وہی لوگ حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ اور جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد و پیمانہ کا خیال رکھتے ہیں۔ اور جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہی ہیں وہ لوگ

① صحیح بخاری، کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ ”بنی الإسلام علی خمس“ وهو قول وفعل

ویزید وینقص۔

جو وارث بنیں گے، جو جنت الفردوس کے وارث بنیں گے، اس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

غور فرمائیں! اللہ تعالیٰ نے ایمان کے ساتھ اہل ایمان کی وہ صفات حمیدہ اور اعمالِ صالحہ لازمی طور پر بیان کئے ہیں، جن سے متصف ہونے کی صورت میں وہ فلاح اور کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور اس فلاح اور کامیابی سے واد جہنم سے چھٹکارہ اور حصولِ جنت ہے۔ جیسا کہ اس کی صراحت آیت (۱۱) میں آگئی ہے۔

اور اصل میں کامیابی ہی یہ ہے کہ انسان جہنم سے نجات پا جائے، اور جنت کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

﴿فَمَنْ زُحِّحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

”پس قیامت کے دن جو شخص آگ سے دور کر دیا جائے گا اور جنت میں داخل

کر دیا جائے گا، وہ فائز المرام ہو جائے گا۔“

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے ایمان و عمل کا جائزہ لے کر حرام امور سے باز آ جائے، اور اپنے اندر مومنانہ صفات پیدا کرنے کی جمیل سعی کرے۔

وَأَنْ لَّيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى

ایمان و عمل کا جائزہ لینے کے لیے اور جواز کرنے کے لیے یہ کتاب کسوٹی ثابت ہوگی۔

انشاء اللہ ”وما ذلك على الله بعزيز .“

اللہ تعالیٰ ہماری اس سعی جمیل کو شرف قبولیت سے نوازے، اور ہمارے لیے صدقہ جاریہ بنائے، اور ذریعہ نجات۔

کتاب کا مسودہ تیار کرنے کے بعد حسبی فی اللہ الاخ المحترم حافظ حامد محمود الخضرمی حفظہ اللہ کے سپرد کر دیا گیا، انہوں نے حسب معمول، ترتیب، تخریج اور اضافہ جات کا کام بڑے احسن انداز میں سرانجام دیا۔ بعد ازاں کچھ اضافہ جات ہمارے بھائی سلیم اختر الہلال نے بھی کیے۔ پروف ریڈنگ کا کام پروفیسر عدیل الرحمن اور حافظ محمد الیاس دانش

نے انجام دیا۔ جزا ہما اللہ خیرا۔

محدث العصر فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ کے انتہائی شکر گزار ہیں کہ وہ ہمارے ادارے کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ فضیلۃ الشیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ جیسی عظیم شخصیت کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر رکھے۔ آمین یا رب العالمین۔

آخر میں اللہ رب العزت کے حضور دعا گو ہوں کہ وہ اس کتاب سے عوام الناس کو استفادہ کرنے کی توفیق بخشے، اور ”ایمان اور عمل صالح“ کی زندگی نصیبے میں کر دے۔

زندگی با بندگی

زندگی بے بندگی شرمندگی

اس میں اگر کوئی خوبی ہے تو اللہ کی طرف سے، اور اگر کوئی خامی ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ لآن الإنسان محل الخطأ والنسیان۔

وجزا اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم۔

وکتبہ

ابو حمزہ عبدالخالق صدیقی

۲۹/۷/۲۰۰۸



ایمان

انسانی زندگی کے لیے غذا، لباس، مکان، علاج، معالج اور دیگر ضروریاتِ زندگی اہم ہیں، لیکن ایمان ان تمام اشیا سے زیادہ اہم اور ضروری ہے، کیوں کہ مادی اشیا سے انسان کی دنیاوی زندگی تو بہتر بن سکتی ہے، لیکن اُخروی زندگی میں وہ اشیا کچھ فائدہ دینے والی نہیں، جب کہ ایمان وہ قوت ہے جو انسان کی دنیاوی زندگی کے ساتھ ساتھ اُخروی زندگی بھی بہتر سے بہتر بنا دیتا ہے۔ لہذا جس شخص کا دل ایمان سے یکسر خالی ہو، وہ اولاً تو کفر و ظلمات میں

بتلا ہے اور ثانیاً اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ط وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ط أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ٥﴾ (البقرة: ٢٥٧)

”ایمان لانے والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے۔ اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں۔ وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اس میں رہیں گے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”سچائی روشنی ہے اگر تاریکی چھائی ہوئی ہے، تو صرف اس بات کی ضرورت ہے کہ روشنی موجود ہو جائے گی۔ اگر روشنی نمایاں ہوگئی تو پھر روشنی کو روشن دکھلانے کے لیے اور کسی بات کی ضرورت نہیں، روشنی جس طرف بھی رُخ کرے گی،

تاریکی خود بخود دُور ہو جائے گی۔“ (ترجمان القرآن: ۳۰۰/۱)

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝۱ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝۲ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ ۝۳ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ ۝۴ ﴾

(سورة العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک و بالیقین انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے، اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان کو زینت سے تعبیر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَاعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللّٰهِ ۗ لَوْ يَطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ ۗ وَلَكِنَّ اللّٰهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۗ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ۗ ﴾ (الحجرات: ۷)

”اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ عموماً تمہارا کہا مانتے رہتے تو تم مشکل میں پڑ جاتے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارا محبوب بنا دیا ہے۔ اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے۔ اور کفر اور نافرمانی کو

تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔“

فضیلۃ الشیخ حافظ بن احمد الحکمی فرماتے ہیں: ایمان نام ہے، قلب و زبان اور اعضا کے عمل کا، اطاعت سے اس میں اضافہ ہوتا ہے اور معصیت سے گھٹتا ہے۔ اہل ایمان اپنے

ایمان میں باعتبار فضیلت ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں۔“

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ بَضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بَضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا

قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ،
وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ. ((❶

”ایمان کی ستر یا ساٹھ سے زیادہ شاخیں ہیں۔ ان میں اعلیٰ درجہ ”لا الہ الا اللہ“ کا اقرار ہے اور ادنیٰ درجہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے۔ اور حیا ایمان کی شاخ ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ لِلَّهِ
وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا
لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي
النَّارِ.)) ❷

”ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی، جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرے یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرے یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔“

ایمان سے متعلق اہل علم کی آراء:

امام راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایمان وہ تصدیق ہے کہ جس کے ساتھ امن اور اطمینان ہو۔“ ❸

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم: ۹، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

بیان عدد شعب الایمان، رقم: ۱۵۳.

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، رقم: ۱۶، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

بیان خصال من اتصف بہن وجد حلاوة الایمان، رقم: ۱۶۵.

❸ المفردات، مترجم، ص: ۵۰.

امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایمان کا لغوی معنی تصدیق ہے۔ اور اس کا مادہ ”امن“ ہے۔ گویا کہ ایمان لانے والا جس پر ایمان رکھتا ہے، اس کو اپنی تکذیب اور مخالفت سے بے خوف کر دیتا ہے۔“^①

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”اہل سنت کا یہ مذہب ہے کہ ایمان دل کی تصدیق، زبان کے اقرار اور عمل بالجنان (اعضا و جوارح کے ساتھ کام کرنے) کا نام ہے۔“^②

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”سلف صالحین کا مذہب یہ تھا کہ ایمان عمل، اقرار اور اعتقاد (کا نام) ہے۔“^③

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”ایمان قول، عمل اور نیت (کا نام) ہے۔ کوئی بھی ان تینوں میں سے دوسرے سے کفایت نہیں کرتا۔ اس پر تمام صحابہ، تابعین، ان کے بعد والے اور جن کو ہم نے پایا ہے (سب) کا اجماع ہے۔“^④



① تفسیر بیضاوی.

② القصيدة النونية : ۲۶ / ۱.

③ فتح الباري : ۴۶ / ۱.

④ الايمان، ص : ۱۸۲.

ارکانِ ایمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والوں کو دے، غلاموں کو آزاد کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے اسے پورا کرے، تنگ دستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی لوگ سچے ہیں، اور یہی پرہیزگار ہیں۔“

اس آیت مبارکہ سے ارکانِ ایمان کی کافی وضاحت ہوگئی ہے، نیز ایک روایت سے ارکانِ ایمان کی مزید وضاحت ہوتی ہے، جیسا کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جناب جبرائیل علیہ السلام کے ارکانِ ایمان سے متعلق پوچھنے پر فرمایا:

((أَنْ تُوْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَتُوْمِنَ بِالْبَعْثِ ، وَتُوْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ .)) ❶

”کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر، اور روزِ قیامت پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ۔“

- | | | | |
|-----|----------------------------|-----|-------------------------|
| (۱) | اللہ پر ایمان | (۲) | فرشتوں پر ایمان |
| (۳) | آسمانی کتابوں پر ایمان | (۴) | رسولوں پر ایمان |
| (۵) | روزِ قیامت (آخرت) پر ایمان | (۶) | اچھی بری تقدیر پر ایمان |



❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب سؤال جبرئیل النبی ﷺ عن الایمان، رقم: ۵۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان واللفظ له، رقم: ۹۹.

۱۔ اللہ پر ایمان

ارکانِ ایمان میں سب سے پہلا، اہم اور بنیادی رکن اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان ہے۔ امام محمد بن ادریس الشافعی رحمۃ اللہ علیہ ہر ایمان کے بارے میں فرماتے ہیں:

”میں رب کریم پر پورا پورا ایمان لایا ہوں، اور اس پر بھی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذاتِ اقدس پر دلالت کرے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہو۔ اور میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا ہوں، اور اُس پر بھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اطہر پر دلالت کرے، اور وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے آیا ہو۔^①

چنانچہ اللہ تعالیٰ کی ذات، اس کی وحدانیت اور اس کی عظمت و بلندی کے بارے میں چند آیات قرآنی ذیل میں پیش ہیں:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ ۚ لَا تَأْخُذُهُ سِنَّةٌ وَلَا نَوْمٌ ۚ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۗ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۗ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ ۗ وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا ۗ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

”اللہ تعالیٰ ہی معبودِ برحق ہے، جسے نہ اونگھ آئے نہ نیند، اس کی ملکیت میں زمین اور آسمانوں کی تمام چیزیں ہیں۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے سامنے شفاعت کر سکے، وہ جانتا ہے جو اس کے سامنے ہے اور جو اس کے پیچھے ہے۔ اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز کا احاطہ نہیں کر سکتے مگر جتنا وہ چاہے، اس

① لعصۃ الاعتقاد الہادی الی سبیل الرشاد لامام ابن قدامہ المقدسی۔

کی کرسی کی وسعت نے آسمانوں و زمین کو گھیر رکھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کی

حفاظت سے نہ تھکتا ہے اور نہ ہی اُکتاتا، وہ بہت بلند اور بڑا ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کی زبانی اپنی وحدانیت اور صدیت کا

اعلان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۝۳ وَلَمْ يُولَدْ ۝۴﴾

وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝۵﴾ (الاحلاص)

”آپ کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا

ہوا، نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ایمان باللہ اور دیگر ارکانِ ایمان سے انکار کرنے کو دُور کی

گمراہی کے ساتھ تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي

نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ

بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ

ضَلَالًا بَعِيدًا ۝۱۳﴾ (النساء: ۱۳۶)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کتاب پر جو

اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے، اور اُن کتابوں پر جو اس سے پہلے

اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اور اس کے فرشتوں

سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے، اور قیامت کے دن سے

کفر کرے وہ تو بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنے علم و حکمت کی وسعتیں بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لَّكَلِمَتِ رَبِّي لَنَفَعَدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَنْ

تَنْفَعَدَ كَلِمَتُ رَبِّي ۗ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهِ مَدَدًا ۝۱۰﴾ (الکھف: ۱۰۹)

”کہہ دیجیے! اگر میرے پروردگار کی باتوں کے لکھنے کے لیے سمندر سیاہی بن جائے تو وہ بھی میرے رب کی باتوں کے ختم ہونے سے پہلے ہی ختم ہو جائے گا، گو ہم اسی جیسا اور بھی اس کی مدد میں لے آئیں۔“

﴿وَلَوْ أَنَّ مَا فِي الْأَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ أَقْلَامٌ وَالْبَحْرُ يَمُدُّهُ مِنْ بَعْدِهِ سَبْعَةُ أَبْحُرٍ مَا نَفِدَتْ كَلِمَاتُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ﴾ (لقمان: ۲۷)

”روئے زمین کے (تمام) درختوں کی اگر قلمیں ہو جائیں اور تمام سمندروں کی سیاہی ہو اور اس کے بعد سات سمندر اور ہوں تاہم اللہ کے کلمات ختم نہیں ہو سکتے، بے شک اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر اپنی سچائی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

﴿اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ لِيَجْمَعَنَّكُمْ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا رَيْبَ فِيهِ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا﴾ (النساء: ۸۷)

”اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں، وہ تم سب کو یقیناً قیامت کے دن جمع کرے گا، جس کے (آنے) میں کوئی شک نہیں، اللہ تعالیٰ سے زیادہ سچی بات والا اور کون ہوگا۔“

متعدد معبودوں کی نفی کرتے ہوئے فرمایا:

﴿لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿۲۳﴾﴾ (الانبیاء: ۲۲)

”اگر آسمان و زمین میں سوائے اللہ تعالیٰ کے اور بھی معبود ہوتے تو یہ دونوں درہم برہم ہو جاتے، پس اللہ تعالیٰ عرش کا رب ہر اس وصف سے پاک ہے جو یہ مشرک بیان کرتے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿مَا اتَّخَذَ اللَّهُ مِنْ وَلَدٍ وَمَا كَانَ مَعَهُ مِنْ إِلَهٍ إِذَا لَذَهَبَ

كُلِّ إِلَهٍ بِمَا خَلَقَ وَ لَعَلَّا بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُصِفُونَ ﴿١١﴾ ﴿المؤمنون: ٩١﴾

”نہ تو اللہ نے کسی کو بیٹا بنایا اور نہ اس کے ساتھ اور کوئی معبود ہے، ورنہ ہر معبود اپنی مخلوق کو لیے پھرتا اور ہر ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتا، جو اوصاف یہ بتلاتے ہیں، ان سے اللہ پاک (اور بے نیاز) ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا يُدْرِكُوْكُمْ فِيْهِ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيْرُ ۝﴾

(الشوری: ۱۱)

”وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں۔ تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے، اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ خوب سننے اور دیکھنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے کمزور اہل ایمان کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَا اُوْدِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةً لِلنَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ ۗ وَ لٰٓئِن جَاءَ نَصْرٌ مِّنْ رَّبِّكَ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ ۗ اَوْ لَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِيْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِيْنَ ۝۱۰﴾ ﴿العنکبوت: ۱۰﴾

”اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو زبانی کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، لیکن جب اللہ کی راہ میں کوئی مشکل آتی ہے تو لوگوں کی ایذا دہی کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بنا لیتے ہیں، ہاں اگر اللہ کی مدد آجائے تو پکار اٹھتے ہیں کہ ہم تو تمہارے ساتھی ہی ہیں، کیا دنیا جہاں کے دلوں میں جو کچھ ہے، اسے اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا نہیں ہے؟“

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی صفات سے متعلق چند قرآنی آیات ذکر کرنے کے بعد توحید کی تعریف، اس کی اقسام اور ان اقسام سے متعلق چند قرآنی آیات ذیل میں پیش ہیں۔
توحید کی تعریف: ایک پروردگار عالم کی براہ راست پرستش کرنا، توحید ہے۔

توحید کی اقسام

(۱) توحید الوہیت

(۲) توحید ربوبیت

(۳) توحید اسماء و صفات

(۱) توحید الوہیت:

توحید الوہیت یعنی اس بات کا اقرار کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر اس طرح ایمان لانا کہ معبود برحق صرف اور صرف اسی کی ذات کو سمجھنا اور اس میں کسی غیر کو شریک نہ ٹھہرانا، یہی ”لا الہ الا اللہ“ کے معنی ہیں، یعنی نماز، روزہ اور دیگر تمام قولی و عملی عبادتیں صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات کے لیے انجام دینا ضروری ہیں، کسی غیر کے لیے کسی طرح سے جائز نہیں۔

اب ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے۔ اس سے ”توحید الوہیت“ کا مفہوم مزید واضح ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا آفٌ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا﴾ (الاسراء: ۲۳)

”اور تیرا پروردگار صاف صاف حکم دے چکا ہے کہ تم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کرنا، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا، اگر تیری موجودگی میں ان میں سے

ایک یا یہ دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، تو ان کے آگے اُف تک نہ کہنا، نہ انھیں ڈانٹ ڈپٹ کرنا، بلکہ ان کے ساتھ ادب و احترام سے بات چیت کرنا۔“

﴿وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنبِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۗ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ مُخْتَالًا فَخُورًا ﴿۳۶﴾﴾

(النساء: ۳۶)

”اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو، اور رشتہ داروں سے، اور یتیموں سے، اور مسکینوں سے، اور قرابت دار ہمسایہ سے، اور اجنبی سے، اور پہلو کے ساتھی سے، اور مسافر سے، اور ان سے جن کے تم مالک ہو، یقیناً اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں فرماتا۔“

ایک جگہ یوں فرمایا:

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي ۗ وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي ﴿۱۴﴾﴾ (طہ: ۱۴)

”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا عبادت کے لائق اور کوئی نہیں، بس تو میری ہی عبادت کر، اور میری یاد کے لیے ہی نماز قائم کر۔“

نیز فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝﴾ (البقرہ: ۲۱)

”اے لوگو! اپنے اس رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے کے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم متقی بنو۔“

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا
الطَّاغُوتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ
الضَّلَالَةُ ۗ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكذِّبِينَ ﴿٣٦﴾﴾ (النحل: ٣٦)

”اور ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس
کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور
بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے
والوں کا انجام کیسا ہوا؟“

سیدنا نوح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾ أَن
لَّا تَعْبُدُوا إِلَّا اللَّهَ ۗ إِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمِ الْآلِيمِ ﴿٢٦﴾﴾

(ہود: ٢٥-٢٦)

”یقیناً ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا کہ میں تمہیں
صاف صاف ہوشیار کر دینے والا ہوں کہ تم صرف اللہ ہی کی عبادت کرو، مجھے تو
تم پر دردناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔“

سیدنا ہود علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِلَىٰ عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا ۗ قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ
مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۗ إِن أَنْتُمْ إِلَّا مُفْتَرُونَ ﴿٥٠﴾﴾ (ہود: ٥٠)

”اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود (علیہ السلام) کو ہم نے بھیجا، اس نے کہا:
میری قوم والو! اللہ ہی کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تم تو

صرف بہتان باندھ رہے ہو۔“

سیدنا صالح علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

﴿وَالِی ثَمُودَ آخَاهُمْ طَلِحًا قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۗ هُوَ اَنْشَاَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَاسْتَعْمَرَکُمْ فِیْهَا فَاسْتَعْفِرُوْهُ ثُمَّ تَوْبُوْا اِلَیْهِ ۗ اِنَّ رَبِّیْ قَرِیْبٌ مُّجِیْبٌ ﴿۶۱﴾﴾

(ہود: ۶۱)

”اور قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔“

سیدنا شعیب علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالِی مَدَیْنٍ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا قَالَ یَقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗ ۗ وَلَا تَنْقُصُوا الْبُکِیَالَ وَ الْمِیْزَانَ اِنِّیْۤ اَرِیْکُمْ بِخَیْرِ وَاِنِّیْۤ اَخَافُ عَلَیْکُمْ عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝۰﴾ (ہود: ۸۴)

”اور ہم نے مدین والوں کی طرف ان کے بھائی شعیب علیہ السلام کو بھیجا، اس نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اور تم ناپ تول میں بھی کمی نہ کرو، میں تو تمہیں آسودہ حال دیکھ رہا ہوں، اور مجھے تم پر گھبرنے والے دن کے عذاب کا خوف (بھی) ہے۔“

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت ایک خاص انداز میں:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ أَغَيَّرَ اللَّهُ أَبْغِيكُمْ إِلَهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ ﴿١٣٠﴾ ﴾

(الأعراف: ١٤٠)

”فرمایا: (موسیٰ علیہ السلام نے) کیا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو تمہارا معبود تجویز کر دوں؟

حالاں کہ اس نے تم کو تمام جہان والوں پر فوقیت دی ہے۔“

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی اپنی قوم کو دعوت توحید:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ لَا هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٥١﴾ ﴾

(آل عمران: ٥١)

”یقین مانو! میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے، تم سب اسی کی عبادت کرو، یہی

سیدھی راہ ہے۔“

سیدنا محمد الرسول اللہ ﷺ کا اپنی اُمت کو دعوت دینا:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَىٰ أُمَّةٍ إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ ۗ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ

بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾ ﴾ (الكهف: ١١٠)

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، (ہاں) میری جانب وحی

کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار

سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے، اور اپنے پروردگار کی

عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

ایک دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿ قُلْ يَا هَلْ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَىٰ كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ

أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا

أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ ۖ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا
مُسْلِمُونَ ﴿٦٤﴾ (آل عمران: ٦٤)

”آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ، جو ہم
میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، نہ اس کے
ساتھ کسی کو شریک بنائیں، نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی
رب بنائیں، پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو، ہم تو مسلمان ہیں۔“

ایک مسلمان کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اسلام کی بنیاد توحید ہے، اس لیے کہ قرآن
مقدس میں قدم قدم پر توحید کا اثبات اور توحید کی ضد یعنی شرک کی نفی کی گئی ہے۔ امر و نہی،
فحص، وعظ و تذکیر، امثال، غرض جن جن راستوں سے توحید کا اثبات ہو سکتا ہے اور جن جن
طریقوں سے شرک کی نفی ہو سکتی ہے، وہ سب قرآن حکیم نے اختیار فرمائے ہیں۔

(۲) توحید ربوبیت:

توحید ربوبیت یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنا رب (پالنہار) ماننا۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ
تمام اشیا کا خالق اور ان میں متصرف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کو تسلیم کرنا، اور اس میں اس کے
ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا۔

ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے کہ جس سے ”توحید ربوبیت“ کا
مفہوم مزید مترشح ہو جائے گا۔ (ان شاء اللہ)
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿١﴾﴾ (الفاتحہ: ١)

”تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، جو تمام جہانوں کا رب ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾ أَمْ خَلَقُوا

السَّلْوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَلْ لَا يُؤْقِنُونَ ﴿٣٦﴾﴾ (طور: ٣٥-٣٦)

”کیا یہ بغیر کسی پیدا کرنے والے کے خود بخود پیدا کیے گئے ہیں؟ یا یہ خود پیدا کرنے والے ہیں۔ کیا انھوں نے ہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا ہے؟ بلکہ یہ یقین نہ کرنے والے لوگ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٦﴾﴾

(الزمر: ۶۲)

”اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، اور وہی ہر چیز پر پوری طرح نگہبان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرِ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَ الْأَرْضِ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۗ فَآنتُمْ تُؤْفَكُونَ ﴿٣﴾﴾ (فاطر: ۳)

”اے لوگو! تم پر جو انعام اللہ تعالیٰ نے کیے ہیں، انھیں یاد کرو، کیا اللہ کے سوا اور کوئی بھی خالق ہے، جو تمہیں آسمان و زمین میں سے روزی پہنچائے؟ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، پس تم کہاں اُلٹے جاتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَعِنَّا سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَيَقُولَنَّ اللَّهُ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾ (لقمان: ۲۵)

”اور آپ اُن سے سوال کریں، آسمانوں اور زمین کو کس نے بنایا؟ تو ضرور وہ یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے! آپ کہہ دیجیے! سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں، بلکہ ان میں اکثر نہیں جانتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ الَّذِي خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ۗ

هَلْ مِنْ شَرِّكُمْ مَنِ يَفْعَلُ مِنْ ذَلِكُمْ مِنْ شَيْءٍ سُبْحٰنَهُ وَ تَعْلٰی عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٠﴾ (الروم: ٤٠)

”اللہ تعالیٰ وہ ہے، جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر روزی دی، پھر مار ڈالے گا، پھر زندہ کر دے گا، بتاؤ تمہارے شریکوں میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو؟ اللہ تعالیٰ کے لیے پاکی اور برتری ہے۔ ہر اس شریک سے جو یہ لوگ مقرر کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِنْ دُوْنِهٖ اَوْلِيَاۗءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لٰنَفْسِهِمْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَ الْبَصِيْرُ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتِ وَ النُّوْرُ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ خَلَقُوْا كَخَلْقِهٖ فَتَشٰبَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّ هُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿١٦﴾ (الرعد: ١٦)

”آپ پوچھئے کہ آسمانوں اور زمین کا پروردگار کون ہے؟ کہہ دیجئے! اللہ۔ کہہ دیجئے کیا تم پھر بھی اس کے سوا اوروں کو حمایتی بنا رہے ہو، جو خود اپنی جان کے بھی بھلے بُرے کا اختیار نہیں رکھتے۔ کہہ دیجئے! کہ کیا اندھا اور بینا برابر ہو سکتا ہے؟ یا کیا اندھیرا اور روشنی برابر ہو سکتی ہے؟ کیا جنہیں یہ اللہ کے شریک ٹھہرا رہے ہیں انہوں نے بھی اللہ کی طرح مخلوق پیدا کی ہے کہ ان کی نظر میں پیدائش متشابہ ہوگئی ہو؟ کہہ دیجئے! کہ صرف اللہ ہی تمام چیزوں کا خالق ہے، وہ اکیلا ہے، اور زبردست غالب ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ يَّرْزُقْكُمْ مِنَ السَّمٰءِ وَ الْاَرْضِ اَمْنِ يَمْلِكِ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَّ مَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَّ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَّ

مَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعَدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلُّ فَأَنْتَى تُصْرَفُونَ ۝ ﴿

(یونس: ۳۱-۳۲)

”آپ کہہ دیجیے! کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے؟ یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے؟ اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ ”اللہ“۔ تو ان سے کہئے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے؟ پس یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے۔ پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا، سوائے گمراہی کے، پھر کہاں پھرتے جاتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَنْ رَبُّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ سَيَقُولُونَ لِلَّهِ قُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝﴾ (المؤمنون: ۸۷-۸۸)

”دریافت کیجئے کہ ساتوں آسمانوں کا اور انتہائی باعظمت عرش کا رب کون ہے؟ وہ لوگ جواب دیں گے کہ اللہ ہی ہے، کہہ دیجئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے؟“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعَالَمِينَ ۲۳﴾ قَالَ رَبُّ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۲۴ إِنَّ كُنْتُمْ مُوقِنِينَ ۲۵﴾ قَالَ لِمَنْ حَوْلَهُ أَلَا تَسْتَبْعُونَ ۲۶﴾ قَالَ رَبُّكُمْ وَرَبُّ آبَائِكُمُ الْأَوَّلِينَ ۲۷﴾ قَالَ إِنَّ رَسُولَكُمْ الَّذِي أُرْسِلَ إِلَيْكُمْ لَمَجْنُونٌ ۲۸﴾ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۲۹﴾ إِنَّ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ۳۰﴾ ﴿

(الشعراء: ۲۳-۲۸)

”فرعون نے پوچھا رب العالمین کون ہے؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا وہ آسمانوں اور

زمین اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی مخلوقات کا رب ہے، اگر تمہیں اس بات کا یقین ہو۔ فرعون نے اپنے ارد گرد کے لوگوں سے کہا: کیا تم لوگ اس کی بات سن نہیں رہے ہو؟ (موسیٰ علیہ السلام نے) کہا: وہ تمہارا رب ہے، اور تمہارے گزرے ہوئے باپ دادوں کا رب ہے۔ (فرعون نے) کہا: تمہارا یہ رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے، اس کو تو جنون ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا: وہ مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان پائی جانے والی ہر چیز کا رب ہے، اگر یہ بات تمہاری سمجھ میں آجائے۔“

علاوہ ازیں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُنَا، إِذَا أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا أَنْ نَقُولَ: اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ))^①

رسول اللہ ﷺ ہمیں حکم دیتے کہ جب ہم بستر پر (سونے کے لیے) آئیں تو کہیں: ”اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے رب، اور عرشِ عظیم کے رب، اے ہمارے رب! اور ہر چیز کے رب.....“

صرف توحید ربوبیت (یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ بندوں کا خالق اور رازق ہے ان کو زندہ کرنے والا اور مارنے والا ہے، یا اللہ کو اس کے افعال میں اکیلا سمجھنا کہ اللہ ہی خالق و رازق ہے) کے اقرار سے آدمی مسلمان نہیں بن جاتا، اور نہ ہی صرف ربوبیت کی توحید کا اقرار اسلام لانے کے لیے کافی ہے، اور نہ ہی یہ عقیدہ آخرت میں نجات دلا سکتا ہے، جب تک کہ توحید ربوبیت کے ساتھ توحید الوہیت اور توحید اسماء والصفات کا بھی آدمی اقرار نہ کرے۔

(۳) توحید اسماء و صفات:

یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے جو اسماء و صفات ہیں، اُن میں اُسے یکتا ماننا اور توحید کی اس

① صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الدعاء عند النوم، رقم: ۶۸۸۹۔

تیسری قسم یعنی توحید اسماء و صفات کا مفہوم اور مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے وہ تمام اسماء و صفات جو قرآن مقدس اور صحیح روایات میں وارد ہیں، اُن پر ایمان لایا جائے، انھیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے اس کے شایانِ شان ثابت کیا جائے کہ جس سے نہ تو تحریف لازم ہو، نہ وہ صفت معطل ہو، نہ کسی مخلوق سے تشبیہ پائی جائے اور نہ ہی اس کا کوئی خاکہ اور تصویر بنائی جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ (الشوری: ۱۱)

”اس کے مثل کوئی شے نہیں، اور وہ خوب سننے والا، جاننے والا ہے۔“

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝۱ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝۲ لَمْ يَلِدْ ۙ وَ لَمْ يُولَدْ ۝۳﴾

﴿لَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝۴﴾ (الاحلاص)

”آپ کہہ دیجیے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے

اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔“

اب ذیل میں پیش کی جانے والی آیات کا بغور مطالعہ کیجیے، اس سے توحید اسماء و صفات

کا مفہوم و مطلب مزید واضح ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا ۝۱۱﴾

(طہ: ۱۱۰)

”جو کچھ ان کے آگے پیچھے ہے، اسے اللہ ہی جانتا ہے، مخلوق کا علم اس پر جاری

نہیں ہو سکتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ ۖ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ ۖ وَهُوَ اللَّطِيفُ

الْحَبِيرُ ۝۱۲﴾ (الانعام: ۱۰۳)

”اس کو تو کسی کی نگاہ محیط نہیں ہو سکتی اور وہ سب نگاہوں کو محیط ہو جاتا ہے، وہی بڑا باریک بین باخبر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا
وَمِنَ الْأَنْعَامِ أَزْوَاجًا يَذُرُّكُمْ فِيهِ لَيْسَ كَمِثْلِهِ وَهُوَ
السَّبِيعُ الْبَصِيرُ ۝۱۱﴾ (الشوری: ۱۱)

”وہ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے، اس نے تمہارے لیے تمہاری جنس کے جوڑے بنا دیے ہیں، اور چوپایوں کے جوڑے بنائے ہیں، تمہیں وہ اس میں پھیلا رہا ہے اس جیسی کوئی چیز نہیں، وہ سنتا خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاللَّهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ فَادْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ
فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۸۰﴾ (الاعراف: ۱۸۰)

”اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں، سوان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو، اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں کی کج روی کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو ان کے کیے کی سزا ضرور ملے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا اللَّهَ أَوْ ادْعُوا الرَّحْمَنَ ۖ أَيًّا مَا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَىٰ ۝۱۱۰﴾ (الاسراء: ۱۱۰)

”کہہ دیجئے کہ اللہ کو اللہ کہہ کر پکارو یا رحمن کہہ کر، جس نام سے بھی پکارو تمام اچھے نام اسی کے ہیں۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ اسْمًا، مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا

دَخَلَ الْجَنَّةَ .)) ❶

”اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، یعنی ایک کم سو۔ جو شخص ان سب کو محفوظ رکھے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔“

اس حدیث میں سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے سو میں سے ایک استثنا کیا۔ اللہ تعالیٰ کے یہ ننانوے نام اسماء الحسنیٰ کہلاتے ہیں۔ ان میں صرف ایک نام ”اللہ“ جو ذاتی ہے، باقی سب صفاتی نام ہیں۔ جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا كَبِيرًا ۝۳۳ ﴾ (النساء: ۳۴)

”بے شک اللہ بڑی بلندی اور بڑائی والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ۝۱۱۷ ﴾ (التوبہ: ۱۱۷)

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان سب پر بہت ہی شفیق، مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ۝۵۷ ﴾ (ہود: ۵۷)

”یقیناً میرا پروردگار ہر چیز پر نگہبان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَإِلَىٰ مُؤَدَّٰ أَخَاهُمْ طَلِحًا قَالَ يَقَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۗ هُوَ أَنشَأَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَاسْتَغْفِرُوا لَهُ ثُمَّ تَوَبُّوا إِلَيْهِ ۗ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ۝۶۱ ﴾

(ہود: ۶۱)

❶ صحیح بخاری، کتاب الشروط، باب ماجوز من الإشراف.....، رقم: ۲۷۳۶، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی اسماء اللہ تعالیٰ وفضل من احصاها، رقم: ۶۸۱۰.

”اور قومِ شموذ کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا، اس نے کہا کہ اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا ہے۔ اور اسی نے اس زمین میں تمہیں بسایا ہے، پس تم اس سے معافی طلب کرو اور اس کی طرف رجوع کرو۔ بے شک میرا رب قریب اور دعاؤں کا قبول کرنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝۱﴾ (النساء: ۱)

”اور ڈرو اس اللہ سے جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو، اور رشتے ناٹے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَفَىٰ بِاللَّهِ حَسِيبًا ۝۶﴾ (النساء: ۶)

”اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيَّبُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝﴾ (الحشر: ۲۳-۲۴)

”وہی اللہ ہے، جس کے سوا کوئی معبود نہیں، مگر وہی بادشاہ، نہایت پاک، سب عیبوں سے صاف، امن دینے والا، نگہبان، غالب، خود مختار، بڑائی والا، پاک ہے اللہ ان چیزوں سے جنہیں یہ اس کا شریک بناتے ہیں، وہی اللہ ہے پیدا کرنے والا، بنانے والا، صورت کھینچنے والا، اسی کے لیے نہایت اچھے نام ہیں۔“

ہر چیز خواہ وہ آسمان میں ہو خواہ زمین میں ہو، اس کی پاکی بیان کرتی ہے، اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا ۝۱۶۳ ﴾ (النساء: ۱۶۴)

”اور موسیٰ (عَلَيْهِ السَّلَام) سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝۶۷ ﴾ (الزمر: ۶۷)

”اور ان لوگوں نے جیسی اللہ تعالیٰ کی قدر کرنی چاہیے تھی نہیں کی، ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہوں گے، وہ پاک اور برتر ہے۔ ہر اس چیز سے جسے لوگ اس کا شریک بنائیں۔“

بنابریں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

((جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْأَحْبَارِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّا نَجِدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْأَرْضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ، وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ، وَسَائِرَ الْخَلَائِقِ عَلَى إِصْبَعٍ، فَيَقُولُ: أَنَا الْمَلِكُ، فَضَحَكَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِدُهُ تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحَبْرِ، ثُمَّ قرَأَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

﴿ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ ۗ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۗ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا

يُشِيرُ كُونَ ﴿٦٤﴾ (الزمر: ٦٧ .) ﴿١﴾

”علماء یہود میں سے ایک شخص رسول کریم ﷺ کے پاس آیا اور کہا: اے محمد! (ﷺ) ہم تورات میں پاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر رکھ لے گا، اسی طرح زمینوں کو ایک انگلی پر، درختوں کو ایک انگلی پر، پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر، اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر، پھر فرمائے گا کہ میں ہی بادشاہ ہوں۔ نبی ﷺ اس پر ہنس دیے اور آپ ﷺ کے آگے کے دانت دکھائی دینے لگے۔ آپ ﷺ کا یہ ہنسنا یہودی عالم کی تصدیق میں تھا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

”اور ان لوگوں نے اللہ کی عظمت نہ کی جیسے کرنی چاہیے تھی۔ اور حال یہ ہے کہ ساری زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی، اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوں گے۔ وہ ان لوگوں کے شرک سے بالکل پاک اور بلند تر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ يَا بَلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِإِيدِيَّ ۗ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾ ﴾ (ص: ٧٥)

”(اللہ تعالیٰ نے) فرمایا: اے ابلیس! تجھے اسے (آدم علیہ السلام) کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا؟ جسے میں اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا۔ کیا تو گھمنڈ آ گیا؟ یا تو بڑے درجے والوں میں سے ہے۔“

علاوہ ازیں سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ: ((يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ ، لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ ، لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ

① صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾، رقم: ٤٨١١ .

مِنْ مَغْرِبِهَا. ((❶

”بے شک اللہ تعالیٰ رات کے وقت اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے، تاکہ دن میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے، اور وہ اپنا ہاتھ دن کے وقت پھیلاتا ہے، تاکہ رات میں گناہ کرنے والا توبہ کر لے۔ (اللہ تعالیٰ ایسا کرتا رہے گا) یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع ہو۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: "أَنْفِقْ أَنْفِقْ عَلَيْكَ، وَقَالَ: يَدُ اللَّهِ مَلَأَى لَا تَغِيضُهَا نَفَقَةً، سَحَاءُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ". وَقَالَ: أَرَأَيْتُمْ مَا أَنْفَقَ مُنْذُ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْأَرْضَ فَإِنَّهُ لَمْ يَغِيضْ مَا فِي يَدِهِ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ، وَبِيَدِهِ الْمِيزَانَ يَخْفِضُ وَيَرْفَعُ. ((❷

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بندو! (میری راہ میں) خرچ کرو، تو میں بھی تم پر خرچ کروں گا اور فرمایا: اللہ کا ہاتھ بھرا ہوا ہے۔ رات اور دن کے مسلسل خرچ سے بھی اس میں کم نہیں ہوتا، اور فرمایا: تم نے دیکھا نہیں جب سے اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا ہے۔ مسلسل خرچ کیے جا رہا ہے۔ لیکن اس کے ہاتھ میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر تھا، اور اس کے ہاتھ میں میزانِ عدل ہے، جسے وہ جھکاتا اور اٹھاتا رہتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ ۝٢٤﴾ (رحمن: ۲۷)

”اور باقی رہے گا تیرے رب کا چہرہ جو عظمت اور بزرگی والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب قبول التوبة من الذنوب، رقم: ۶۹۸۹.

❷ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ...﴾، رقم: ۴۶۸۴.

﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى ﴿٥﴾﴾ (طہ: ٥)

”رحمن عرش پر مستوی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۗ وَلَا يَـُٔودُهٗ حِفْظُهٗمَا ۗ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ﴿٢٥٥﴾﴾

(البقرة: ٢٥٥)

”اور اس کی معلومات میں سے کوئی چیز ان کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی، الا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی ان کو دینا چاہے۔ اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے۔ اور ان کی نگہبانی اس کے لیے تھکا دینے والا کام نہیں ہے۔ بس وہ ہی ایک بزرگ اور برتر ذات ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ اللہ تعالیٰ کی صفات جلال، اُس کی علوشان اور اس کی قدرت و عظمت پر مبنی نہایت جامع آیت ہے۔“

نیز فرماتے ہیں:

”﴿كُرْسِيِّ﴾ سے بعض نے مَوْضِعُ قَدَمَيْنِ (قدم رکھنے کی جگہ)، بعض نے علم، بعض نے قدرت و عظمت، بعض نے بادشاہی اور بعض نے عرش مراد لیا ہے۔ لیکن صفات باری تعالیٰ کے بارے میں محدثین اور سلف صالحین کا یہ مسلک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو صفات جس طرح قرآن و حدیث میں بیان ہوئی ہیں، اُن کی بغیر تاویل اور کیفیت بیان کیے، اُن پر ایمان رکھا جائے، اسی لیے یہی ایمان رکھنا چاہیے کہ یہ فی الواقع کرسی ہے جو عرش سے الگ ہے۔ اس کی کیفیت کیا ہے، اُس پر وہ کس طرح بیٹھتا ہے؟ اس کو ہم بیان نہیں کر سکتے، کیوں کہ اس کی حقیقت سے ہم بے خبر ہیں۔“ (احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا يَعْلَمُ مَنْ خَلَقَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ ﴿۱۴﴾﴾ (الملك: ۱۴)

”کیا وہی نہ جانے جس نے پیدا کیا؟ پھر وہ باریک بین اور باخبر بھی ہے۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

”یہ ناممکن ہے کہ جو خالق ہو، وہ عالم نہ ہو، مخلوق سے خالق بے خبر ہو، وہ تو بڑا

باریک بین اور بے حد خبر رکھنے والا ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿۸۲﴾﴾

(یس: ۸۲)

”اس کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرمادیتا ہے،

ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ﴿۷۱﴾﴾ (الفتح: ۷۱)

”اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر (پوری طرح) قدرت رکھنے والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَكْرُؤًا وَّمَكْرَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ خَبِيرٌ الْمَكْرِينِ ﴿۵۴﴾﴾

(آل عمران: ۵۴)

”اور کافروں نے مکر کیا، اور اللہ تعالیٰ نے بھی تدبیر کی، اور اللہ تعالیٰ سب خفیہ

تدبیر کرنے والوں سے بہتر ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴿۱۵﴾﴾

(البقرة: ۱۵)

”اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے، اور انھیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھاتا ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اللہ تعالیٰ بھی اُن سے مذاق کرتا ہے۔“ کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ وہ جس طرح مسلمانوں کے ساتھ استہزاء و استحقاق کا معاملہ کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ بھی اُن سے ایسا ہی معاملہ کرتے ہوئے اُنھیں ذلت و ادبار میں مبتلا کرتا ہے۔ اس کو استہزاء سے تعبیر کرنا، زبان کا اسلوب ہے۔ ورنہ حقیقتاً یہ استہزاء نہیں ہے، اُن کے فعل استہزاء کی سزا ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ قیامت والے دن اللہ تعالیٰ بھی اُن سے استہزاء فرمائے گا جیسا کہ سورہ حدید کی آیت ﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ﴾ میں وضاحت ہے۔“

(احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَاتُ بَعْضُهُمْ مِّنْ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمُنْكَرِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوفِ وَيَقْبِضُونَ أَيْدِيَهُمْ نَسُوا اللَّهَ فَنَسِيَهُمْ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ٥﴾ (التوبة: ٦٧)

”تمام منافق مرد و عورت آپس میں سب ایک ہی ہیں، یہ بری باتوں کا حکم دیتے ہیں، اور بھلی باتوں سے روکتے ہیں، اور اپنی مٹھی بند رکھتے ہیں، یہ اللہ کو بھول گئے، اللہ نے انھیں بھلا دیا، بے شک منافق ہی فاسق و بدکار ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا تَأْخُذْكَ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ ﴾ (البقرة: ٢٥٥)

”نہ اُسے اونگھ آتی ہے اور نہ نیند۔“

اللہ تعالیٰ کی اسی صفت یعنی ”نیند نہ آنا“ کا رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ہے، چنانچہ

سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِخَمْسِ كَلِمَاتٍ فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَا يَنَامُ وَلَا يَنبَغِي لَهُ أَنْ يَنَامَ، وَيَخْفِضُ الْقِسْطَ وَيَرْفَعُهُ، يَرْفَعُ إِلَيْهِ عَمَلُ اللَّيْلِ قَبْلَ عَمَلِ النَّهَارِ، وَعَمَلُ النَّهَارِ قَبْلَ عَمَلِ اللَّيْلِ، حِجَابُهُ النُّورُ، لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سُبْحَاتُ وَجْهِهِ مَا أَنْتَهَى إِلَيْهِ بَصَرُهُ مِنْ خَلْقِهِ.)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر ہمیں پانچ باتیں بتائیں۔ آپ نے فرمایا: (۱) اللہ نہیں سوتا اور نہ اس کے لیے سونا مناسب ہے۔ (۲) وہ میزان کو جھکاتا اور اٹھاتا ہے۔ (۳) رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اس کے پاس پہنچتے یعنی حاضر کیے جاتے ہیں۔ (۴) اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پہنچتے ہیں۔ (۵) اس کا حجاب نور ہے اور اگر وہ اپنے نور کے پردے کھول دے، تو اس کی بصر و چمک جہاں تک پہنچے وہ ہر مخلوق کو جلادے۔“

اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے علم و حکمت کی بنیاد پر قرآن حکیم اور سنت رسول اللہ ﷺ سے ہمیں خود اپنی ذات کا تعارف کروادیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا کہ سارے اسماءِ حسنیٰ اسی کے لیے ہیں اور وہ کمال صفات کا مالک ہے۔ کسی دوسرے کے لیے قطعاً ممکن نہیں تھا کہ جس تفصیل کے ساتھ خود اللہ تعالیٰ نے اپنا تعارف کروایا، وہ اس سے بہتر تعارف کرواتا۔ اب اہل ایمان کا فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو جن جن صفاتِ عالیہ سے متصف کیا ہے، ان کو مانیں اور ان میں کسی قسم کی کمی و بیشی نہ کریں۔ کیوں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کسی بھی صفت کا انکار کرنا یا اسے تشبیہ دینا، دونوں باطل ہیں۔ اور گمراہ کن عقیدہ ہے۔ صحیح عقیدہ صرف یہی ہے کہ قرآن و حدیث میں مذکور تمام صفاتِ باری تعالیٰ پر تمثیل، تکلیف اور تعطیل کے بغیر ایمان لایا جائے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الإیمان، رقم: ۴۴۵.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾

”کوئی چیز اس کے مانند نہیں، اور خوب سننے والا، دیکھنے والا ہے۔“

اہل سنت کی اسماء و صفات پر چند مفید کتب:

(۱) کتاب السنۃ..... امام عبداللہ بن احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

(۲) کتاب التوحید..... امام محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۳) کتاب السنۃ..... امام ابوقاسم الطبری رحمۃ اللہ علیہ

(۴) کتاب السنۃ..... امام ابوبکر بن ابی عاصم رحمۃ اللہ علیہ

(۵) الاسماء والصفات..... امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) رسالہ تدمرویہ..... شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

(۷) توحید خالص..... سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ۔

(۸) توحید اسماء و صفات..... (مصنف شیخ صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ) مترجم شیخ عبداللہ ناصر رحمانی حفظہ اللہ

شُرک:

در اصل لفظ ”شُرک“ شُرکت سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی مخلوق کو اس طرح اُس کا ہمسر ٹھہرائے کہ جو عبادت و بندگی اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے، اس میں مخلوق کو بھی اس کا سا جہی بنائے، چہ جائیکہ وہ شراکت ہر طرح کی عبادت میں ہو یا بعض عبادت میں۔ یہاں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شرک کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں:

(۱) شرکِ اکبر۔ (۲) شرکِ اصغر۔

شُرکِ اکبر

تعریف:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات یا عبادت میں کسی کو شریک ٹھہرانا ”شُرکِ اکبر“ کہلاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٣٨﴾﴾ (النساء: ٤٨)

”یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے۔ اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے، اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٠﴾﴾

(النساء: ١١٦)

”اسے اللہ تعالیٰ قطعاً نہ بخشتے گا کہ اس کے ساتھ شریک مقرر کیا جائے، ہاں شرک کے علاوہ گناہ جس کے چاہے معاف فرما دیتا ہے، اور اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا بہت دور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُنْفَاءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِ ۗ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا حَرَّمَ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخَظَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ يَهْوِي بِهِ الرِّيحُ فِي مَكَانٍ سَحِيحٍ ﴿٣١﴾﴾ (الحج: ٣١)

”اللہ کی توحید کو مانتے ہوئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے، سنو! اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا گویا آسمان سے گر پڑا، اب یا تو اسے پرندے اچک لے جائیں یا ہو کسی دُور دراز کی جگہ پھینک دے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۗ

وَقَالَ الْمَسِيحُ يُبْنِي إِسْرَائِيلَ ااعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيَّ وَرَبَّكُمْ ؕ إِنَّهُ
مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَزَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَهُ النَّارُ ؕ
وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٤٦﴾ (المائدة: ٧٢)

”بے شک وہ لوگ کافر ہو گئے جن کا قول ہے کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے، حالانکہ خود مسیح نے ان سے کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل! اللہ ہی کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے، یقین مانو کہ جو شخص اللہ کے ساتھ شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کر دی ہے، اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔ اور گنہگاروں کی مدد کرنے والا کوئی نہیں ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَّلِيٌّ مِّنَ الذَّلٰلِ وَّ كَبِّرَ كُتُبِ كَبِيْرًا ۝﴾

(الاسراء: ١١١)

”اور یہ کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے، نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک و ساجھی رکھتا ہے، اور نہ وہ کمزور ہے کہ اسے کسی حمایتی کی ضرورت ہو۔ اور آپ اس کی پوری پوری بڑائی بیان کرتے رہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ رَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَّ لَا فِي الْاَرْضِ وَّ مَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شَرْكٍ وَّ مَا لَهُ مِنْهُمْ مِّنْ ظٰهِرٍ ﴿٢٢﴾﴾ (سباء: ٢٢)

”کہہ دیجئے! کہ اللہ کے سوا جن جن کا تمہیں گمان ہے (سب) کو پکار لو نہ ان میں سے کسی کو آسمانوں اور زمینوں میں سے ایک ذرہ کا اختیار ہے، نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے، نہ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اِمَّا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ اِلَىٰ اِمَّمَا الْهُكْمِ اِلَهٌ وَّ اَحَدٌ
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهٖۤ اَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (الكهف: ۱۱۰)

”کہہ دیجئے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں، ہاں! میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہئے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

اللہ تعالیٰ کے بندے پر حق:

سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((كُنْتُ رَدِيفَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ اِلَّا مَوْخِرَةُ الرَّحْلِ .
فَقَالَ: يَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ .
ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ!
وَسَعْدَيْكَ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ
يَا رَسُولَ اللّٰهِ! وَسَعْدَيْكَ . قَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَيَّ
عِبَادِهِ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ: حَقُّ اللّٰهِ عَلَيَّ عِبَادِهِ؟ اَنْ
يَعْبُدُوهُ وَّلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُعَاذُ ابْنَ
جَبَلٍ! قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُولَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ . فَقَالَ: هَلْ تَدْرِي مَا
حَقُّ الْعِبَادِ عَلَيَّ اللّٰهِ اِذَا فَعَلُوْهُ؟ قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ . قَالَ:
حَقُّ الْعِبَادِ عَلَيَّ اللّٰهِ اَنْ لَا يُعَدِّبَهُمْ .)) ①

① صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب من جاهد نفسه في طاعة الله، رقم: ۶۵۰۰، صحیح مسلم،

کتاب الایمان، رقم: ۳۰.

”ایک سفر میں آپ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا اور میرے اور آپ ﷺ کے درمیان کجاوہ کا صرف پچھلا حصہ مائل تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ!“ میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمائیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے) پھر کچھ دُور چلنے کے بعد پکارا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمائیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے) پھر کچھ دُور چلنے کے بعد پکارا: اے معاذ بن جبل! میں نے کہا: حضور بندہ ناچیز حاضر ہے۔ (فرمائیں) آپ ﷺ نے فرمایا: تم جانتے ہو، اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے؟ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”بے شک اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں، اور اس کے ساتھ کسی (غیر) کو شریک نہ بنائیں۔“ پھر آپ نے تھوڑی دُور چلنے کے بعد فرمایا: اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے کہا: حضور بندہ حاضر ہے۔ (فرمائیے!) آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا تم جانتے ہو کہ بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے؟“ میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) ہی بہتر علم رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ کہ اللہ تعالیٰ ان (بندگی کرنے والوں) کو عذاب نہ دے۔“

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا حق بندے پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کرے، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے، اور بندوں کا حق اللہ تعالیٰ پر یہ ہے کہ وہ انھیں عذاب نہ دے۔

شرک ایک ایسا گناہ ہے، جس کا مرتکب دین سے کلی طور پر خارج ہو جاتا ہے، چاہے وہ اپنے شرک کا اعلان کرے جیسا کہ کفارِ مکہ نے کیا تھا۔ یا پھر اس شرک کو اپنے اندر چھپائے رکھے جیسا کہ منافقین کا شیوہ تھا، جو دھوکہ دے کر دین کا اظہار کرتے اور اندر کفر چھپائے رکھتے تھے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَهُمْ صَافِينَ ۗ إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا ۝۱۳۳ ﴾ (النساء: ۱۴۵-۱۴۶)

”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ ہاں جو توبہ کر لیں، اور اصلاح کر لیں، اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں، اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں، تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔“

شُرکِ اصغر

اللہ تعالیٰ کے ماسوا کسی غیر کی خوشنودی کے لیے یا لوگوں کو دکھلاوے کے لیے کوئی ”نیکی کرنا“ شرکِ اصغر کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَنْ كَانَ يُرِيدِ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَتْهَا نُوفٍ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۗ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبِطُلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝۱۶ ﴾ (ہود: ۱۵-۱۶)

”جو شخص دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کا ارادہ رکھتا ہو، ہم ایسوں کو ان کے کل اعمال (کا بدلہ) یہیں بھرپور پہنچا دیتے ہیں۔ اور یہاں انہیں کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ ہاں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے آخرت میں سوائے آگ کے اور کچھ نہیں، اور جو کچھ انھوں نے یہاں کیا ہوگا، وہاں سب اکارت ہے، اور جو کچھ ان کے اعمال تھے، سب برباد ہونے والے ہیں۔“

سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَخَوْفَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ الشِّرْكَ الْأَصْغَرَ . قَالُوا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ! وَمَا الشِّرْكَ الْأَصْغَرُ؟ قَالَ: الرِّيَاءُ .)) ❶

”بے شک خوف (والی بات) جس سے میں تمہارے بارے میں خوف زدہ ہوں

وہ شرک اصغر ہے۔“ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول

ﷺ! شرک اصغر کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”ریا کاری“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَنَحْنُ نَتَذَكَّرُ الْمَسِيحَ

الدَّجَالَ ، فَقَالَ: ”أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِمَا هُوَ أَخَوْفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي مِنَ

الْمَسِيحِ الدَّجَالِ؟“ فَقُلْنَا: بَلَى ، يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: ”الشِّرْكَ

الْخَفِيُّ: أَنْ يَقُومَ الرَّجُلُ فَيُصَلِّيَ ، فَيَزِينُ صَلَاتَهُ لِمَا يَرَى مِنَ

نَظَرِ رَجُلٍ .)) ❷

رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے، اور ہم مسیح دجال کا تذکرہ کر رہے

تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”کیا میں تمہیں اس بات سے مطلع نہ کروں جو

تمہارے لیے میرے نزدیک مسیح دجال سے بھی زیادہ خطرناک ہے؟ ہم نے

عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ضرور (بتائیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

”وہ پوشیدہ شرک ہے کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے اور وہ نماز کو

لمبا کرتا ہے یعنی معمول سے بہتر طریق سے ادا کرتا ہے، اس لیے کہ کوئی اس کو

دیکھ رہا ہے۔“

❶ مسند أحمد: ۵/ ۴۲۸، شرح السنة: رقم: ۴۱۳۵. شیخ شعیب ارنؤوط نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب الریاء والسمعة، رقم: ۴۲۰۴. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”حسن

“ قرار دیا ہے۔

سیدنا ابوسعید بن ابی فضالہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا جَمَعَ اللَّهُ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ نَادَى مُنَادٍ: مَنْ كَانَ أَشْرَكَ فِي عَمَلٍ عَمِلَهُ لِلَّهِ أَحَدًا ، فَلْيَطْلُبْ ثَوَابَهُ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ ، فَإِنَّ اللَّهَ أَغْنَى الشُّرَكَاءَ عَنِ الشِّرْكِ .)) ❶

”جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام لوگوں کو جمع کرے گا جس (کے وقوع) میں کچھ شک نہیں۔ تو پکارنے والا پکارے گا کہ جس شخص نے خالصتاً اللہ کے لیے کیے گئے عمل میں کسی کو شریک ٹھہرایا تو وہ اس عمل کے ثواب کو بھی اللہ کے غیر سے طلب کرے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمام شرکاء کے شرک سے بری ہے۔“

نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ سَمِعَ سَمَعَ اللَّهُ بِهِ ، وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللَّهُ بِهِ .)) ❷

” (کسی نیک کام کے نتیجے میں) جو شہرت کا طالب ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کی بدینتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے، اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔“

شریعت اسلامیہ نے ریا کاری کو شرک اصغر، شرک خفی کہا ہے۔ جس کی مذمت کے لیے مندرجہ بالا احادیث کافی و وافی ہیں۔

ایمان باللہ کا مفہوم:

ایمان باللہ کا مفہوم کیا ہے؟ اس سے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک جو آپ نے قبیلہ عبد القیس کی نمائندگی کرنے والے ایک وفد سے پوچھا۔ فرمایا:

((أَتَدْرُونَ مَا الْإِيْمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟)) قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ

❶ مسند احمد: ۳/۴۶۶، سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، رقم: ۴۲۰۳، علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعة، رقم: ۶۴۹۹۔

أَعْلَمُ . قَالَ: ((شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمْسَ .)) ❶

”جانتے ہوا کیلئے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟“ انھوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا، اور مال غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا۔“

افضل عمل:

علاوہ ازیں آقائے نامدار جناب محمد رسول اللہ (ﷺ) نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کو بہترین عمل قرار دیا ہے، اس سلسلہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے افضل عمل کے استفسار پر فرمایا:

((الْإِيْمَانُ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ . قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ . قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا، قَالَ: حَجُّ مَبْرُورٍ .)) ❷

”اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا“ پھر کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ”اللہ کے راستے میں جہاد کرنا“ کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ فرمایا: ”مقبول حج۔“



❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۵۳ .

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۲۴۸ .

۲۔ فرشتوں پر ایمان

فرشتے اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہیں، جو اللہ تعالیٰ کے تمام احکام بجالاتے ہیں، لہذا فرشتوں کو نوری مخلوق تسلیم کرتے ہوئے، اُن پر ایمان لانا، ایمان کے اجزاء میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تَكَادُ السَّمَوَاتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلَائِكَةُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِمَنْ فِي الْأَرْضِ ۗ إِلَّا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ ﴾ (الشوری: ۵)

” قریب ہے آسمان اوپر سے پھٹ پڑیں، اور تمام فرشتے اپنے رب کی پاکی تعریف کے ساتھ بیان کر رہے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ اللہ ہی معاف فرمانے والا رحمت والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهُ وَلَهُ يَسْجُدُونَ ۝ ﴾ (الأعراف: ۲۰۶)

” یقیناً جو تیرے رب کے پاس ہیں، وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے، اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں، اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَهُ مَنْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَمَنْ عِنْدَهُ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ ۗ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۗ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ ۗ ﴾ (الأنبياء: ۱۹-۲۰)

”آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے، اسی اللہ کا ہے اور جو اس کے پاس ہیں، نہ اس کی عبادت سے سرکشی کرتے ہیں اور نہ تھکتے ہیں۔ وہ دن رات تسبیح بیان کرتے ہیں اور ذرا سی بھی سستی نہیں کرتے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس سے مراد فرشتے ہیں، وہ بھی اس کے غلام اور بندے ہیں، اُن الفاظ سے اُن کا شرف و اکرام بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ اس کی بارگاہ میں مقربین ہیں۔ اس کی بیٹیاں نہیں ہیں، جیسا کہ مشرکین کا عقیدہ تھا۔“

ذرا ان آیات پر غور و فکر کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق عبادت سے سرکشی نہیں کرتی، بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی شان، تعریف اور بڑائیاں بیان کرتی رہتی ہیں، مگر افسوس کہ اشرف المخلوقات انسان جس کو چاہیے تو یہ کہ ہر وقت اللہ کا ذکر کرتے رہا کریں، وہ فرائض تک پورا نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ ہمیں ہر وقت سوتے جاگتے، صبح و شام اپنا ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمَنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ ۚ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ ﴿۲۶﴾
لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ ﴿۲۷﴾﴾

(الانبیاء: ۲۶-۲۷)

” (مشرک لوگ) کہتے ہیں کہ رحمن کی اولاد ہے۔ (غلط ہے) اس کی ذات پاک ہے، بلکہ وہ سب اس کے باعزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ پر پیش دستی نہیں کرتے، بلکہ اس کے فرمان پر کاربند ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلِيْكُمْ نَارًا وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَآئِكَةٌ غٰلِظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ لَا يَعْصُوْنَ

اللَّهُ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ ﴿٦٠﴾ (التحریم: ٦)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے، بجالاتے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمِنَ بِاللَّهِ وَمَلَكَيْتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ﴾ (البقرة: ٢٨٥)

”رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتری اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَهُ مُعَقِّبَاتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهِ يَحْفَظُونَهُ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ﴾ (الرعد: ١١)

”اس کے پہرے دار (فرشتے) انسان کے آگے پیچھے مقرر ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے، مراد فرشتے ہیں جو باری باری ایک دوسرے کے بعد آتے ہیں۔ دن کے فرشتے جاتے ہیں تو شام کے آجاتے ہیں۔ شام کے جاتے ہیں تو دن کے آجاتے ہیں۔“

علاوہ ازیں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ملائکہ کی تخلیق سے

متعلق فرمایا:

((الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ، وَخُلِقَ

آدَمُ مِمَّا وَصَفَ لَكُمْ .)) ❶

”فرشتے نور سے پیدا کیے گئے ہیں، جنوں کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا گیا ہے، اور آدم کو جس چیز سے پیدا کیا گیا ہے اس کا تمہیں علم ہے، (یعنی مٹی)۔“



❶ صحیح مسلم، کتاب الزہد، رقم: ۷۴۹۰.

۳۔ کتابوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام پر بذریعہ وحی جو کتب نازل فرمائی مثلاً زبور، توریت، انجیل اور قرآن صحیفے وغیرہ۔ ایک مسلمان کے لیے ان سب کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے۔ البتہ اب عمل صرف قرآن مقدس پر ہے، کیوں کہ بقیہ کتب آسمانی منسوخ ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللَّهُ النَّبِيِّنَ مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ ۚ وَ أَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِي مَا اخْتَلَفُوا فِيهِ ۗ وَ مَا اخْتَلَفَ فِيهِ إِلَّا الَّذِينَ أُوتُوهُ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۚ فَهَدَى اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا لِمَا اخْتَلَفُوا فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِهِ ۗ وَ اللَّهُ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢١٣﴾ ﴾ (البقرة: ۲۱۳)

”در اصل لوگ ایک ہی گروہ تھے، پس اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں دینے اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ سچی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ لوگوں کے ہر اختلافی امر کا فیصلہ ہو جائے اور صرف ان ہی لوگوں نے جنہیں کتاب دی گئی تھی، اپنے پاس دلائل آنے کے بعد آپس کے بغض و عناد کی وجہ سے اس میں اختلاف کیا، پس اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی اس اختلاف میں بھی حق کی طرف اپنی مشیت سے راہنمائی فرمائی، اور اللہ جس کو چاہے سیدھی راہ کی ہدایت دیتا ہے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”کتاب اللہ ہمیشہ اس لیے نازل ہوئی، تاکہ دین کے تفرقہ و اختلاف میں فیصلہ کرنے والی ہو اور لوگوں کو وحدتِ دین کی اصل پر متحد کر دے۔ تفرقہ و اختلاف کی علت باہمی ”یعنی عصیان“ ہے، یعنی آپس کی ضد اور اتباعِ حق کی جگہ خود پرستی اور سرکشی۔“

نیز لکھتے ہیں:

”پس قیامِ حق کے لیے تعلیمِ حق کی (کیوں کہ وہ تو اوّل روز سے ایک ہی رہی ہے اور ہمیشہ رہی ہے) بلکہ حق پر ثابت قدم رہنے کی ضرورت ہے۔“

(ترجمانِ قرآن: ۲۸۲/۱)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۳۶﴾﴾ (النساء: ۱۳۶)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے، اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہے، ایمان لاؤ۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے، تو وہ بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جا رہا ہے۔“

مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے روز پر ایمان لانے سے انکاری ہو، وہ شخص دُور کی گمراہی میں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلِذَلِكَ فَادْعُ وَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ هُمْ وَلَا تَتَّبِعْ

أَهْوَاءَهُمْ وَقُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ وَأَمَرْتُ لِأَعْدِلَ
بَيْنَكُمْ اللَّهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ لَا حِجَّةَ بَيْنَنَا
وَبَيْنَكُمْ اللَّهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا وَإِلَيْهِ الْمَصِيرُ ﴿١٥﴾ (الشورى: ١٥)

”پس آپ لوگوں کو اسی طرف بلاتے رہیں اور جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے، اس پر مضبوطی سے جم جائیں اور ان کی خواہشوں پر نہ چلیں، اور کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں، میرا ان پر ایمان ہے، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تم میں انصاف کرتا رہوں۔ ہمارا اور تم سب کا پروردگار اللہ ہی ہے، ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں، اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں، ہم تم میں کوئی کٹ جتی نہیں، اللہ تعالیٰ ہم (سب) کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَى مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ
تَنْزِيلًا ﴿١٦﴾﴾ (الاسراء: ١٠٦)

”اور قرآن کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے اس لیے اتارا ہے کہ آپ اسے بہ مہلت لوگوں کو سنائیں، اور ہم نے خود بھی اسے بتدریج نازل فرمایا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَتَبْنَا لَهُ فِي الْأَلْوَابِحِ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَوْعِظَةً وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ
شَيْءٍ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَأْمُرْ قَوْمَكَ يَأْخُذُوا بِأَحْسَنِهَا سَأُرِيكُمْ دَارَ
الْفَيْسِقِينَ ﴿١٤٥﴾﴾ (الاعراف: ١٤٥)

”اور ہم نے چند تختیوں پر ہر قسم کی نصیحت اور ہر چیز کی تفصیل ان کو لکھ کر دی۔ تم ان کو کوشش کے ساتھ عمل میں لاؤ، اور اپنی قوم کو حکم کرو کہ ان کے اچھے اچھے احکام پر عمل کریں، بہت جلد میں تم کو ان نافرمانوں کا مقام دکھلاؤں گا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ

أُولِيَاءَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴿٣﴾ ﴾ (الاعراف: ٣)

تم لوگ اس کا اتباع کرو جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتاری گئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے رفیقوں کی پیروی مت کرو، تم لوگ بہت ہی کم نصیحت مانتے ہو۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”جو اللہ کی طرف سے نازل کیا گیا ہے یعنی قرآن، اور جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یعنی حدیث، کیوں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں قرآن اور اُس کی مثل اُس کے ساتھ دیا گیا ہوں۔“ ان دونوں کا اتباع ضروری ہے، ان کے علاوہ کسی کا اتباع ضروری نہیں ہے، بلکہ ان کا انکار لازمی ہے۔“ (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَهَذَا كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ فَاتَّبِعُوا وَاتَّقُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿١٥٥﴾ ﴾

(الانعام: ١٥٥)

”اور یہ کتاب ہے جس کو ہم نے بھیجا بڑی خیر و برکت والی، سو اس کا اتباع کرو اور ڈرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اس آیت مبارکہ میں غور کرنے سے دو باتیں معلوم ہوتی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

(۱) توحید کی تعلیم۔

(۲) توحید کا عملی نمونہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ۔

(۱) توحید کی تعلیم:

اولاً یہ بتایا کہ توحید کی تعلیم دنیا میں گو پہلے بھی آتی رہی ہے، لیکن وہ کامل تعلیم جو دنیا میں ہمیشہ رہنے کے لیے بھیجی جاتی ہے، وہ اس کتاب میں ہے، جو مبارک ہے، جس کی خیر دائمی ہے اور کبھی منقطع نہ ہوگی۔

(۲) توحید کا عملی نمونہ:

توحید کا عملی نمونہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو پیش کیا ہے۔ اور یوں بتایا ہے کہ توحید عملی رنگ میں، کمال کے ساتھ اگر قرآن مجید میں موجود ہے تو اس کا عملی نمونہ کمال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی ذات میں موجود ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْتُونَ بِالْكِتَابِ وَآقَامُوا الصَّلَاةَ إِنَّا لَا نَضِيعُ أَجْرَ الْمُصْلِحِينَ ۝﴾ (الاعراف: ۱۷۰)

”اور جو لوگ کتاب کے پابند ہیں اور نماز کی پابندی کرتے ہیں، ہم ایسے لوگوں کا جو اپنی اصلاح کریں ثواب ضائع نہ کریں گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحِيًّا أَوْ مِنْ وَرَآئِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بآذُنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكِيمٍ ۝﴾ (الشورى: ۵۱)

”ناممکن ہے کہ کسی بندہ سے اللہ تعالیٰ کلام کرے، مگر وحی کے ذریعہ یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتہ کو بھیجے اور وہ اللہ کے حکم سے جو وہ چاہے وحی کرے، بیشک وہ برتر ہے، حکمت والا ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس آیت میں وحی الہی کی تین صورتیں بیان کی گئی ہیں، پہلی یہ کہ دل میں کسی بات کا ڈال دینا یا خواب میں بتلا دینا اس یقین کے ساتھ کہ یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ دوسری، پردے کے پیچھے سے کلام کرنا، جیسے موسیٰ علیہ السلام سے کوہ طور پر کیا گیا۔ تیسری، فرشتے کے ذریعے اپنی وحی بھیجنا، جیسے جبرائیل علیہ السلام اللہ کا پیغام لے کر آئے اور پیغمبروں کو سناتے رہے۔“ (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ (الحديد: ۲۵)

”یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا، تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ﴾ (آل عمران: ۳)

”اس (اللہ) نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے۔ اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَتَيْنَا دَاوُدَ ذَبُورًا﴾ (النساء: ۱۶۳)

”اور ہم نے داؤد (علیہ السلام) کو زبور عطا فرمائی۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ﴾ (الحديد: ۲۷)

”اور ہم نے اسے (عیسیٰ علیہ السلام) کو انجیل عطا فرمائی۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمِنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَكِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ﴾ (البقرة: ۲۸۵)

”رسول ایمان لایا اس چیز پر جو اس کی طرف اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُتاری گئی، اور مومن بھی ایمان لائے، یہ سب اللہ، اور اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔“

۴۔ رسولوں پر ایمان

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہدایت و راہنمائی کے لیے جتنے انبیا اور رسول ﷺ بھیجے، سب پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اُن میں سے کسی ایک کا انکار اسلام و ایمان کے منافی ہے۔ نیز جناب محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ماننا ضروری ہے، اور عقیدہ ختم نبوت کا انکار اسلام کے منافی اور دائرہ اسلام سے خروج کا سبب ہے۔

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا ۝﴾

(الاحزاب: ۴۰)

”تمہارے مردوں میں سے محمد ﷺ کسی کے باپ نہیں، اور لیکن اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ نَّحْنُ وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَيْءٍ كَذَلِكَ فَعَلَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَهَلْ عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ۝ وَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكذِبِينَ ۝﴾

(النحل: ۳۵-۳۶)

”مشرک لوگوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم اور ہمارے باپ دادا اس کے سوا کسی اور کی عبادت ہی نہ کرتے، نہ اس کے فرمان کے بغیر کسی چیز کو حرام کرتے۔ یہی فعل ان سے پہلے کے لوگوں کا رہا، تو رسولوں پر تو صرف کھلم کھلا پیغام پہنچا دینا ہے۔ ہم نے ہر اُمت میں رسول (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ لوگو! صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی، اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اور جب اللہ کی مشیت یہی ہوئی کہ انسان کو کسی ایک حالت پر مجبور نہ کر دیا جائے، بلکہ ہر طرح کی حالت اختیار کرنے کی قدرت دی جائے، تو اللہ کے رسولوں سے کہیے اس کی توقع کی جائے کہ لوگوں سے یہ قدرت سلب کر لیں؟“

مزید لکھتے ہیں:

”پس اللہ کا قانون ہدایت و شقاوت ایسا ہی چلا آیا ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ لوگوں کو جبراً ہدایت یافتہ بنا دیا گیا ہو۔“ (ترجمان القرآن: ۲/۳۱۵، ۳۱۶)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ٢٥﴾ (الانبیاء: ۲۵)

”تجھ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں، پس تم سب میری ہی عبادت کرو۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ

وَ التَّيِّبِينَ ﴿۱۷۷﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں، بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان لایا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْأَخِيرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿۱۳۶﴾﴾ (النساء: ۱۳۶)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر، اور اس کی کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے۔ اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں ایمان لاؤ جو شخص اللہ تعالیٰ سے، اس کے فرشتوں سے، اور اس کی کتابوں سے، اور اس کے رسولوں سے، اور قیامت کے دن سے کفر کرے، وہ بہت بڑی دُور کی گمراہی میں جا پڑا۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴿۱۹﴾﴾ (الحديد: ۱۹)

”اللہ اور اس کے رسول پر جو ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تُصَدِّقُوا أَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تَكْدِبُوهُمْ وَقُولُوا: "أَمْنَا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا وَمَا أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ. ")) ❶

❶ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿قُولُوا آمْنَا بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلَ إِلَيْنَا﴾، رقم: ۴۴۸۵.

”تم اہل کتاب کی نہ تصدیق کرو اور نہ تکذیب کرو، بلکہ یہ کہا کرو: ہم ایمان لائے اللہ پر، اور اس چیز پر جو ہماری طرف اُتاری گئی، اور اس پر جو ہم سے پہلے (رسولوں) پر اُتاری گئی۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ سیدنا جبرائیل علیہ السلام کے ایمان سے متعلق استفسار پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنْ تُوْمِنَ بِاللّٰهِ ، وَمَلَائِكَتِهِ ، وَكُتُبِهِ ، وَلِقَائِهِ ، وَرُسُلِهِ ، وَتُوْمِنَ بِالْبَعْثِ ، وَتُوْمِنَ بِالْقَدْرِ كُلِّهِ .)) ❶

”کہ تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اور اس کی کتابوں پر، اور اس کی ملاقات پر، اور اس کے رسولوں پر، اور روزِ قیامت پر، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان رکھے۔“

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَإِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أُمَّتِي كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ ، كُلَّهُمْ يَزْعَمُونَ أَنَّهُ نَبِيٌّ ، وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي .)) ❷

”عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے ہوں گے، سب کے سب نبی ہونے کا دعویٰ کریں گے، حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“

ایمان بالرسالت کے متضمنات:

(۱) رسالت پر ایمان لانا درحقیقت اللہ کی حکمت بالغہ اور وسیع رحمت پر ایمان لانا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں کہ اپنے احکام پہنچائے بغیر انسانوں کا احتساب کرے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۵۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۶۰۹۔

❷ سنن أبي داود، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، رقم: ۴۲۵۲، سنن ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون، رقم: ۳۳۱۹، سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ما یكون من الفتن، رقم: ۳۹۵۲، مسند أحمد: ۵ / ۲۸۴ - ۲۷۸، اسے علامہ البانی رضی اللہ عنہ نے صحیح کہا ہے۔

﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا﴾ (الاسراء: ۱۵)

”اور ہماری سنت نہیں کہ بغیر رسول بھیجے عذاب کرنے لگیں۔“

(۲) ایمان بالرسالت کا ایک مفہوم وحدت دین کا اقرار ہے۔ کیونکہ ہر نبی کا دین ایک ہی رہا

ہے، اگرچہ شرائع میں اختلاف ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ﴾ (البقرة: ۱۳۶)

”ہم ان میں سے کسی کے درمیان فرق نہیں کرتے، ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں۔“

ایمان بالرسالت کا تقاضا:

ایمان بالرسالت کا تقاضا یہ ہے کہ تمام انبیاء ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بھی ملایا ان پر نازل ہوا، سب پر ایمان لایا جائے۔ کسی بھی کتاب یا رسول کا انکار نہ کیا جائے۔ کسی ایک کتاب یا نبی کو ماننا، کسی کو نہ ماننا، یہ انبیاء ﷺ کے درمیان تفریق ہے، جس کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ البتہ عمل اب صرف قرآنی احکام پر ہوگا۔ سابقہ اُمتوں کی کتب اور ان کے احکام کو منسوخ سمجھا جائے گا۔ سوائے ان احکامات کے جنہیں اسلام نے برقرار رکھا ہے۔ لیکن اس صورت میں بھی یہ احکام اسلامی قرار پائیں گے۔



۵۔ روزِ قیامت (آخرت) پر ایمان

قیامت کے روز پر ایمان لانا اجزائے ایمان میں سے ہے۔ یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ دنیوی حیات عارضی ہے۔ موت کے بعد جو حیات یعنی زندگی ملے گی، وہ دائمی اور ابدی ہوگی۔ ہر انسان کو دوبارہ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنے اعمال کے لیے جواب دہ ہونا ہے۔ اور نیوکاروں کو آخرت میں جنت ملے گی اور بدکاروں کا ٹھکانہ دوزخ ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ لَا يَرْجُونَ لِقَاءَنَا وَرَضُوا بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاطْمَأَنَّنُوا بِهَا وَالَّذِينَ هُمْ عَنْ آيَاتِنَا غٰفِلُونَ ۝ أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ مِنَ النَّارِ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (یونس: ۷-۸)

”جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا یقین نہیں ہے اور وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اس میں جی لگا بیٹھے ہیں۔ اور جو لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں۔ ایسے لوگوں کا ٹھکانہ ان کے اعمال کی وجہ سے دوزخ ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا تُوْعَدُونَ لَصَادِقٍ ۝ وَإِنَّ الدِّينَ لَوَاقِعٌ ۝﴾ (الذاریات: ۵-۶)

”یقین مانو کہ تم سے جو وعدے کیے جاتے ہیں سب سچے ہیں اور بے شک انصاف ہونے والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا وَلٰكِنْ أَكْثَرُ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ۝﴾ (المؤمن: ۵۹)

”قیامت بالیقین اور بے شبہ آنے والی ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) بہت سے لوگ ایمان نہیں لاتے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسِهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمُ إِلَّا بَغْتَةً ۖ يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللَّهِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٨٤﴾﴾

(الاعراف: ۱۸۷)

”یہ لوگ آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے ہیں کہ اس کا وقوع کب ہوگا؟ آپ فرمادیجیے کہ اس کا علم صرف میرے رب ہی کے پاس ہے، اس کے وقت پر اس کو سوا اللہ کے کوئی اور ظاہر نہ کرے گا۔ وہ آسمانوں و زمین میں بڑا بھاری (حادثہ) ہوگا وہ تم پر محض اچانک آپڑے گی۔ وہ آپ سے اس طرح پوچھتے ہیں جیسے گویا آپ اس کی تحقیقات کر چکے ہیں۔ آپ فرمادیجیے کہ اس کا علم خاص اللہ ہی کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”انسان کی ایک عالمگیر گمراہی یہ رہی ہے کہ جب کوئی انسان روحانی عظمت کے ساتھ ظاہر ہوتا ہے، تو لوگ چاہتے ہیں اسے انسانیت و بندگی کی سطح سے بلند کر کے دیکھیں لیکن قرآن نے پیغمبر اسلام کی حیثیت ایسے صاف اور قطعی لفظوں میں واضح کر دی کہ ہمیشہ کے لیے اس گمراہی کا ازالہ ہو گیا۔“

مزید لکھتے ہیں:

”صرف یہی ایک بات ان کی صداقت کے اثبات کے لیے کفایت کرتی ہے جو دنیا اپنے پیشواؤں کو خدا اور خدا کا بیٹا بنانے کی خواہش مند تھی، اسلام کے پیغمبر

نے اُس سے اتنا بھی نہ چاہا کہ کاہنوں کی طرح مجھے غیب دان تسلیم کر لو۔ زیادہ سے زیادہ جو بات اپنی نسبت سنائی، یہ تھی کہ ”انکار و بد عملی کے نتائج سے خبردار کر دینے والا اور ایمان و نیک عملی کی برکتوں کی بشارت دینے والا ایک بندہ ہوں، اگر میں غیب دان ہوتا تو زندگی کا کوئی گزند مجھے نہ پہنچتا، مجھے کیا معلوم قیامت کب آئے گی۔“ (ترجمان القرآن: ۲۸/۲-۳۷)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ ۖ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ ۝﴾ (الحج: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، بلاشبہ قیامت کا زلزلہ بہت ہی بڑی چیز ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخِصَّبُونَ ۝﴾ (الزمر: ۳۰)

”یقیناً خود آپ کو بھی موت آئے گی اور یہ سب بھی مرنے والے ہیں۔ پھر تم سب کے سب قیامت کے روز اپنے رب کے سامنے جھکڑو گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ ۚ وَمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ ۗ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ ۖ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۗ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ ۝﴾ (الانعام: ۹۳)

”اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے

کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے، اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمے جھوٹی باتیں لگاتے تھے۔ اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۗ أَفَأَبْنِ قِمَّتِ فَهْمُ الْخُلْدُونَ ۗ ﴾ (الانبیاء: ۳۴)

”آپ سے پہلے کسی انسان کو بھی ہم نے دوام اور ہمیشگی نہیں دی، کیا اگر آپ مر گئے تو وہ ہمیشہ کے لیے رہ جائیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ کفار کے جواب میں، نبی ﷺ کی بابت کہتے تھے کہ ایک دن اسے مر ہی جانا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: موت تو ہر انسان کو آتی ہے اور اس اصول سے یقیناً محمد الرسول اللہ ﷺ بھی مستثنیٰ نہیں، کیوں کہ وہ بھی انسان ہی ہیں اور ہم نے کسی انسان کے لیے دوام اور ہمیشگی نہیں رکھی ہے۔“ (احسن البیان)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَثْبُتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ ۚ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ۗ ﴾ (ابراہیم: ۲۷)

”ایمان والوں کو اللہ کچی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ تعالیٰ بہکا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو

چاہے کر گزرتا ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس کی تفسیر حدیث میں اس طرح آتی ہے کہ ”موت کے بعد جب مسلمان سے سوال کیا جاتا ہے، تو وہ جواب میں اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کے رسول ہیں۔ پس یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا﴾ کا۔“^①

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾ (البقرة: ۴)

”اور وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں، اس پر جو آپ کی طرف اتارا گیا اور جو آپ سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَ فِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ (البقرة: ۲۰۱)

”اور بعض لوگ وہ بھی ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں نیکی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہمیں عذابِ جہنم سے نجات دے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ أَنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ لَا رَيْبَ فِيهَا ۗ وَ أَنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُورِ﴾ (الحج: ۷)

”اور بے شک قیامت آنے والی ہے، جس میں کوئی شک و شبہ نہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ قبروں والوں کو دوبارہ زندہ فرمائے گا۔“

① صحیح بخاری، تفسیر سورۃ ابراہیم.

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا يَظُنُّ أُولَٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوثُونَ ﴿٣﴾ لِيَوْمٍ عَظِيمٍ ﴿٥﴾ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴿٦﴾﴾ (المطففين: ٤-٦)

”کیا یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ ایک بڑے دن یہ اٹھا کر لائے جانے والے ہیں؟ اس دن جبکہ سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ ﴿١﴾ وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿٢﴾ أَيْحَسِبُ الْإِنْسَانُ أَن لَّنْ نُّجْمَعَهُ عِظَامَهُ ﴿٣﴾ بَلَىٰ قَدَرِينٌ عَلَىٰ أَنْ نُسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴿٤﴾﴾ (القيامة: ١-٤)

”میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔ کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں نہیں جمع کریں گے۔ ہاں ضرور کریں گے ہم تو قادر ہیں کہ اس کے پور پور تک درست کر دیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأُقْسِمُوا بِاللَّهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ ﴿٣٨﴾ لَا يَبْعَثُ اللَّهُ مِنْ يَمِينِهَا بَلَىٰ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٩﴾ لِيُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي يُخْتَلِفُونَ فِيهِ وَيَلْعَلَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّهُمْ كَانُوا كَذِبِينَ ﴿٤٠﴾ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَنْ نَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٤١﴾﴾ (النحل: ٣٨-٤٠)

”وہ لوگ بڑی سخت سخت قسمیں کھا کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ نہیں کرے گا، کیوں نہیں ضرور زندہ کرے گا یہ تو اس کا برحق لازمی وعدہ ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔ اس لیے بھی کہ یہ لوگ جس چیز میں اختلاف کرتے تھے، اسے اللہ تعالیٰ صاف بیان کر دے اور اس لیے بھی کہ کافر لوگ خود اپنا جھوٹا ہونا

جان لیں۔ ہم جب کسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو صرف یہ کہہ دینا ہوتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتی ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾ (النحل: ۷۷)

”آسمانوں و زمین کی چھپی چیزوں کا علم صرف اللہ ہی کو ہے۔ اور قیامت کا امر تو ایسے ہی ہے جیسے آنکھ کا جھپکنا، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّهِ وَكُنْتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ثُمَّ يُمَيِّتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (البقرة: ۲۸)

”تم اللہ (کے ایک معبود ہونے) کا کیسے انکار کرتے ہو، حالانکہ تم مردہ تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں زندہ کیا۔ پھر وہ تمہیں موت دے گا اور پھر (قیامت کے دن) وہ تمہیں زندہ کرے گا اور پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ ﴿۱۵﴾ ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ ﴿۱۶﴾﴾ (المؤمنون: ۱۵-۱۶)

”پھر یقیناً تم اس کے بعد ضرور مرنے والے ہو اور پھر قیامت کے دن ضرور (زندہ کر کے) اٹھائے جاؤ گے۔“

اللہ تعالیٰ کا نظام خلقت اس بات کی شہادت دے رہا ہے کہ یہاں کوئی بات بغیر حکمت و مصلحت کے نہیں ہے۔ سورج کی تپش، چاند کی گردش کی منزلیں، ستاروں کی روشنی یہ کچھ اگر بغیر مصلحت کے نہیں ہے۔ تو کیا یہ ممکن ہے کہ انسان کا وجود، بغیر کسی غرض و مصلحت کے ہو۔

اور صرف اس لیے ہو کہ کھائے، پیئے اور مر کر ہمیشہ کے لیے فنا ہو جائے۔ یا کیا داستانِ حیات بس اتنی ہی ہے کہ رجمِ مادرِ اُگل دے اور بطنِ خاک نکل لے اور اس کے بعد کچھ نہ ہو یا جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ

﴿إِنَّ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ﴾

”(زندگی) تو صرف دنیا کی زندگی ہے ہم مرتے جیتے رہتے ہیں اور یہ نہیں کہ ہم

پھر اُٹھائے جائیں۔“

بلکہ کائناتِ ہستی کی ہر بات یقین دلا رہی ہے کہ اس کے بعد بھی کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے اور ورنہ تدبیر و مصلحت کا سارا کارخانہ باطل ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر اس پر بھی لوگوں کی غفلت کا یہ حال ہے کہ حیاتِ آخرت کی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی تو اس سے زیادہ عجیب بات کون سی ہو سکتی ہے؟



۶۔ اچھی بری تقدیر پر ایمان

﴿قَدْ عَلِمْنَا مَا تَنْقُصُ الْأَرْضُ مِنْهُمْ ۖ وَعِنْدَنَا كِتَابٌ حَفِيظٌ﴾

(ق: ۴)

”زمین جو کچھ ان میں سے کم کرتی ہے وہ ہمیں معلوم ہے اور ہمارے پاس سب یاد رکھنے والی کتاب ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرْجٍ فَبِمَا فَرَضَ اللَّهُ لَهُ سُنَّةَ اللَّهِ فِي

الَّذِينَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۗ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَّقْدُورًا ﴿۳۸﴾﴾

(الاحزاب: ۳۸)

”جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لیے مقرر کی ہیں، ان میں کوئی حرج نہیں (یہی) اللہ کا دستور ان میں بھی رہا جو پہلے ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کام اندازے پر مقرر کیے ہوئے ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِذَا أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ

مِنْكُمْ وَلَوْ تَوَاعَدْتُمْ لَا خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ وَلَكِن لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا

كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَن بَيْنَتِهِ وَيُحْيِيَ مَنْ حَيَّ عَن بَيْنَتِهِ

وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿۵﴾﴾ (الانفال: ۴۲)

”جب کہ تم پاس والے کنارے پر تھے اور وہ دُور والے کنارے پر تھے۔ اور قافلہ تم سے نیچے تھا۔ اگر تم آپس میں وعدے کرتے تو یقیناً تم وقت معین پر پہنچنے

میں مختلف ہو جاتے۔ لیکن اللہ کو تو ایک کام کر ہی ڈالنا تھا، جو مقرر ہو چکا تھا، تاکہ جو ہلاک ہو، دلیل پر یعنی (یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے، بے شک اللہ بہت سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ۗ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۗ عِلْمِ الْغَيْبِ ۗ لَا يُعْزِبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمَوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ﴿١٣﴾﴾ (سبا: ۳)

”کفار کہتے ہیں کہ ہم پر قیامت نہیں آئے گی، آپ فرمادیجیے کہ مجھے میرے رب کی قسم! جو عالم الغیب ہے کہ وہ یقیناً تم پر آئے گی، اللہ تعالیٰ سے ایک ذرے کے برابر بھی کوئی چیز پوشیدہ نہیں، نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں، بلکہ اس سے بھی چھوٹی اور بڑی ہر چیز کھلی کتاب میں موجود ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا نَحْنُ نُحْيِي الْمَوْتَىٰ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ ۗ وَكُلُّ شَيْءٍ أَحْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ ﴿١٤﴾﴾ (یس: ۱۲)

”بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھتے جاتے ہیں وہ اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں اور ہم نے ہر چیز کو ایک واضح کتاب میں ضبط کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُونِ الْأُولَىٰ ﴿٥١﴾ قَالَ عَلِيهَا عِنْدَ رَبِّي فِي كِتَابٍ ۗ لَا يَضِلُّ رَبِّي ۗ وَلَا يَنْسَى ﴿٥٢﴾﴾ (طہ: ۵۱-۵۲)

”اس نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ اگلے زمانے والوں کا حال کیا ہونا ہے؟ جواب دیا کہ

ان کا علم میرے رب کے ہاں کتاب میں موجود ہے، نہ تو میرا رب غلطی کرتا ہے اور نہ ہی بھولتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ ۖ﴾ (القمر: ۴۹)

”بے شک ہم نے ہر چیز کو قدر (تقدیر و مقدار) کے ساتھ پیدا کیا ہے۔“

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ائمہ اہل سنت نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا مقدر ان کی پیدائش سے پہلے مقرر کر دیا ہے اور ہر چیز اپنے ظہور سے پہلے خدا کے ہاں لکھی جا چکی ہے، فرقہ قدریہ اس کا منکر ہے۔ یہ لوگ صحابہ رضی اللہ عنہم کے آخری زمانہ میں ہی نکل چکے تھے۔ اہل سنت ان کے اس مسلک کے خلاف اس قسم کی آیتوں کو پیش کرتے ہیں اور اس مضمون کی احادیث کو بھی۔“ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنْفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَبْرَأَ أَهَآءَ إِنْ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ ۖ﴾

(الحديد: ۲۲)

”زمین میں اور تمہاری جانوں کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ واقع ہونے سے پہلے ہماری کتاب میں درج ہے، اللہ کے لیے یہ (بہت) آسان ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کے مطابق تمام مخلوقات کی پیدائش سے پہلے ہی سب باتیں لکھ دیں ہیں، جیسے حدیث میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَدَرَ اللَّهُ مَقَادِيرَ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ .)) ❶

”اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل ہی ساری تقدیریں لکھ دی تھیں۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا ۗ ﴾ (التوبة: ۵۱)

”فرمادیجیے! ہمیں تو صرف وہی مصیبت پہنچتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے لکھ رکھی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا ۝ ﴾ (الفرقان: ۲)

”اور اس اللہ نے ہر چیز پیدا کی، پس اس نے ہر چیز کی تقدیر مقرر کی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَمْحُوا اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثَبِّتُ ۗ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝ ﴾

(الرعد: ۳۹)

”اللہ تعالیٰ جو چاہے مٹا دے، اور جو چاہے ثابت رکھے، لوح محفوظ اسی کے

پاس ہے۔“

قرآنی آیات کے بعد اب ذیل میں تقدیر سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں، چنانچہ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ تَعَالَى الْقَلَمَ فَقَالَ لَهُ اكْتُبْ ، فَقَالَ رَبِّ وَمَاذَا اُكْتُبُ؟ قَالَ: اُكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ

❶ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسی علیہما السلام.

السَّاعَةَ.)) ❶

”بے شک اللہ نے سب سے پہلے قلم کو تخلیق کر کے اسے حکم دیا: لکھ۔ قلم نے کہا: اے میرے رب! کیا لکھوں؟ تو ارشاد فرمایا: قیامت کے وقوع تک تمام چیزوں کی تقدیر لکھ دے؟“

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ ایک شخص کے اس استفسار پر کہ کیا ہم تقدیر پر بھروسہ کریں اور عمل چھوڑ دیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِعْمَلُوا فِ كُلِّ مَيْسَرٍ، وَأَمَّا أَهْلُ السَّعَادَةِ فَيَسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ السَّعَادَةِ، وَأَمَّا أَهْلُ الشَّقَاوَةِ فَيَسِّرُونَ لِعَمَلِ أَهْلِ الشَّقَاوَةِ. ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِلْيُسْرَى ۝ وَأَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنَى ۝ فَسَنِيسِرُهُ لِّلْعُسْرَى ۝﴾ الليل: ۵-۱۰.....)) ❷

”تم عمل کرتے رہو پس ہر ایک کے لیے وہی آسان ہو گیا (جس کے لیے وہ پیدا کیا گیا ہے) اگر وہ اہل سعادت میں سے ہے تو اہل سعادت کے اعمال اس کے لیے آسان کر دیے گئے ہیں اور اگر وہ اہل شقاوت میں سے ہے تو اس کے لیے بدبختی والے اعمال آسان کر دیے گئے ہیں، پھر آپ ﷺ نے ان آیات کی تلاوت کی: ”جس نے دیا (اللہ کی راہ میں) اور ڈرا (اپنے رب سے)۔ اور نیک بات کی تصدیق کرتا رہا۔ تو ہم بھی اس کو آسان راستے کی سہولت دیں گے۔ لیکن جس نے بخل اور بے پرواہی سے کام لیا اور نیک بات کی تکذیب کی۔“

❶ سنن أبي داود، كتاب السنة، باب في القدر، رقم الحديث: ٤٧٠٠، سنن ترمذي، القر، باب اعظام امر الايمان بالقدر، رقم الحديث: ٢١٥٥، مسند أحمد بن حنبل: ٣١٧/٥۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحيح البخاري، كتاب التفسير، باب قوله: ﴿فَسَنِيسِرُهُ لِّلْعُسْرَى﴾، رقم: ٤٩٤٩، صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق الادمي، في بطن أمه رقم: ٦٧٣١.

تو ہم بھی اس کی تنگی و مشکل کا سامان میسر کر دیں گے۔“

سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ قَالَ: وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ .)) ❶

”اللہ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیروں کو لکھا اور فرمایا: ”اور اس کا عرش پانی پر تھا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِيُّ خَيْرٌ وَّأَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِيفِ ، وَفِي كُلِّ خَيْرٍ ، إِحْرَصُ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ وَاشْتَعِنُ بِاللَّهِ وَلَا تَعْجِزْ وَإِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ: لَوْ إِنِّي فَعَلْتُ كَانَ كَذَا وَكَذَا وَلَكِنْ قُلْ ، قَدَّرَ اللَّهُ وَمَا شَاءَ فَعَلَ ، فَإِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَانِ .)) ❷

”اللہ کے نزدیک کمزور مومن سے قوی مومن بہتر اور پسندیدہ ہے اور (ان) سب میں خیر ہے۔ جو چیز تجھے نفع دے اس کی حرص کر، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ اور عاجز نہ بن، اگر تجھے کوئی مصیبت پہنچے تو یہ نہ کہنا کہ اگر میں ایسے ایسے کرتا تو ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہہ اللہ کی یہی تقدیر ہے، اس نے جو چاہا ہوا، کیونکہ لو (اگر، مگر) شیطانی عمل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک روز میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے

❶ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب حجاج آدم و موسیٰ، رقم الحدیث: ۶۷۴۸، سنن الترمذی،

ابواب القدر، باب إعظام امر الایمان، رقم الحدیث: ۲۱۵۶.

❷ صحیح مسلم، کتاب القدر، رقم: ۶۷۷۴.

بیٹھا ہوا تھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((يَا عَلَّامُ! إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ ، أَحْفَظِ اللَّهُ يَحْفَظُكَ ،
 أَحْفَظِ اللَّهُ تَجِدُهُ تَجَاهَكَ ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ
 فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَى أَنْ يَنْفَعُوكَ
 بِشَيْءٍ لَمْ يَنْفَعُوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ ، وَإِنْ اجْتَمَعُوا
 عَلَى أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ
 عَلَيْكَ ، رُفِعَتِ الْأَقْلَامُ وَجَفَتِ الصُّحُوفُ .)) ❶

”اے لڑکے! میں تجھے کچھ باتیں سکھاتا ہوں، اللہ کو یاد رکھ وہ تجھے یاد رکھے گا،
 اللہ کو یاد رکھ تو اسے اپنے سامنے پائے گا، جب (ما فوق الاسباب) سوال کرے تو
 اللہ سے سوال کر، اور جب مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ، اور جان لے کہ اگر
 سب لوگ تجھے فائدہ پہنچانا چاہیں تو تجھے صرف وہی فائدہ پہنچے گا جو اللہ نے
 تیرے لیے لکھ رکھا ہے اور اگر سارے لوگ تجھے نقصان پہنچانا چاہیں تو تجھے
 صرف وہی نقصان پہنچ سکتا ہے جو اللہ نے تیرے لیے لکھ رکھا ہے، قلم اٹھائے
 گئے اور (تقدیر کے) صحیفے خشک ہو چکے ہیں۔“

امام طاووس رضی اللہ عنہ (تابعی) فرماتے ہیں:

((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقُولُونَ: كُلُّ
 شَيْءٍ بِقَدَرٍ ، قَالَ وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ
 اللَّهِ ﷺ ”كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ أَوْ الْكَيْسِ
 وَالْعَجْزِ .“)) ❷

”میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ فرماتے ہوئے پایا ہے کہ ہر چیز تقدیر سے ہے

❶ سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب حدیث حنظلہ، رقم: ۲۵۱۶۔ علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب القدر، باب کل شیء بقدر، رقم: ۲۶۵۵۔

اور میں نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو فرماتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر چیز تقدیر سے ہے حتیٰ کہ (دماغی) عاجزی اور ذہانت بھی تقدیر سے ہے۔“

قدریہ (منکرین تقدیر) کے بارے میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((اِنِّي بَرِيٌّ مِّنْهُمْ وَ اَنْتُمْ بَرَاءٌ مِّنِّي وَ الَّذِي يَحْلِفُ بِهٖ عَبْدُ اللّٰهِ بِنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لَوْ اَنَّ لِاَحَدِهِمْ مِثْلَ اُحْدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقَهُ، مَا قَبِلَ اللّٰهُ مِنْهُ حَتّٰى يُّؤْمِنَ بِالْقَدْرِ .)) ❶

”میں ان سے بری ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں، اللہ کی قسم! اگر ان میں سے کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو تقدیر پر ایمان لائے بغیر (اللہ کے ہاں) قبول نہ ہوگا۔“

تقدیر کے مسئلہ میں قدریہ اور جبریہ دونوں فرقے گمراہ ہوئے ہیں۔ قدریہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے افعال کے خود خالق ہیں۔ اللہ نے یہ افعال ان کی تقدیر میں نہیں لکھے، کبھی یہ بندے اپنے افعال کے پیدا کرنے میں اللہ سے بے نیاز ہیں اور یہ کہ اللہ ہر چیز کا خالق نہیں ہے۔ یہ عقیدہ باطل ہے کیوں کہ اللہ بندوں کا بھی خالق ہے اور ان کے افعال کا بھی جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۗ ﴾ (الرعد: ۱۶)

”کہہ دو کہ اللہ ہر چیز کا خالق ہے۔“

جبکہ جبریہ نے بندوں سے اختیارات چھین لیے ہیں۔ اور اس کے لیے کسی مشیت اور ارادہ کے قائل نہیں ہیں۔ انھوں نے اختیاری حرکات اور اضطراری حرکات کو برابر کر دیا ہے۔ الغرض انسان مجبور محض ہے یعنی ان میں انسان کے کسب اور ارادے کا کوئی دخل نہیں ہوتا، جب کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ بندے کے پاس مشیت اور ارادے کی طاقت موجود ہے۔

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۹۳۔

ایچھے عمل پر اسے انعام اور برے عمل پر اسے سزا ملتی ہے۔

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ مسئلہ تقدیر میں غالی جبریوں اور منکر قدریوں کے درمیان ہے۔ انھوں نے بندے کے لیے مشیت کا اثبات کیا ہے اور رب کے لیے مشیت عام کا اثبات کیا ہے اور بندے کی مشیت کو اللہ کی مشیت کے تابع قرار دیا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لِمَنْ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَسْتَقِيمَ ۗ وَ مَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ

يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۗ﴾ (التکویر: ۲۸-۲۹)

”اس کے لیے جو تم میں سے سیدھا ہونا چاہے۔ اور تم نہیں چاہتے مگر یہ کہ اللہ رب العالمین چاہے۔“



اہل ایمان سے تقاضا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ
وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿۱۰۳﴾﴾

(آل عمران: ۱۰۴)

”تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ
فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ))^①

”تم میں سے جو شخص برائی کو دیکھے تو ہاتھ (کی طاقت) کے ذریعے اس کو بدل دے، اگر اس میں طاقت نہیں تو زبان سے بدل دے، ہاں اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“

اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے دیگر فرانس کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ”امر بالمعروف و نہی عن المنکر“ (نیکی کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا) ایک ایسا فریضہ ہے جس کا ایمان والوں سے تقاضا کیا

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۹۔ سنن أبی داؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب الخطبۃ یوم العید،

رقم: ۱۱۴۰، ۴۳۴۰۔ سنن الترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء فی تغییر المنکر بالید.....، رقم

الحديث: ۲۱۷۲۔

ہے، اس فریضہ کی عظمت کا اندازہ اس سے بھی کیا جاسکتا ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی محمد الرسول اللہ ﷺ کی اہل کتاب کی نسبت جو ذمہ داریاں بتائی ہیں، ان میں سے یہ بھی ہے: ﴿يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾..... وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں۔“ اور پھر یہ تقاضا صرف اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام ہی سے نہیں کیا جا رہا بلکہ پہلی اُمتوں سے بھی کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ اہل کتاب کی بابت اس فریضہ کی عدم ادائیگی پر وعید سناتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

﴿كَانُوا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُنْكَرٍ فَعَلُوهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ﴾

(المائدة: ۷۹)

”آپس میں ایک دوسرے کو برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے روکتے نہ تھے۔ جو کچھ بھی یہ کرتے تھے یقیناً بہت بُرا تھا۔“

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا یہ فریضہ صرف مسلمانوں پر ہی عائد نہیں بلکہ پہلی اُمتوں پر بھی تھا۔ اور یہ ایک ایسا فریضہ ہے کہ جس کی ادائیگی میں دنیاوی نجات بھی ہے اور اخروی فوز و فلاح بھی۔ اور یہ تقاضا اس قدر اہمیت کا حامل ہے کہ اس کی ادائیگی میں غفلت اور سستی کرنے والوں کو زبان نبوت سے عذاب کی وعید بھی سنائی گئی ہے۔ چنانچہ سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتَأْمُرَنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
أَوْ لَيُؤْشِكَنَّ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ ثُمَّ تَدْعُوهُ فَلَا
يُسْتَجَابُ لَكُمْ.)) ❶

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور برائی سے روکتے رہو گے، ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرمائے، گا پھر تم اللہ تعالیٰ سے دُعا بھی کرو گے تو وہ تمہاری دُعا کو قبول نہیں کرے گا۔“

❶ سنن الترمذی، کتاب الفتن، رقم: ۲۱۶۹۔ مسند أحمد: ۳۳۸ / ۵۔ سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۲۸۶۸۔

اہل ایمان کی صفات اور علامات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ① إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ② الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ③ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ④﴾ (الانفال: ۲-۴)

”اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اگر تم مومن ہو، بے شک ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈرجاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ وہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں، ان کے رب کے پاس اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ان آیات میں اہل ایمان کی چار صفات بیان کی گئی ہیں۔ (۱) وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں نہ کہ صرف اللہ کی یعنی قرآن کی۔ (۲) اللہ کا ذکر سن کر، اللہ کی جلالت و عظمت سے اُن کے دل کانپ اُٹھتے ہیں۔“

(۳) تلاوتِ قرآن سے اُن کے ایمانوں میں اضافہ ہوتا ہے، (جس سے معلوم ہوا کہ ایمان میں بھی کمی بیشی ہوتی ہے، جیسا کہ محدثین کا مسلک ہے۔)، (۴) اور وہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ توکل کا مطلب یہ ہے کہ ظاہری اسباب اختیار کرنے کے بعد اللہ کی ذات پر بھروسہ کرتے ہیں۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهَ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٣﴾﴾

(المائدة: ٥٤)

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کفار پر سخت دل ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ کا فضل جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فِيمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لَنْتَ لَهُمْ ۖ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾﴾ (آل عمران: ١٥٩)

”اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر نرم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے ہو، آپ ان سے

درگزر کریں اور ان کے لیے استغفار کریں اور معاملات میں ان سے مشورہ کیا کریں، پھر جب آپ کا ارادہ پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بے شک اللہ تو کل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ۝﴾

(البقرة: ۱۶۵)

”اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں، کاش کہ مشرک لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے، (تو ہرگز شرک نہ کرتے)۔“

امام البہد ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اللہ پر ایمان، اور اللہ کی محبت دونوں لازم و ملزوم ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو بھی ویسی ہی چاہت سے ماننے لگے جیسی چاہت سے ماننا صرف اللہ ہی کے لیے ہے تو پھر یہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو ہم پلہ بنا دینا ہوا، اور توحید الہی کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا۔ مومن وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کی محبت رکھنے والا ہے۔“ (ترجمان القرآن: ۲۶۷/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَا تَتَّقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ الرَّسُولِ وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ أَ تَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللَّهُ أَحَقُّ أَنْ تَخْشَوْهُ

إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴿التوبة: ١٣﴾

”تم ان لوگوں کی سرکوبی کے لیے کیوں تیار نہیں ہوتے، جنہوں نے اپنی قسموں کو توڑ دیا اور پیغمبر کو جلا وطن کرنے کی فکر میں ہیں۔ اور خود ہی پہلی بار انہوں نے تم سے چھیڑ کی ہے، کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ اللہ ہی زیادہ مستحق ہے کہ تم اس کا ڈر رکھو بشرطیکہ تم ایمان والے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ ۝٢
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝٣ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ
فَاعِلُونَ ۝٤ وَالَّذِينَ هُمْ لِأُفْجَاهِهِمْ حَفِظُونَ ۝٥ إِلَّا عَلَى
أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝٦ فَمَنْ
ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعُدُونَ ۝٧ وَالَّذِينَ هُمْ
لِأَمْنَتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رِعُونَ ۝٨ وَالَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ
يُحَافِظُونَ ۝٩ أُولَٰئِكَ هُمُ الْوَارِثُونَ ۝١٠ الَّذِينَ يَرِثُونَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝١١﴾ (المؤمنون: ١ تا ١١)

”یقیناً ایمان والے کامیاب ہو گئے۔ جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ جو اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ بجز اپنی بیویوں اور ملکیت کی لونڈیوں کے یقیناً یہ ملامتیوں میں سے نہیں ہیں۔ جو اس کے علاوہ کچھ اور چاہیں وہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور عہدے کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں۔ یہی وارث ہیں۔ جو فردوس کے وارث ہوں گے، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا حَمَرُوا سُجَّدًا
 وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَى
 جُنُوبَهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا
 وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾ ﴾ (السجده: ١٥-١٦)

”ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دے رکھا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَّهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ
 آوَوْا وَانصَرَوْا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ
 كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾ ﴾ (الانفال: ٧٤)

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی، یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی ہے۔“

اہل ایمان کی صفات و علامات کے متعلق قرآنی آیات پیش کرنے کے بعد اب ذیل میں چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ، وَأَبْغَضَ لِلَّهِ، وَأَعْطَى لِلَّهِ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ
 اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ .)) ❶

❶ سنن أبي داود، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الايمان، رقم: ٤٦٨١ - طبرانی کبیر، رقم:

٧٦١٣۔ اسے علامہ البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

”جس نے اللہ کے واسطے محبت کی، اور اللہ کے واسطے دشمنی کی، اور اللہ کے واسطے مال دیا، اور اللہ کے واسطے منع کیا، اس نے اپنے ایمان کو مکمل کر لیا۔“

سیدنا عبداللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَانِ وَلَا اللَّعَانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا
الْبَذِيءِ .)) ❶

”مؤمن طعنہ دینے والا، لعنت بھیجنے والا، فحش گو، اور بد زبان نہیں ہوتا۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ .)) ❷

”انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا نفاق کی نشانی ہے۔“



❶ سنن الترمذی، ابواب البر والصلوة، رقم: ۱۹۷۷، بیہقی: ۳ / ۱۹۳، مستدرک حاکم: ۱ / ۱۲۔

علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب علامة الایمان حب الانصار، رقم: ۳۷۸۴ / ۱۷۔

اہل ایمان بہترین مخلوق ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۗ جَزَاءُ لَهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ ذَٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۗ﴾ (البينة: ۷-۸)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ ہے اس کے لیے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝۱ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝۲ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ ۖ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ ۝۳﴾

(سورة العصر)

”بے شک (بالیقین) انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور (جنھوں نے) آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

یوں تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر مخلوق کو نہایت تناسب کے ساتھ بنایا ہے۔ مگر جو شکل

و صورت کی خوبصورتی، ہر اہم عضو دو دو اور ان میں مناسب فاصلہ، عقل و تدبیر، فہم و فراست کی قوتیں، انسان کو عطا کی ہیں، یہی اسے احسن تقویم بنا رہی ہیں۔ پھر اس احسن تقویم طبقے سے جو لوگ دل کے ساتھ ایمان لائے اور انھوں نے اعضاء کے ساتھ اعمال کیے وہ تمام مخلوقات سے بہتر و افضل ٹھہرے۔ یعنی ایمان والے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بہترین مخلوق ہیں۔



اہل ایمان اللہ تعالیٰ کے گواہ ہیں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّٰدِقُونَ ۖ وَالشُّهَدَاءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ أَجْرُهُمْ وَنُورُهُمْ وَالَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِآيَاتِنَا أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ۝﴾ (الحديد: ۱۹)

”جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے ان کا اجر اور ان کا نور ہے، اور جو لوگ کفر کرتے ہیں اور ہماری آیتوں کو جھٹلاتے ہیں، وہ جہنمی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلٰى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا وَّمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِیْ كُنْتَ عَلَیْهَا اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعِ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقْبِیْهِ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِیْرَةً اِلَّا عَلٰى الَّذِیْنَ هَدٰى اللّٰهُ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِیْعَ اِیْمَانَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ ۝﴾ (البقرة: ۱۴۳)

”ہم نے اسی طرح تمہیں عادل امت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم پہلے سے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں رسول کا سچا متبع کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ گو یہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے

ہدایت دی ہے (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ ۗ هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ ۗ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۗ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۚ مِنْ قَبْلُ وَ فِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ ۚ فَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ وَ اعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ ۚ فَنِعْمَ الْمَوْلَى وَ نِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾﴾ (الحج: ٧٨)

”اور اللہ کے راستے میں ویسا ہی جہاد کرو، جیسے جہاد کا حق ہے۔ اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے۔ اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی، دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی لیے اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔ اس قرآن سے پہلے اور اس میں بھی تا کہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ۔ پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے، پس وہ کتنا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے۔“

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ ﷺ کو افضل اُمت کہا اور مقصد اس کا یہ ہے کہ تم لوگوں پر گواہی دو، جیسا کہ بعض احادیث میں اس کی وضاحت موجود ہے کہ جب کل قیامت کو اللہ تعالیٰ تمام انبیاء علیہم السلام سے دریافت کریں گے کہ کیا تم نے میرا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا تھا؟ تو وہ اثبات میں جواب دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تمہارا کوئی گواہ؟ تو انبیاء کرام (علیہم السلام) فرمائیں گے: محمد ﷺ اور ان کی اُمت۔ چنانچہ یہ اُمت گواہی دے گی۔“ (تفسیر ابن کثیر)

ایمان کے ثمرات

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل ایمان کو جن انعامات و ثمرات کی بشارت سنائی گئی ہے، ان سے متعلق چند قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں، ملاحظہ فرمائیے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝
يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَ يُغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَ
رَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۷۰-۷۱)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی کھری باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنوار دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بہت بڑی مراد پالی۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی ایسی بات جس میں کجی اور انحراف ہو، نہ دھوکہ اور فریب، بلکہ سچ اور حق ہو۔ سَدِيدٌ، تَسَدِيدٌ السَّهْمِ سے ہے، یعنی جس طرح تیر کو سیدھا کیا جاتا ہے تاکہ ٹھیک نشانے پر لگے، اسی طرح تمہاری زبان سے نکلی ہوئی بات اور تمہارا کردار راستی پر مبنی ہو، حق و صداقت سے ذرا برابر انحراف نہ ہو۔“

مزید لکھتے ہیں:

”یہ تقویٰ اور قول سدید کا نتیجہ ہے کہ تمہارے عملوں کی اصلاح ہوگی اور مزید توفیق مرضیات سے نوازے جاؤ گے اور کچھ کمی کوتاہی رہ جائے گی، تو اسے اللہ

تعالیٰ معاف فرمادے گا۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنْ تَسْتَفْتِحُوا فَقَدْ جَاءَكُمْ الْفَتْحُ وَإِنْ تَنْتَهُوا فَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَإِنْ تَعُودُوا نَعُدْ وَلَنْ تُغْنِي عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْئًا وَلَوْ كَثُرَتْ وَأَنَّ اللَّهَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ (الانفال: ۱۹)

”اگر تم لوگ فیصلہ چاہتے ہو تو وہ فیصلہ تمہارے سامنے آ گیا ہے۔ اور اگر تم باز آ جاؤ تو یہ تمہارے لیے نہایت خوب ہے اور اگر تم پھر وہی کام کرو گے تو ہم بھی پھر وہی کام کریں گے اور تمہاری جمعیت تمہارے ذرہ بھی کام نہیں آئے گی، گو کتنی زیادہ ہو اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ﴾ (۱۵) ﴿تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ﴾ (۱۶) ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (۱۷)

(السجدة: ۱۵-۱۷)

”ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں جنہیں جب کبھی ان سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور امید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے ہیں، کوئی نہیں جانتا جو کچھ ہم نے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے لیے پوشیدہ کر رکھی ہے، جو کچھ کرتے تھے، یہ ان کا

بدلہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ جَنَّاتُ الْمَأْوَىٰ
نُزُلًا بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٩﴾﴾ (السجدة: ١٩)

”پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال بھی کیے ان کے لیے ہمیشگی

والی جنتیں ہیں، مہمانداری ہے ان کے اعمال کے بدلے جو وہ کرتے ہیں۔“

ان ثمرات کو جو مذکورہ بالا آیات میں اہل ایمان کے لیے ایمان کی بدولت بیان ہوئے

جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ اس کی تفسیر میں نبی رحمت ﷺ نے یہ حدیث

قدسی بیان فرمائی ہے۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَعَدَدْتُ لِعِبَادِي الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ

رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ ، وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ . ذُخْرًا ، مِنْ

بَلْهَ مَا أُطْلِعْتُمْ عَلَيْهِ .)) ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ

مِنْ قَرَّةٍ أَعْيَنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝﴾ ((❶

”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیکو کار بندوں کے لیے وہ چیزیں

تیار رکھی ہیں جنہیں کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، اور کسی کان نے نہیں سنا، اور نہ کسی

انسان کے دل میں ان کا کبھی وہم و گمان پیدا ہوا۔ اللہ کی ان نعمتوں سے واقفیت

اور آگاہی تو الگ رہی (ان کا وہم و خیال بھی پیدا نہیں ہوا) پھر آنحضرت ﷺ

نے اس آیت کی تلاوت کی کہ: ”سو کسی مومن نفس کو معلوم نہیں جو سامان

آنکھوں کی ٹھنڈک کا (جنت میں) ان کے لیے چھپا کر رکھا ہے، یہ بدلہ ہے ان

کے نیک عملوں کا جو وہ دنیا میں کرتے رہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَالذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۳۵)

” بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ يَهْدِيهِمْ رَبُّهُمْ بِإِيمَانِهِمْ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ دَعْوُهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ ۝ وَأَخْرَجُوا مِنْهَا الْخَمْرَ وَاللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ ۝ ﴾ (يونس: ۹-۱۰)

”یقیناً جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے ان کا رب ان کو ان کے ایمان کے سبب ان کے مقصد تک پہنچا دے گا نعمت کے باغوں میں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، ان کے منہ سے یہ بات نکلے گی ”سبحانك اللهم

”اور ان کا باہمی سلام یہ ہوگا ”السلام علیکم“ اور ان کی آخری بات یہ ہوگی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهُ ۖ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلَا نَفْسِهِمْ
يَمْهَدُونَ ﴿٤٤﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْ فَضْلِهِ ۗ
إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴿٤٥﴾﴾ (الروم: ٤٤-٤٥)

”جو آدمی کفر کرے گا، اس کے کفر کا وبال اُسی پر ہوگا، اور جو لوگ نیک عمل کریں گے وہ اپنے لیے ہی بھلائی کی راہ ہموار کریں گے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو اپنے فضل سے اچھا بدلہ دے، وہ یقیناً کافروں کو ناپسند کرتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ
بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرُمُوا ۗ وَ كَانَ حَقًّا عَلَيْنَا
نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٤٦﴾﴾ (الروم: ٤٦)

”اور ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسولوں کو ان کی قوموں کے پاس بھیجا تھا، جو ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تھے، پس جن لوگوں نے جرم کیا ان سے ہم نے انتقام لیا، اور ہم پر ایمان والوں کی نصرت و تائید واجب تھی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ۖ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ
الْبَرِيَّةِ ﴿٤٧﴾ جَزَاءُ وَّهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۖ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۗ ذَٰلِكَ
لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ﴿٤٨﴾﴾ (البینة: ٧-٨)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا، اور یہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ تَدْخُلُونَ مِنْ اللَّهَةِ أَكْبَرُ ذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾﴾ (التوبة: ٧٢)

”ان ایمان دار مردوں اور عورتوں سے اللہ نے ان جنتوں کا وعدہ فرمایا ہے، جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، جہاں وہ ہمیشہ ہمیش رہنے والے ہیں اور ان صاف ستھرے پاکیزہ محلات کا جو ان ہمیشگی والی جنتوں میں ہیں، اور اللہ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے، یہی زبردست کامیابی ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزُنْ شَعْبِيرَةٌ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزُنْ بُرَّةٌ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزُنْ ذَرَّةٌ مِنْ خَيْرٍ.))

قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ إِيْمَانِ مَكَانٍ مِنْ خَيْرٍ. ①

”جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہا، اور اس کے دل میں جو برابر بھی خیر ہے تو وہ

(ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا، اور دوزخ سے وہ شخص بھی ضرور نکلے گا، جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانے برابر خیر ہے، اور دوزخ سے وہ بھی نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں اک ذرہ برابر بھی خیر ہے۔“

امام ابو عبد اللہ بخاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابان رضی اللہ عنہ نے بروایت قتادہ بواسطہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کی جگہ ایمان کا لفظ بیان کیا ہے۔



ایمان کے کمزور ہونے کے اسباب

ایمان کے کمزور ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں:

- (۱) توحید سے لاعلم ہونا۔
- (۲) شریعتِ اسلامیہ پر غور نہ کرنا۔
- (۳) قرآنِ حکیم کی تلاوت سمجھ کر نہ کرنا۔
- (۴) علم سے دُوری۔
- (۵) اہل علم سے دُوری۔
- (۶) نماز کو خشوع و خضوع اور سمجھ کر نہ پڑھنا۔
- (۷) صالحین کی مجالس سے دُوری۔
- (۸) موسیقی اور مجالسِ رقص میں شرکت۔
- (۹) فحاشی اور بے حیائی پھیلانے والی مجالس میں شرکت کرنا۔
- (۱۰) مال و دولت کی حرص۔
- (۱۱) خواہشات کی پیروی اور امیروں کی دنیا میں رہنا۔
- (۱۲) غیر محرم مردوزن کا آپس میں آزادانہ اختلاط۔



ایمان کے کمزور ہونے کی علامات

ایمان کے کمزور ہونے کی مندرجہ ذیل علامات ہیں:

- (۱) احکام شریعت کی نافرمانی۔
- (۲) عبادات میں سستی۔
- (۳) عبادات کو ضائع کرنا۔
- (۴) ذکر الہی پر توجہ نہ دینا۔
- (۵) دین کے کاموں میں بخل و کنجوسی کرنا۔
- (۶) نیکی کو حقیر سمجھنا۔
- (۷) خود نمائی اور شہرت کی خواہش۔
- (۸) قول و عمل میں تضاد۔
- (۹) ہر حالت میں بے صبری کا مظاہرہ۔
- (۱۰) لوگوں سے ڈرنا۔
- (۱۱) قطع رحمی۔
- (۱۲) حسد۔
- (۱۳) لوگوں کو تکلیف دینا اور ان کے عیب تلاش کرنا۔



ایمان کی کمزوری کا علاج

- (۱) اللہ سے محبت۔
- (۲) اللہ کے رسول ﷺ سے محبت۔
- (۳) قرآن و حکیم میں غور و حوض۔
- (۴) قرآن حکیم کے دروس اور دینی پروگراموں میں شرکت۔
- (۵) اعمالِ صالحہ میں جلدی اور ہمیشگی۔
- (۶) مسنون اذکار کا اہتمام۔
- (۷) اللہ کی عظمت کو سمجھنا۔
- (۸) سیرت النبی ﷺ کا گہرا مطالعہ۔
- (۹) انبیاء کرام علیہم السلام کی سیرت مطہرہ کا مطالعہ۔
- (۱۰) سیرت الصحابہ رضی اللہ عنہم پر نظر۔
- (۱۱) سلف صالحین کے ایمان افروز واقعات کا مطالعہ۔
- (۱۲) موت کو کثرت سے یاد کرنا۔
- (۱۳) نماز جنازہ میں شامل ہونا۔
- (۱۴) قبرستان جانا۔
- (۱۵) آخرت کو یاد کرنا۔
- (۱۶) عذابِ قبر سے خوف کھانا۔
- (۱۷) جہنم سے پناہ مانگنا۔

- (۱۸) امر بالمعروف ونہی عن المنکر۔
- (۱۹) اپنا محاسبہ کرنا۔
- (۲۰) صغیرہ گناہوں کو چھوٹا نہ سمجھنا اور کبیرہ سے کلی طور پر اجتناب۔
- (۲۱) اسلامی کتب کا مطالعہ۔



نواقض الایمان

(ایمان توڑنے والے اعمال)

- (۱) اللہ سے شرک کرنا۔
- (۲) خالق و مخلوق کے درمیان کسی کو وسیلہ بنانا۔
- (۳) اللہ کی ذات و صفات کا انکار۔
- (۴) مشرکوں کو کافر نہ سمجھنا۔
- (۵) رسالت کا انکار۔
- (۶) نبی کریم ﷺ کے علاوہ کسی کے فیصلے کو بہتر جاننا۔
- (۷) نبی کریم ﷺ کی شریعت میں سے کسی چیز کو ناپسند سمجھنا۔
- (۸) قرآن یا رسول اللہ ﷺ کا استہزا و مذاق کرنا۔
- (۹) کتب سماویہ کا انکار۔
- (۱۰) فرشتوں کے وجود کا انکار۔
- (۱۱) یوم آخرت کا انکار۔
- (۱۲) فرائض اسلام کا انکار۔
- (۱۳) جادو سیکھنا، کرنا اور کروانا۔
- (۱۴) کافروں سے دوستی کرنا۔
- (۱۵) مسلمانوں کے خلاف کفار و مشرکین کو تعاون فراہم کرنا۔
- (۱۶) بعض افراد کو شریعت کی پابندی سے آزاد سمجھنا۔
- (۱۷) کہانت یا کاہنوں کی تصدیق۔

ایمان، اعمال و متعلقات

(۱)..... ایمان اور نبی کریم ﷺ

ایک انسان کو کامل مؤمن و مسلمان بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ دیگر انبیاء و رسل ﷺ پر ایمان لائے اور آخر الزمان محترم محمد الرسول اللہ ﷺ پر تفصیلاً ایمان لائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿ رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَ اتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ ﴾ (آل عمران: ۵۳)

”اے ہمارے پالنے والے معبود! ہم تیری اتاری ہوئی وحی پر ایمان لائے اور ہم نے تیرے رسول کی اتباع کی، پس تو ہمیں گواہوں میں لکھ لے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ ﴾
وَالشَّهَادَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ﴿ (الحديد: ۱۹)

”جو لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، وہی لوگ اپنے رب کے نزدیک سچے اور گواہ ہیں۔“

یعنی جن لوگوں نے تصدیقِ ایمانی کی، انھوں نے کامل مؤمن ہونے کا حق ادا کر دیا۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مرتبہ صدیقیت و شہادت پر سرفراز ہو گئے۔

ذیل کی سطور میں نبی کریم ﷺ پر ایمان لانے اور ان سے بے پناہ محبت کرنے کی چند احادیث پیش کی جا رہی ہیں۔

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .))^①

”تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد
اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ اللَّهُ
وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا ، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا
لِلَّهِ ، وَأَنْ يَكْفُرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْفُرُهُ أَنْ يُقَدَّفَ فِي
النَّارِ .))^②

”جس شخص میں یہ تین باتیں ہوں گی وہ ایمان کا مزہ پالے گا، ایک یہ کہ وہ شخص
جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ ان کے ماسوا سے زیادہ عزیز ہوں، اور دوسرے
یہ کہ وہ کسی بندے سے محض اللہ ہی کے لیے محبت کرے، اور تیسری بات یہ کہ
جسے اللہ نے کفر سے نجات دی ہو، پھر دوبارہ کفر اختیار کرنے کو وہ ایسا برا سمجھے
جیسا آگ میں گر جانے کو برا جانتا ہے۔“

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے

ہوئے سنا:

((ذَاقَ طَعْمَ الْإِيمَانِ ، مَنْ رَضِيَ بِاللَّهِ رَبًّا ، وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا ،
وَبِمُحَمَّدٍ ﷺ رَسُولًا .))^③

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، رقم: ۱۵، صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۴۴.

② صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من کره ان يعود فی الکفر رقم: ۶۰۴۱، ۶۰۴۱، ۱۶، ۲۱.

③ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۴.

”اس شخص نے ایمان کا ذائقہ چکھ لیا جو اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَا يَسْمَعُ بِي أَحَدٌ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ يَهُودِيٌّ وَلَا نَصْرَانِيٌّ، ثُمَّ يَمُوتُ وَلَمْ يُؤْمِنْ بِالَّذِي أُرْسِلْتُ بِهِ، إِلَّا كَانَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.)) ❶

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! اس امت میں جس یہودی یا عیسائی کو میری نبوت کی اطلاع ہو جائے، پھر جو کچھ میرے اوپر نازل ہوا وہ اس پر ایمان لائے بغیر مر جائے وہ ضرور جہنم میں داخل ہوگا۔“

(۲)..... ایمان اور نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انظُرْنَا وَاسْمَعُوا
وَاللَّكْفَرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿١٠٤﴾﴾ (البقرة: ۱۰۴)

”اے ایمان والو! تم (نبی ﷺ کو) ”رَاعِنَا“ نہ کہا کرو، بلکہ ”انظُرْنَا“ کہو یعنی ہماری طرف دیکھئے اور ہماری بات سنیے اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”﴿رَاعِنَا﴾ کے معنی ہیں ہمارا لحاظ اور خیال کیجیے۔ بات سمجھ میں نہ آئے تو سامع اس لفظ کا استعمال کر کے متکلم کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا، لیکن یہودی اپنے

❶ صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۳۸۶۔ مسند أحمد: ۲/۳۱۷، ۳۹۶۔

بغض و عناد کی وجہ سے اس لفظ کو تھوڑا سا بگاڑ کے استعمال کرتے تھے، جس سے اس کے معنی میں تبدیلی اور ان کے جذبہ عناد کی تسلی ہو جاتی۔ مثلاً وہ کہتے: ”رَاعِنَا“ (ہمارے چرواہے) یا ”رَاعِنَا“ (احمق) وغیرہ۔ جیسے وہ ”السلام علیکم“ کی بجائے ”السام علیکم“ (تم پر موت آئے) کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”انظُرْنَا“ کہا کرو۔ اس سے ایک تو یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ایسے الفاظ جن میں تنقیص و اہانت کا شائبہ ہو، ادب و احترام کے پیش نظر اور سد ذریعہ کے طور پر ان کا استعمال صحیح نہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ کفار کے ساتھ افعال و اقوال میں مشابہت اختیار کرنے سے بچا جائے۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ كُنْتُمْ تُرِيدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالذَّارِ الْآخِرَةَ فَإِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْمُحْسِنِينَ مِنْكُمْ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۲۹)

اور اگر تم اللہ، اس کا رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو (یاد رکھنا) یقیناً اللہ نے تم میں سے نیکی کرنے والیوں کے لیے بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔“

ایک جگہ فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَى فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا وَكَانَ عِنْدَ اللَّهِ وَجِيهًا﴾ (الاحزاب: ۶۹)

”اے ایمان والو! تم ان لوگوں جیسے نہ بن جاؤ، جنہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو تکلیف دی، پس جو بات انہوں نے کہی تھی، اللہ نے انہیں اس سے بری کر دیا، اور اللہ کے نزدیک وہ باعزت تھے۔“

اس آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کے حوالہ سے اہل ایمان کو سمجھایا جا رہا ہے کہ تم اپنے پیغمبر کو بنی اسرائیل کی طرح ایذا نہ پہنچاؤ اور آپ کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے کوئی ایسی بات نہ کرو، جو آپ ﷺ کو ناگوار گزرے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ سیدنا عبد اللہ بن

مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((قَسَمَ النَّبِيُّ ﷺ قَسْمًا ، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هَذِهِ الْقِسْمَةَ مَا أُرِيدُ بِهَا وَجْهَ اللَّهِ فَاتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ ، فغَضِبَ حَتَّى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ ، ثُمَّ قَالَ: يَرَحِمُ اللَّهُ مُوسَى قَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرٍ مِنْ هَذَا فَصَبَرَ.))^①

”نبی ﷺ نے ایک دفعہ مال (غنیمت) تقسیم کیا، ایک شخص نے کہا: یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس میں اللہ کی رضا کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی آپ ﷺ غصے ہوئے حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے چہرہ مبارک پر غصہ کے آثار دیکھے۔ پھر فرمایا: ”اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم فرمائے ان کو اس سے بھی زیادہ تکلیف دی گئی تھی، مگر انھوں نے صبر کیا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ②﴾ (الحجرات: ۲)

”اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اوپر نہ کرو اور نہ ان سے اونچی آواز سے بات کرو، جیسے آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ④﴾ (الحجرات: ۴)

① صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، رقم: ۳۴۰۵، صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب إعطاء المؤلفۃ قلوبہم علی الاسلام و تصبر من قوی ایمانہ، رقم: ۱۰۶۲.

”جو لوگ آپ کو حجروں کے پیچھے سے پکارتے ہیں، ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔“

ان مذکورہ بالا آیات میں رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کا تقاضا کیا جا رہا ہے، جو ہر ایمان دار آدمی سے مطلوب ہے۔ اور اس چیز کا بھی بیان ہے کہ جو آپ ﷺ کا ادب و احترام اور آپ کی عزت و تکریم کرتے ہیں وہ ایمان والے، اور اللہ کے مقرب ہیں، جب کہ آپ کی عزت و تکریم نہ کرنے والے، آپ کی جلالتِ شان اور آپ ﷺ کے ادب و احترام کے تقاضوں کا خیال نہ رکھنے والے بے عقل ہیں۔

(۳)..... ایمان اور نبی کریم ﷺ سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿التَّيَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾

(الاحزاب: ۶)

”پیغمبر مومنوں پر خود ان سے بھی زیادہ حق رکھنے والے ہیں۔ اور پیغمبر کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔“

شیخ عبدالرحمن بن ناصر سعدی اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی انسان کے لیے سب سے زیادہ قریب اور سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ مومن کے لیے خود اُس کی ذات پر بھی مقدم ہیں، کیوں کہ آپ ﷺ ان کی خیر خواہی کرتے ہیں، ان کے ساتھ شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں۔ مخلوق میں سب سے بڑھ کر رحیم اور سب سے زیادہ مہربان ہیں۔ ان پر مخلوق میں سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا احسان ہے، کیوں کہ انہیں اگر ذرہ بھر بھلائی حاصل ہوئی ہے یا ان سے کوئی ذرہ بھر برائی دُور ہوئی ہے تو آپ (ﷺ) سے ہوئی ہے۔“ (تفسیر سعدی: ۳/۲۱۲۶-۲۱۲۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿٢٤﴾ ﴾ (التوبة: ٢٤)

”آپ کہہ دیجیے کہ! اگر تمہارے باپ، تمہارے بیٹے، تمہارے بھائی، تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے اور تمہاری کمائی ہوئی دولت اور وہ تجارت جس کے خسارے سے تم ڈرتے ہو، اور وہ گھر جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔“

اس آیت کریمہ میں مذکور اشیاء کی اہمیت بھی ناگزیر اور ان کی محبت بھی قلوب انسانی میں ایک طبعی عمل ہے جو مذموم نہیں ہے، لیکن اگر ان چیزوں کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت میں رکاوٹ ہو جائے، تو یہ بات اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اور اس طرح کرنے سے انسان دولت ایمان سے بھی محروم ہو سکتا ہے۔

احادیث صحیحہ میں بھی یہ مضمون بڑی شرح و بسط سے بیان ہوا ہے، چند ایک احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا عبداللہ بن ہشام رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت کی ہے، وہ فرماتے ہیں:

((كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا مِنْ نَفْسِي . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ”لَا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْكَ مِنْ نَفْسِكَ .“ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ رضي الله عنه: فَإِنَّهُ الْآنَ وَاللَّهِ

لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي . فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : «الآنَ يَا عُمَرُ» ❶
 ہم نبی ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھام رکھا تھا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! یقیناً آپ مجھے میری جان کے سوا ہر چیز سے زیادہ محبوب ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہاں تک کہ میں تجھے تمہاری جان سے زیادہ محبوب نہ ہوں۔“
 سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ کی قسم! بلاشک و شبہ اب آپ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ”اے عمر! اب بات بنی ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ .)) ❷
 ”تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ
 وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ .)) ❸

”تم میں سے کوئی شخص ایمان دار نہ ہوگا جب تک اس کے والد اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اس کے دل میں میری محبت نہ ہو۔“

محبت رسول ﷺ کے ثمرات:

نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی اس بات کی قطعاً محتاج نہیں کہ ہم ان سے محبت کریں۔

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان والنذور، رقم: ۶۶۳۲.

❷ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، رقم: ۱۴.

❸ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول من الایمان، رقم: ۱۵، صحیح مسلم، کتاب

الایمان، باب وجوب محبة رسول الله اكثر من الأهل، رقم: ۱۶۹.

بلکہ ہم آپ ﷺ سے محبت کر کے دنیا و آخرت میں بیش قیمت ثمرات و برکات سے فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ کی محبت دنیا میں ایمان کی لذت پانے کے اسباب میں سے ہے۔ جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ لِلَّهِ
وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا
لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَدَّفَ فِي
النَّارِ.))^①

”ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرا یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرا یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔“

آپ ﷺ سے محبت، رحمتِ الہی، ابدی و دائمی جنت اور آپ کی ہمسائیگی کا باعث بھی ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

((جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ
تَقُولُ فِي رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمْ يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ: ”الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ“))^②

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا اس شخص کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک قوم سے

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، رقم: ۱۶، ۲۱، ۶۰۴۱، ۶۹۴۱ و اللفظ له،

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بهن وجد حلاوة الایمان، رقم: ۱۶۶.

② صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب علامة حب اللہ عزوجل، رقم: ۶۱۶۹، صحیح مسلم،

کتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، رقم: ۲۶۴۰.

محبت رکھتا ہے لیکن ان سے میل نہیں ہوسکا؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:
 ”انسان اس کے ساتھ ہے، جس سے وہ محبت رکھتا ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ ﷺ مَتَى السَّاعَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ) قَالَ: ”وَمَا أَعَدَدْتُ لَهَا؟“ قَالَ: ”وَمَا أَعَدَدْتُ لَهَا مِنْ كَثِيرٍ صَلَاةٍ وَلَا صَوْمٍ وَلَا صَدَقَةٍ وَلَكِنِّي أَحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ. قَالَ: ”أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَبْتَ“)) ❶

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول! (ﷺ) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے دریافت کیا: ”تم نے اس کے لیے کیا تیاری کی ہے؟“ اس نے عرض کیا: میں نے اس کے لیے بہت ساری نمازیں، روزے اور صدقے نہیں تیار کر رکھے ہیں، لیکن میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”تم اس کے ساتھ ہو، جس سے تم محبت رکھتے ہو۔“

ان احادیث میں ان کے لیے بڑی خوشخبری ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ، اہل بیت اور جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت رکھتے ہیں اور اس بات کا بھی پتہ چلا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت عظیم وسیلہ نجات ہے۔ مگر محبت کے ساتھ اطاعت نبوی ﷺ اور اعمال بھی مطابق سنت ضروری ہیں۔ ورنہ یہ صادق آئے گا۔

تَعْصِي الرَّسُولَ وَأَنْتَ تُظَهِّرُ حَبَهُ هَذَا لَعَمْرِي فِي الْقِيَّاسِ بَدِيعٌ
 لَوْ كَانَ حُبُّكَ صَادِقًا لَا طَعْتَهُ أَنْ الْمُحِبَّ لِمَنْ يَحِبُّ مُطِيعٌ

”یقیناً تو رسول سے محبت کے اظہار کے باوجود ان کی نافرمانی کرتا ہے،

❶ صحیح البخاری، کتاب الادب، باب علامة حب الله عزوجل، رقم: ۶۱۷۱، صحیح مسلم،

کتاب البر والصلة والآداب، باب المرء مع من أحب، رقم: ۲۶۳۹.

اور یہ بات تو بالکل عقل سے دُور ہے،
اگر تیری محبت سچی ہوتی تو تو ان کی اطاعت کرتا
اس لیے کہ مُحب اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔“

(۴)..... ایمان اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع و اطاعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ ۖ ذَٰلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ ۗ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ ۗ﴾ (محمد: ۲-۳)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی ہے، اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دُور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی، یہ اس لیے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی اتباع کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۗ فَالَّذِينَ

أَمِنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنزِلَ مَعَهُ ۗ
 أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٥٧﴾ قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي رَسُولُ اللَّهِ
 إِلَيْكُمْ جَمِيعًا الَّذِي لَهُ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۗ لَا إِلٰهَ إِلَّا
 هُوَ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۗ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ الَّذِي
 يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَكَلِمَاتِهِ وَاتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥٨﴾

(الاعراف: ۱۵۷-۱۵۸)

”جو لوگ ایسے رسول نبی اُمی کا اتباع کرتے ہیں جن کو وہ لوگ اپنے پاس تورات
 وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں، وہ ان کو نیک باتوں کا حکم فرماتے ہیں اور بری
 باتوں سے روکتے ہیں اور پاکیزہ چیزوں کو ان پر حلال فرماتے ہیں اور ناپاک
 چیزوں کو ان پر حرام فرماتے ہیں۔ اور ان لوگوں پر جو بوجھ اور طوق تھے، ان کو دور
 کرتے ہیں، سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت اور مدد
 کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا، ایسے لوگ
 پوری فلاح پانے والے ہیں۔ آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تم سب کی طرف
 اس اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں، جس کی بادشاہی تمام آسمانوں اور زمین میں ہے،
 اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی زندگی دیتا ہے اور وہی موت دیتا
 ہے، سو اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے نبی اُمی پر جو کہ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے
 احکام پر ایمان رکھتا ہے اور ان کا اتباع کرو، تاکہ تم راہ پر آ جاؤ۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت (۱۵۷) کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”کامیاب وہی لوگ ہوں گے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے
 والے اور ان کی پیروی کرنے والے ہوں گے، جو رسالت محمدیہ پر ایمان نہیں
 لائیں گے، وہ کامیاب نہیں، خاسر اور ناکام ہوں گے۔ علاوہ ازیں کامیابی سے
 مراد بھی آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی قوم رسالت محمدیہ پر ایمان نہ

رکھتی ہو اور اسے دنیاوی خوش حالی و فراوانی حاصل ہو۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَ الرَّسُولَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِينَ ﴿۳۲﴾ ﴾

(آل عمران: ۳۱-۳۲)

”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجیے! کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بے شک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”جو کوئی اللہ سے محبت رکھنے کا دعویدار ہے، تو اُسے چاہیے اللہ کے رسول کی پیروی کرے، اللہ کی محبت کا دعویٰ اور اس کی راہ بتلانے والے کی پیروی سے انکار، ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔“

مزید لکھتے ہیں:

”اللہ کا قانون یہ ہے کہ ہدایت خلق کے لیے اپنے رسولوں کو مبعوث کرتا ہے، جو اُن کی پیروی و اطاعت کرتے ہیں، کامیاب ہوتے ہیں، جو انکار و سرکشی سے مقابلہ کرتے ہیں، اس کی نصرت سے محروم رہتے ہیں۔“ (ترجمان القرآن: ۳۲۳/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا آتٰكُمْ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ ۗ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۗ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۗ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴾ (الحشر: ۷)

”اور تمہیں جو کچھ رسول دے لے لو، اور جس سے روکیں رُک جاؤ اور اللہ تعالیٰ

سے ڈرتے رہا کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ سخت عذاب والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝﴾ (آل عمران : ۱۳۰ تا ۱۳۲)

”اے ایمان والو! سود کو بڑھا چڑھا کر نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ تم نجات پا جاؤ، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے، اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَ أَحْسَنُ تَأْوِيلًا ۝﴾ (النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی، رسول کی اور اُن لوگوں کی جو با اختیار ہیں، پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اُسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے، یہ بہت بہتر اور باعتبار انجام کے اچھا ہے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت میں مسلمانوں کے لیے جو حکم بیان ہوا ہے، اُس کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

”اس حکم سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کو اپنے تمام مذہبی اختلاف کے لیے قرآن و سنت کی طرف رجوع ہونا چاہیے نہ کہ انسانوں کے اقوال و آراء کی طرف، اگر مسلمانوں نے اس حکم قرآنی پر عمل کیا ہوتا تو مذہبی اختلاف اور تفرقہ سے محفوظ

رہتے اور ان کی ایک جماعت بہت سی جماعتوں اور مذہبوں میں متفرق نہ ہو جاتی۔“ (ترجمان القرآن: ۳۸۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاحْذَرُوا ۚ فَإِن تَوَلَّيْتُمْ فَأَعْلَمُوا أَنَّمَا عَلَىٰ رَسُولِنَا الْبَلْغُ الْمُبِينُ ﴿۹۲﴾﴾ (المائدة: ۹۲)

”اور تم (ایمان والو!) اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہو، اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتے رہو اور احتیاط رکھو، اگر اعراض کرو گے تو یہ جان لو کہ ہمارے رسول کے ذمہ صرف صاف صاف پہنچا دینا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْأَنْفَالِ ۗ قُلِ الْأَنْفَالُ لِلَّهِ وَالرَّسُولِ ۚ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَصْلِحُوا إِذَاتَ بَيْنِكُمْ ۚ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۱﴾﴾ (الانفال: ۱)

”یہ لوگ آپ سے مالِ غنیمت کا حکم دریافت کرتے ہیں، آپ فرمادیجیے کہ یہ غنیمتیں اللہ کی ہیں اور رسول کی ہیں، سو تم اللہ سے ڈرو اور اپنے باہمی تعلقات کی اصلاح کرو، اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو، اگر تم ایمان والے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ۝﴾

(الانفال: ۴۵-۴۶)

”اے ایمان والو! جب تم کسی مخالف فوج سے بھڑ جاؤ تو ثابت قدم رہو، (آپس میں اختلاف نہ کرو) اور بکثرت اللہ کو یاد کرو، تاکہ تمہیں کامیابی حاصل ہو۔ اور

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، آپس میں اختلاف نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی، اور صبر کرو! یقیناً اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٥١﴾﴾ (النور: ٥١)

”ایمان والوں کا قول تو یہ ہے کہ جب انہیں اس لیے بلایا جاتا ہے کہ اللہ اور اس کا رسول ان میں فیصلہ کر دے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا، یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ لَا تَبْطُلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿٣٣﴾﴾ (محمد: ٣٣)

”اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو، اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ! وَمَنْ أَبَى؟ قَالَ: ”مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى.“)) ❶

”میری ساری اُمت جنت میں جائے گی، سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله ﷺ، رقم:

صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ انکار کون کرے گا؟ فرمایا ”جو میری اطاعت کرے گا وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، اُس نے انکار کیا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک طویل حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((إِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوا فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَاتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ .))^①

”کہ جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو حسب استطاعت اس کی تعمیل کرو اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو اس کو چھوڑ دو۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں رسول اللہ ﷺ کی زندگی کو مسلمانوں کے لیے اسوۂ حسنہ اور بہترین عملی نمونہ قرار دیا۔ اور آپ ﷺ کے ارشادات و احکام کی غیر مشروط اطاعت کا بھی حکم دیا ہے، جس قدر اتباع رسول ﷺ کی اہمیت بیان کی گئی ہے، اسی قدر اللہ تعالیٰ نے اس کا دوسرا پہلو بھی واضح کر دیا ہے کہ اگر اس کے باوجود کسی نے میری اور میرے رسول ﷺ کی نافرمانی کی تو اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيَتَعَدَّ حُدُودَ مَا يَدْخُلُهُ نَارًا خَالِدًا فِيهَا وَلَهُ عَذَابٌ مُهِينٌ ۝﴾ (النساء: ۱۴)

”اور جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا، اسے اللہ تعالیٰ آگ میں ڈالیں گے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لیے رسوا کن سزا ہے۔“

اس مضمون پر بے شمار دلائل موجود ہیں، اتمام حجت کے لیے درج بالا آیت ہی کافی ہے۔

درج بالا دلائل و براہین کو سامنے رکھ کر اگر ہم قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی دین پسندی

① صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، رقم: ۱۳۳۷۔

اور مذہبی بیداری کا جائزہ لیں کہ ان لوگوں کا ایمانی جذبہ کس قدر تھا کہ وہ فرمانِ نبوی ﷺ کی ہر حال میں تعمیل کرتے تھے، جب کہ آج یہ حال ہے کہ عوام کی بات تو دُور، خواص کی زبان سے محبت کے دعوے سننے کو ملتے ہیں اور دوسری طرف عملی میدان میں یہ دعوے کھوکھلے ثابت ہوتے ہیں اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ ہم کیا کر رہے ہیں

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا

کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

(۵).....ایمان اور مدینۃ الرسول ﷺ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْإِيمَانَ لِيَأْرُزُ إِلَى الْمَدِينَةِ كَمَا تَأْرُزُ الْحَيَّةُ إِلَى حَجْرِهَا .))^①

” (قیامت کے قریب) ایمان مدینہ میں اس طرح سمٹ آئے گا، جیسے سانپ

سمٹ کر اپنے بل میں آجاتا ہے۔“

اس حدیث مبارکہ میں ایمان اور مدینۃ الرسول ﷺ کا گہرا ربط بیان ہوا ہے کہ جیسے شروع اسلام میں اہل ایمان مدینہ کی طرف کھینچے چلے آتے تھے، اسی طرح قیامت کے قریب پھر ایسا ہی دور پلٹ آئے گا کہ سچے ایمان والے ہجرت کر کے مدینہ منورہ میں چلے آئیں گے۔ مدینۃ الرسول ﷺ سے محبت اہل ایمان کی فطرت اور اس کی زیارت کا اشتیاق کامل ایمان کی دلیل ہے۔

(۶).....ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

انبیاء علیہم السلام کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کرۂ ارض پر وہ عظیم المرتبت اور عظیم الشان

① صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب الایمان یأرز الی المدینۃ، رقم: ۱۸۷۶۔ صحیح

مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أن الاسلام بدأ غریباً.....، رقم: ۱۴۷۔

ہستیاں ہیں کہ جن کے اعلیٰ ایمان اور راہ یافتہ ہونے کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں کیا ہے۔ اس ضمن میں چند قرآنی آیات ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَعْلَمُوا أَن فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ هُمُ الرَّشِدُونَ ﴿٧﴾ فَضَلَّ اللَّهُ مِّنَ اللَّهِ وَنِعْمَةً وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾﴾

(الحجرات: ۷-۸)

”اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمہاری اطاعت کرتے بہت اُمور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ایمان کو محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو، تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔ اللہ کے احسان و انعام سے، اور اللہ بہت دانا اور بہت باحکمت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَنْزَلَ السَّكِينَةَ عَلَيْهِمْ وَأَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيبًا ﴿١٨﴾﴾ (الفتح: ۱۸)

”یقیناً اللہ تعالیٰ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے تھے، ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انھیں قریب کی فتح عنایت فرمائی۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ ان اصحاب بیعت رضوان کے لیے رضائے الہی اور ان کے پکے سچے مؤمن

ہونے کا سرٹیفکیٹ ہے، جنہوں نے حدیبیہ میں ایک درخت کے نیچے اس بات پر بیعت کی کہ وہ قریش مکہ سے لڑیں گے اور راہ فرار اختیار نہیں کریں گے۔“ مزید لکھتے ہیں:

”ان کے دلوں میں جو صدق و صفا کے جذبات تھے، اللہ ان سے بھی واقف ہے، اس سے ان دشمنانِ صحابہ رضی اللہ عنہم کا رد ہو گیا، جو کہتے ہیں کہ ان کا ایمان ظاہری تھا، دل سے وہ منافق تھے۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُمْ بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿٢٢﴾ ﴾ (المجادلة: ٢٢)

”اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔ گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو رکھ دیا ہے۔ اور جن کی تائید اپنی طرف سے روح (جبرائیل) سے کی ہے۔ اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے خوش ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے۔ آگاہ رہو بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالسَّبِقُونَ الْأَوْلُونَ مِنْ الْمُهْجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۱۰۰ ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

”اور جو مہاجرین و انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیرو ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے، اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ مہیا کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِنْ آمَنُوا بِمِثْلِ مَا آمَدْتُمْ بِهِ فَقَدْ اهْتَدَوْا ۗ وَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّمَا هُمْ فِي شِقَاقٍ ۚ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝۱۲۷ ﴾ (البقرة: ۱۲۷)

”اگر وہ تم (صحابہ) جیسا ایمان لائیں تو ہدایت پائیں، اور اگر منہ موڑیں تو وہ صریح اختلاف میں ہیں، اللہ تعالیٰ ان سے عنقریب آپ کی کفایت کرے گا، اور وہ خوب سننے اور جاننے والا ہے۔“

سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”اگر اہل زمین کے ایمان کا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ایمان کے ساتھ موازنہ

کیا جائے تو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ایمان وزن میں زیادہ ہوگا۔“^①

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وہ عظیم ہستیاں ہیں جو ایمان کی دعوت لے کر ساری دنیا پر چھا گئے۔ آج اگر ہمارے پاس دولت ایمان ہے تو یہ ان نفوسِ قدسیہ کی کاوشوں سے ہی ہم تک پہنچا ہے۔ لیکن بڑے دکھ اور افسوس کی بات ہے کہ جن کے ذریعے ہم تک ایمان پہنچا، آج ہم

① کتاب السنۃ از امام عبداللہ بن احمد بن حنبل: ۱ / ۳۷۸.

لوگ ان کے ایمان پر شک کرتے ہیں، اور ان کو مؤمن ثابت کرنے کے لیے مناظرے اور مباحثے منعقد کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری حالت پر رحم فرمائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ایمان نصب فرمائے جو دنیا و آخرت کی کامیابی کا ضامن ہے۔ آمین ثم آمین

(۷)..... ایمان اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالسَّبِقُونَ الْأُولُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۗ ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ﴾ (التوبة: ۱۰۰)

”اور جو مہاجرین و انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ ان کے پیروکار ہیں، اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے راضی ہوئے۔ اور اللہ نے ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا:

((آيَةُ الْإِيمَانِ حُبُّ الْأَنْصَارِ، وَآيَةُ النِّفَاقِ بُغْضُ الْأَنْصَارِ)) ❶
”انصار سے محبت رکھنا ایمان کی نشانی ہے اور انصار سے کینہ رکھنا، نفاق کی نشانی ہے۔“

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمارے محسن ہیں اور محسنوں کو یاد رکھنا اچھے لوگوں کی فطرت ہوتی ہے، کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی کے ذریعہ سے ہم تک قرآن و سنت پہنچے ہیں۔ اگر ہم ان سے محبت نہیں کریں گے، ان کی مخالفت کریں گے یا ان کے بارے میں دلوں میں بغض و عداوت

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامة الایمان حب الانصار، رقم: ۳۷۸۴ / ۱۷.

رکھیں، جیسا کہ گمراہ لوگ کرتے ہیں تو ہمارا ایمان جاتا رہے گا۔ جیسا کہ امام الائمہ سیدنا ابو زرعہ الرازی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں:

((إِذَا رَأَيْتَ الرَّجُلَ يَتَّقِصُّ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَعْلَمَ أَنَّهُ زِنْدِيقٌ وَذَلِكَ أَنَّ الرَّسُولَ عِنْدَنَا حَقٌّ وَالْقُرْآنُ حَقٌّ وَإِنَّمَا آدَى إِلَيْنَا هَذَا الْقُرْآنُ وَالسُّنَنَ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَإِنَّمَا يُرِيدُونَ أَنْ يَجْرَحُوا شُهُودَنَا لِيُبْطِلُوا الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ وَالْجَرْحُ أَوْلَى بِهِمْ وَهُمْ زَنَادِقَةٌ.)) ❶

”جب تو کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک صحابی میں نقص تلاش کرتا ہے تو تو جان لے کہ وہ زندقہ ہے کیوں کہ ہمارے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سچے ہیں اور قرآن سچا ہے اور ہم تک یہ قرآن اور سنتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے پہنچی ہیں وہ (صحابہ کے مخالف) چاہتے ہیں کہ ہمارے گواہوں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) جو شریعت کے گواہ ہیں) پر جرح کریں تاکہ کتاب و سنت کو باطل کر دیں اور جب کہ وہ خود جرح کے زیادہ مستحق اور زندقہ ہیں۔“

(۸)..... ایمان اور اللہ تعالیٰ سے محبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ وَلَوْ يَرَى الَّذِينَ ظَلَمُوا إِذْ يَرُونَ الْعَذَابَ أَنَّ الْقُوَّةَ لِلَّهِ جَمِيعًا وَأَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعَذَابِ ❶ ﴾ (البقرة: ۱۶۵)

”بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے، اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔ کاش کہ ظالم لوگ جانتے جب کہ اللہ کے عذاب کو دیکھ کر (جان لیں گے) کہ تمام طاقت اللہ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے۔ (تو ہرگز شرک نہ کرتے۔)“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اللہ پر ایمان اور اللہ کی محبت، دونوں لازم و ملزوم ہیں، پس اگر اللہ کے سوا کسی دوسری ہستی کو بھی ویسی ہی چاہت سے ماننے لگے جیسی چاہت سے ماننا صرف اللہ ہی کے لیے ہے، تو پھر یہ اللہ کے ساتھ دوسرے کو ہم پلہ بنا دینا ہوا، اور توحید الہی کا اعتقاد درہم برہم ہو گیا۔ مومن وہ ہے جو سب سے زیادہ اللہ کی محبت رکھنے والا ہو۔“ (ترجمان القرآن: ۱/۳۶۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي
اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ ۖ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى
الْكَافِرِينَ ۖ يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۗ
ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿٥٤﴾﴾

(المائدة: ۵۴)

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایک ایسی قوم کو لائے گا، جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتے ہوں گے، وہ نرم دل ہوں گے، مسلمانوں پر اور کافروں پر سخت دل ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی بھی پرواہ نہ کریں گے، یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہے دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت اور

زبردست علم والا ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: أَنْ يَكُونَ لِلَّهِ
وَرَسُولَهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا
لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَّفَ فِي
النَّارِ.)) ❶

”ایمان کی حلاوت (مٹھاس) اسی کو نصیب ہوگی جس میں تین باتیں پائی جائیں گی: ایک یہ کہ اللہ اور اس کا رسول اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب بن جائیں، دوسرا یہ کہ وہ کسی انسان سے محض اللہ کی رضا کے لیے محبت رکھے۔ تیسرا یہ کہ وہ کفر میں واپس لوٹنے کو ایسے برا جانے جیسا کہ آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔“

محبت الہی کا حصول:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ
ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝۳۱ ﴾ (آل عمران: ۳۱)

”کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔“

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمادی ہے کہ زبانی دعویٰ اور خود ساختہ طریقوں سے اللہ کی محبت اور اس کی رضا حاصل نہیں ہوتی، بلکہ اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ نبی آخر الزماں ﷺ پر ایمان لاؤ اور اس کا اتباع کرو، گویا کہ اس آیت نے مدعیان

❶ صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب حلاوة الایمان، رقم: ۲۱۰، ۴، ۱۶، ۶۰، ۶۹۴۱، صحیح

مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال من اتصف بہن وجد حلاوة الایمان، رقم: ۱۶۵.

محبت کے لیے ایک کسوٹی اور معیار مہیا کر دیا ہے کہ محبت الہی کا طالب اگر اتباع محمد ﷺ سے یہ مقصد حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ یقیناً اپنی طلب کو پالے گا اور اپنے دعوے میں سچا ہے، ورنہ جھوٹا بھی ہے اور اس کا مقصد بھی ناکام رہے گا۔

(۹)..... ایمان اور اللہ تعالیٰ سے خوف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾

(الاحزاب: ۷۰-۷۱)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو، جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

یعنی مرتے دم تک اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، اور اس کی فرماں برداری اور وفاداری پر قائم رہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ ﴿١٥﴾ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿١٦﴾﴾ (السجدة: ۱۵-۱۶)

”ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں، جنہیں جب کبھی نصیحت کی جاتی ہے تو وہ سجدے میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد کے ساتھ اُس کی تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ان کی کروٹیں اپنے بستروں سے الگ رہتی ہیں، اپنے رب کو خوف اور اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انہیں دے رکھا ہے، وہ اس سے خرچ کرتے ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی اس کی رحمت اور فضل و کرم کی اُمید بھی رکھتے ہیں اور اس کے عتاب و غضب اور مؤاخذہ عذاب سے ڈرتے بھی ہیں۔ محض اُمید ہی اُمید نہیں رکھتے کہ عمل سے بے پرواہ ہو جائیں (جیسے بے عمل اور بد عمل لوگوں کا شیوہ ہے) اور نہ عذاب کا اتنا خوف طاری کر لیتے ہیں کہ اللہ کی رحمت سے ہی مایوس ہو جائیں کہ یہ مایوسی بھی کفر و ضلالت ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۱۰)..... ایمان اور اللہ سے اُمید

آیت مذکورہ بالا میں ان لوگوں کی جو یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت برضا و رغبت کی جائے، اس میں اُمید و خوف کی بات ہونی چاہیے نہ کہ جنت کی طلب و جہنم سے بچاؤ کی سوچ۔ تردید ہوتی ہے کہ مؤمنین کی تو یہ صفت ہے کہ اللہ رب العزت کو اُمید و خوف، یعنی اس کی رحمت، بخشش، مغفرت کے طلب گار اور جنت کے متلاشی ہوتے ہوئے، اور اس کے غضب، قہر، غصے، ناراضگی سے خوف رکھتے ہوئے، جہنم سے بچاؤ کی خاطر اس کی عبادت بجالاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو اس کا اجر عظیم عطا فرمائے گا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً يَرْتُجُونَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُورَ ۝﴾ (فاطر: ۲۹)

”جو لوگ کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو عطا فرمایا ہے اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں وہ ایسی تجارت کے اُمیدوار ہیں جو کبھی خسارہ میں نہ ہوگی۔“

(۱۱)..... ایمان اور اللہ کی رحمت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَاعْتَصَمُوا بِهِ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِي رَحْمَةٍ

مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمًا ﴿١٥٥﴾

(النساء: ۱۷۵)

”پس جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اسے مضبوط پکڑ لیا، انہیں تو وہ عنقریب اپنی رحمت اور فضل میں لے لے گا اور انہیں اپنی طرف کی راہِ راست دکھادے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٤١﴾﴾ (التوبة: ۷۱)

”مومن مرد اور عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار، معاون اور دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں۔ اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔“

(۱۲).....ایمان اور اللہ کی یاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۖ وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝﴾ (الاحزاب: ۴۱-۴۲)

”اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو، اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔“

الَّذِ كِرِينَ اللّٰهَ كَثِيْرًاۗ وَالَّذِ كِرَاتِۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً ۗ وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

” بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمِيْنُ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِۗ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمِيْنُ الْقُلُوْبُ ﴾ ﴿۲۸﴾ (الرعد: ۲۸)

” جو لوگ ایمان لائے ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان حاصل کرتے ہیں، یاد رکھو! اللہ کی یاد سے ہی دلوں کو تسلی حاصل ہوتی ہے۔“

اُمّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ اَحْيَانِهٖ .)) ❶

” نبی کریم ﷺ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِيْ بِيْ ، وَاَنَا مَعَهُ حِيْنَ

يَذْكُرْنِيْ ، فَاِنْ ذَكَرْنِيْ فِيْ نَفْسِهٖ ، ذَكَرْتُهُ فِيْ نَفْسِيْ وَاِنْ ذَكَرْنِيْ

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب ذکر اللہ تعالیٰ فی حال الجنابۃ وغیرہا، رقم: ۸۲۶.

فِي مَلَاٍ، ذَكَرْتُهُ فِي مَلَاٍهِمْ خَيْرٍ مِنْهُمْ .)) ❶

”اللہ عزوجل کہتا ہے: میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں، اور اگر وہ مجھے جمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے اس سے بہتر جمع میں یاد کرتا ہوں۔“

سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

((أَنَّهُمَا شَهِدَا عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ: ”لَا يَقَعْدُ قَوْمٌ يَذْكُرُونَ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ إِلَّا أَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ .)) ❷

”ان دونوں نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب کوئی جماعت اللہ کو یاد کرنے کے لیے بیٹھتی ہے تو فرشتے انھیں گھیرے میں لے لیتے ہیں، اور رحمت (الہی) انھیں ڈھانپ لیتی ہے، ان پر سکون و اطمینان نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پاس رہنے والوں کے درمیان یاد کرتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ يَقُولُ: أَنَا مَعَ عَبْدِي إِذَا هُوَ ذَكَرَنِي وَتَحَرَّكَتْ بِي شَفَاتُهُ .)) ❸

”اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: میں اس وقت اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب الحث علی ذکر اللہ تعالیٰ، رقم: ۲۶۷۵۔

❷ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوة القرآن، رقم: ۲۷۰۰، سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب فضل الذکر، رقم: ۳۷۹۱۔

❸ سنن ابن ماجہ، کتاب الأدب، باب فضل الذکر: ۳۷۹۲۔ اسے علامہ البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔ مسند أحمد: ۱۲ / ۵۴۰۔ مستدرک حاکم: ۱ / ۴۹۶۔ شرح السنة: ۱۲۴۲۔

جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اور اس کے دونوں ہونٹ میری یاد میں حرکت کرتے ہیں۔“
فائدہ:..... اللہ کی یاد صرف تسبیح و تہلیل اور تحمید و تکبیر پر ہی منحصر نہیں ہے۔ بلکہ ہر وہ عمل جو قرآن و سنت کے موافق اور اس میں اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری ہو وہ ذکرِ الہی ہے۔

(۱۳)..... ایمان اور نصرتِ الہی

جب اللہ رب العزت نے سیدنا موسیٰ و سیدنا ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس جا کر دعوت دینے کا حکم دیا تو دونوں بزرگوں اور رب العزت کے مابین یہ مکالمہ ہوا:

﴿قَالَ رَبَّنَا إِنَّا نَخَافُ أَنْ يُفْرِطَ عَلَيْنَا أَوْ أَنْ يَطْغَىٰ ۚ قَالَ لَا تَخَافَا إِنِّي مَعَكُمْ ۖ أَسْمِعُ وَأَرْمِي ۚ﴾ (طہ: ۴۵، ۴۶)

”دونوں نے کہا: اے ہمارے رب! ہمیں خوف ہے کہ کہیں فرعون ہم پر کوئی زیادتی نہ کرے یا اپنی سرکشی میں بڑھ نہ جائے، جواب ملا کہ تم مطلقاً خوف نہ کرو میں تمہارے ساتھ ہوں سنتا اور دیکھتا رہوں گا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءَهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرُمُوا ۗ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ ﴿۴۷﴾﴾ (الروم: ۴۷)

”اور ہم نے آپ سے پہلے بھی اپنے رسولوں کو ان کی قوم کی طرف بھیجا، وہ ان کے پاس دلیلیں لائے۔ پھر ہم نے گناہ گاروں سے انتقام لیا، ہم پر مومنوں کی مدد کرنا لازم ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُوَثِّبْ أَقْدَامَكُمْ ﴿۷﴾﴾ (محمد: ۷)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔“

یعنی اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت کرنے والوں کے ساتھ نصرت الہی کا رگاہ زندگی کے ہر لمحہ میں موجود رہے گی۔ خواہ وہ وسوسہ شیطانی ہو یا لغزش نفسانی۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٤٠﴾﴾

(الحج: ۴۰)

”اور جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا، بے شک اللہ تعالیٰ بڑی قوتوں والا، بڑے غلبے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٣﴾﴾

(البقرة: ۱۵۳)

”اے ایمان والو! تم صبر اور نماز سے مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

اور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اُس وقت تک مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔^①

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِيَتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ
وَيُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝﴾ (الفتح: ۸-۹)

”یقیناً ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ (اے مسلمانو!) تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی

① صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۶۹۹۔

مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اس کی صبح و شام پاکی بیان کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنْصَارَ اللَّهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللَّهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللَّهِ فَأَمَّتْ طَابِغَةُ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَفَرَتْ طَابِغَةُ فَأَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ﴿١٤﴾﴾

(الصف: ۱۴)

”اے ایمان والو! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ، جس طرح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا: کون ہے جو اللہ کی راہ میں میرا مددگار بنے؟ حواریوں نے کہا: ہم اللہ کی راہ میں مددگار ہیں، پس بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت تو ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا، تو ہم نے مؤمنوں کی ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی پس وہ غالب آ گئے۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر آن اور ہر لحظہ جان و مال، عزت و آبرو، قول فعل، نقل و حرکت سے دل اور زبان سے اللہ کی اور اس کے رسول کی تمام تر باتوں کی قبولیت میں رہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ جہاں ایمان والوں کو مرنے کے بعد جنت الفردوس جیسا انعام عطا فرماتے ہیں، وہاں اس دنیا میں ان کو فتح و نصرت سے نوازتے ہیں، بشرطیکہ اہل ایمان ایمان کے تقاضے پورے کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝﴾ (آل عمران: ۱۳۹)

”تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان دار ہو۔“

(۱۳)..... ایمان اور اعتصام بحبل اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ
 أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۲﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
 وَادْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ
 قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ
 مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
 تَهْتَدُونَ ﴿۱۰۳﴾﴾ (آل عمران: ۱۰۲-۱۰۳)

”اے ایمان والو! اللہ سے اتنا ڈرو، جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک
 مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو، اور پھوٹ نہ ڈالو، اور
 اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے، تو اس
 نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے
 اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔“

اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد اس کا دین ہے، اور اس کو رسی سے اس لیے تعبیر کیا گیا ہے کہ
 یہی وہ رشتہ ہے جو ایک طرف اہل ایمان کا تعلق اللہ تعالیٰ سے قائم کرتا ہے اور دوسری طرف
 تمام اہل ایمان کو باہم ملا کر ایک منظم جماعت بناتا ہے۔ نیز اس رسی کو ”مضبوط پکڑنے کا“
 مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں اصل اہمیت ”دین“ کی ہو، اسی سے ان کو دلچسپی ہو، اسی
 کی اقامت میں وہ کوشاں رہیں اور اسی کی خدمت کے لیے آپس میں تعاون کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبَكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي
 الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ
 وَ فِي هَذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَ تَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ

فَاقْبِسُوا الصَّلَاةَ وَأَتُوا الزَّكَاةَ وَاعْتَصِمُوا بِاللَّهِ هُوَ مَوْلَاكُمْ فَنِعْمَ
الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾ (الحج: ٧٨)

”اور اللہ کی راہ میں ویسا ہی جہاد کرو، جیسے جہاد کا حق ہے اسی نے تمہیں برگزیدہ بنایا ہے اور تم پر دین کے بارے میں کوئی تنگی نہیں ڈالی دین اپنے باپ ابراہیم (علیہ السلام) کا قائم رکھو، اسی اللہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس قرآن سے پہلے اور اُس میں بھی، تاکہ پیغمبر تم پر گواہ ہو جائے اور تم تمام لوگوں کے گواہ بن جاؤ، پس تمہیں چاہیے کہ نمازیں قائم رکھو اور زکوٰۃ ادا کرتے رہو اور اللہ کو مضبوط تھام لو، وہی تمہارا ولی اور مالک ہے۔ پس وہ کیا ہی اچھا مالک ہے اور کتنا ہی بہتر مددگار ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرَيْنَ ۖ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ وَ أَنْتُمْ تَتْلُوا عَلَیْكُمْ آيَاتِ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ وَمَنْ يَعْتَصِم بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝﴾ (آل عمران: ١٠٠-١٠١)

”اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنا دیں گے۔ (گو یہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں، اور تم میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھادی گئی۔“

(۱۵).....ایمان اور نماز

نماز دین اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک رکن ہے، نماز اور ایمان آپس میں مربوط ہیں، اسی بنیاد پر نماز کو کوئی ایک مقامات پر اور وہ بھی مختلف انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ان

میں سے چند ایک مقامات درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝﴾

(الانعام: ۱۶۲، ۱۶۳)

”آپ فرمادیجیے کہ بالیقین میری نماز، میری ساری عبادت، میرا جینا اور مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو سارے جہان کا مالک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اور مجھ کو اس کا حکم ہوا ہے اور میں سب ماننے والوں میں سے پہلا ہوں۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿فَإِذَا قُضِيَتْمُ الصَّلَاةُ فَادْكُرُوا اللَّهَ قِيَمًا وَفُجُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِكُمْ ۚ فَإِذَا اطْمَأْنَنْتُمْ فَأَقِيبُوا الصَّلَاةَ ۚ إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا ۝﴾ (النساء: ۱۰۳)

”پھر جب تم نماز ادا کر چکو تو اٹھتے، بیٹھتے اور لیٹے اللہ کا ذکر کرتے رہو، اور جب اطمینان پاؤ تو نماز قائم کرو، یقیناً نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۲﴾ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيَمْتَنُونَ زَرْقَهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۳﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۴﴾﴾ (الانفال: ۲-۴)

”بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ کا ذکر ہوتا ہے تو ان کے دل ڈرجاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں، جو کہ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں، یہی لوگ سچے ایمان والے ہیں، ان کے لیے بڑے درجے ہیں اور ان کے رب کے پاس مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ ﴿١٥٣﴾ (البقرة: ١٥٣)

”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ساتھ مدد طلب کرو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝١ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشْعُونَ ۝٢﴾

(المؤمنون: ١-٢)

”یقیناً ایمان والوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿إِنِّي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي﴾

(طہ: ١٤)

”بے شک میں ہی اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اس لیے آپ میری عبادت کیجیے اور مجھے یاد کرنے کے لیے نماز قائم کیجیے۔“

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین لکھتے ہیں:

”یہی وجہ ہے کہ جو نماز نہیں پڑھتا وہ اللہ کو یاد کرنے والا نہیں کہلاتا، بلکہ اس کا

منکر ہوتا ہے۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ٨٩١)

ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۚ إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِيْنِ ۗ فِي جَنَّتِمْ قَفٍ يَتَسَاءَلُوْنَ ۗ عَنِ الْمَجْرِمِيْنَ ۗ مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرٍ ۗ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمَصْلِيْنَ ۗ﴾ (المدثر: ۳۸ تا ۴۳)

”ہر شخص اپنے کیے کے بدلے گرومی ہے، سوائے دائیں طرف والوں کے، یہ لوگ جنتوں میں ہوں گے، پوچھیں گے مجرمین سے تمہیں کس چیز نے جہنم میں پہنچا دیا؟ وہ کہیں گے: ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔“

علاوہ ازیں سیدنا حریث بن قبیصہ رضی اللہ عنہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِنَّ اَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلَاتُهُ ، فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ ، وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ .)) ❶

”بے شک آدمی سے قیامت کے دن اس کے اعمال میں سے سب سے پہلے نماز کے متعلق حساب ہوگا، اگر نماز ٹھیک ہوئی تو (وہ آدمی) کامیاب ہو گیا اور اس نے نجات پالی اور اگر اس میں فساد رہا تو (وہ آدمی) گھاٹے اور خسارے میں گیا۔“

ایمان اور نماز کا آپس میں اس قدر باہمی ربط ہے کہ جو انسان اس فریضہ کی ادائیگی نہیں کرتا غفلت سے یا عمداً اس کو مؤمن کہنا تو دور کی بات شریعت اسے مسلمان بھی نہیں مانتی۔

(۱۶)..... ایمان اور زکوٰۃ

اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک رکن زکوٰۃ بھی ہے۔ زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے، جس کا ادا کرنا ہر مال دار کے ذمہ ہر حال میں ضروری ہے، کوئی اسلامی حکومت اور اسلامی بیت

❶ سنن الترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ماجاء أن أول ما يحاسب به العبد يوم القيامة الصلاة، رقم:

۴۱۳، علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔ مسند أحمد بن حنبل: ۲ / ۲۹۰۔

المال اس کو وصول کرنے والا ہو یا نہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں زکوٰۃ اور صدقات و خیرات کا جا بجا اہل ایمان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَارْكَعُوا مَعَ الرُّكُوعِ ۝۳۳﴾

(البقرة: ۴۳)

”اور نمازوں کو قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَسَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِيذِهِ إِلَّا أَنْ تُغْضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ ۝﴾

(البقرة: ۲۷۶)

”اے ایمان والو! اپنی پاکیزہ کمائی میں سے اور زمین میں سے اپنے لیے ہماری نکالی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرو، ان میں سے بری چیزوں کے خرچ کرنے کا قصد نہ کرنا جسے تم خود لینے والے نہیں ہو، ہاں اگر آنکھیں بند کر لو تو اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ بے پرواہ اور خوبیوں والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝۳۴﴾

(الانفال: ۲-۳)

”بے شک ایمان لانے والے وہ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل ڈرجاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ

نماز کی پابندی کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے، وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔“

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ۝۱ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خُشِعُونَ ۝۲
وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ ۝۳ وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ
فَاعِلُونَ ۝۴﴾ (المؤمنون: ۱-۴)

”یقیناً ایمان والوں نے کامیابی حاصل کر لی۔ جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں۔ جو لغویات سے منہ موڑتے ہیں۔ جو زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ
تُرْحَمُونَ ۝۵﴾ (النور: ۵۶)

”نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ تعالیٰ کے رسول کی تابعداری میں لگے رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّابِغِينَ وَالصَّابِغَاتِ وَالْحَفِظِينَ وَالْحَفِظَاتِ وَالذَّكِرِينَ اللَّهُ كَثِيرًا وَالذَّكِرَاتِ ۚ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ۝۲۵﴾ (الاحزاب: ۳۵)

”بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبرداری کرنے والے مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی

کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

علاوہ ازیں سیدنا جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((بَايَعْتُ النَّبِيَّ ﷺ عَلَى إِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَالنَّصْحِ لِكُلِّ مُسْلِمٍ .))^①

”میں نے رسول اللہ ﷺ سے نماز قائم کرنے، زکوٰۃ دینے اور ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرنے پر بیعت کی تھی۔“

(۱۷)..... ایمان اور روزہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾ (البقرة: ۱۸۳)

”اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”روزہ کے حکم سے یہ مقصود نہیں ہے کہ انسان کا فاقہ کرنا اور اپنے جسم کو تکلیف و مشقت میں ڈالنا کوئی ایسی بات ہے جس میں پاکی و نیکی ہے، بلکہ تمام تر مقصود

① صحیح البخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب البيعة على إيتاء الزکوٰۃ، رقم: ۲۷۰۵، ۲۷۱۴، ۵۲۴،

نفس انسانی کی اصلاح و تہذیب ہے۔ روزہ رکھنے سے تم میں پرہیزگاری کی قوت پیدا ہوگی، اور نفسانی خواہشوں کو قابو رکھنے کا سبق سیکھ لو گے۔“

(ترجمان القرآن: ۲۷۲۱)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.))^①

”جو کوئی شب قدر میں ایمان کے ساتھ اور حصولِ ثواب کی نیت سے عبادت میں

کھڑا ہوا اس کے تمام اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان کے

روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے، اس کے اگلے تمام گناہ

معاف کر دیئے جائیں گے۔“

(۱۸)..... ایمان اور حج

حج اسلام کے ارکانِ خمسہ میں سے ایک رکن ہے۔ حج ایک ایسی عبادت ہے کہ جس کی

ہر ادا اُس جمیلِ مطلق اور محبوبِ برحق کی محبت کے جذبہ کا اظہار کرتی ہے، پس ضروری ہے کہ جسے

اُس کی محبت کا دعویٰ ہو اور بدنی و مالی حیثیت سے بیت اللہ تک پہنچنے کی طاقت و استطاعت رکھتا

ہو، کم از کم عمر میں ایک مرتبہ دیا ر محبوب میں حاضری دے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ

وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا أُمِّيْنَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتِغُونَ

فَضْلًا مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا ۗ وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا ۗ وَلَا

يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ

تَعْتَدُوا ۗ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ ۗ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَىٰ

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب من صام رمضان ایماناً واحتساباً وثبته، رقم: ۱۹۰۱.

الإِيمَانِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٢﴾

(المائدة: ٢)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کے شعائر (حج و عمرہ کے مناسک) کی بے حرمتی نہ کرو، نہ ادب والے مہینوں کی، نہ حرم میں قربان ہونے والے اور پٹے پہنائے گئے جانوروں کی جو کعبہ کو جارہے ہوں اور نہ ان لوگوں کی جو بیت اللہ کے قصد سے اپنے رب تعالیٰ کے فضل اور اس کی رضا جوئی کی نیت سے جارہے ہوں، ہاں جب تم احرام اتار ڈالو تو شکار کھیل سکتے ہو، جن لوگوں نے تمہیں مسجد حرام سے روکا تھا ان کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم حد سے گزر جاؤ، نیکی اور پرہیزگاری میں ایک دوسرے کا تعاون کرو، اور گناہ اور ظلم و زیادتی میں مدد نہ کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۝ فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا ۗ وَاللَّهُ عَلَى النَّاسِ حَجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ۗ وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ ﴿٢٤﴾﴾ (٢٢)

”اللہ تعالیٰ کا پہلا گھر جو لوگوں کے لیے مقرر کیا گیا ہے وہی ہے جو مکہ میں ہے، جو تمام دنیا کے لیے برکت اور ہدایت والا ہے۔ جس میں کھلی کھلی نشانیاں ہیں، مقام ابراہیم (علیہ السلام) ہے، اس میں جو آئے امن والا ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر جو اس کی راہ پاسکتے ہیں، اس گھر کا حج فرض کر دیا ہے۔ اور جو کوئی کفر کرے تو اللہ تعالیٰ (اس سے بلکہ) تمام دنیا سے بے پروا ہے۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”طاقت کے باوجود حج نہ کرنے کو قرآن نے ”کفر“ سے تعبیر کیا ہے، جس سے حج کی فرضیت اور اس کی تاکید میں کوئی شبہ تک نہیں رہتا۔ احادیث اور آثار میں بھی ایسے شخص کے لیے سخت وعید آئی ہے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

(۱۹)..... ایمان اور قربِ الہی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۳۵﴾﴾ (المائدة: ۳۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہو اور اس کا قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں جہاد کرو، تاکہ تمہارا بھلا ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ ۗ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴿۵۷﴾﴾ (بنی اسرائیل: ۵۷)

”جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں (یعنی فرشتے جن کو مشرک پکارتے تھے) خود وہ اپنے رب کے تقرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ ان میں سے کون زیادہ نزدیک ہو جائے، وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں، (بات بھی یہی ہے) کہ ترے رب کا عذاب ڈرنے ہی کی چیز ہے۔“

فائدہ: وسیلہ کے معنی ایسی چیز کے ہیں جو کسی مقصود کے حصول یا اس کے قرب کا ذریعہ ہو۔ ”اللہ تعالیٰ کی طرف وسیلہ تلاش کرو“ کا مطلب ہوگا ایسے اعمال اختیار کرو جس سے تمہیں اللہ کی رضا اور اس کا قرب حاصل ہو جائے۔

(۲۰).....ایمان اور قرآن حکیم

قرآن حکیم نطق و کلام انسانی کا مجموعہ نہیں، اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا کلام ہے، اور کلام بھی ایسا جو معنویت، افادیت، گہرائی اور رفعت بیان و مفہوم کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔

قرآن صرف ایک ضابطہٴ اخلاق نہیں ہے، صرف ایک نظامِ زندگی نہیں ہے، صرف ایک دستورِ اجتماعی نہیں ہے، وہ علم بھی ہے اور حکمت بھی، نور بھی ہے اور ہدایت بھی، ذکر بھی ہے اور فکر بھی، عبرت بھی ہے اور موعظت بھی۔ قرآن حکیم جب اتنے اوصافِ حسنہ سے مزین ہے تو اُس پر ایمان لانا بھی فطری اور عقلی ہر اعتبار سے ایک یقینی اور لازمی امر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَبِيًّا لَقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ أَءِ آعْجَبِيٌّ وَ عَرَبِيٌّ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَ شِفَاءٌ ۖ وَ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَ هُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۗ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿۴۴﴾ ﴾ (حَم السجدة: ۴۴)

”اور اگر ہم اسے عجیبی زبان کا قرآن بناتے تو کہتے کہ اس کی آیتیں صاف صاف بیان کیوں نہیں کی گئیں؟ یہ کیا کہ عجیبی کتاب اور آپ عربی رسول؟ آپ کہہ دیجیے کہ یہ تو ایمان والوں کے لیے ہدایت و شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں تو (بہرا پن) بوجھ ہے اور یہ ان پر اندھا پن ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو کسی بہت دُور دراز جگہ سے پکارے جاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ نُنزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۗ وَ لَا يَزِيدُ الظَّالِمِينَ إِلَّا خَسَارًا ﴿۸۲﴾ ﴾ (بنی اسرائیل: ۸۲)

”یہ قرآن جو ہم نازل کر رہے ہیں مومنوں کے لیے تو سراسر شفا اور رحمت ہے۔ ہاں ظالموں کو بجز نقصان کے اور کوئی زیادتی نہیں ہوتی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأْتِيهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَتْكُمْ مَوْعِظَةٌ مِنْ رَبِّكُمْ وَشِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ﴿٥٧﴾﴾ (یونس: ۵۷)

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے، جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں، ان کے لیے شفا ہے اور راہنمائی کرنے والی ہے اور رحمت ہے ایمان والوں کے لیے۔“

قرآن اوّل سے آخر تک نصیحت ہے جو لوگوں کو مہلکات اور مضرتوں سے روکتا ہے۔ دلوں کی بیماریوں کے لیے نسخہ شفا ہے۔ قرب اور رضائے الہی کا راستہ بتاتا ہے اور اپنے ماننے والوں کو دنیا اور آخرت میں رحمت الہیہ کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

(۲۱)..... ایمان اور حدیث رسول اللہ ﷺ

﴿يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولَى الْأَمْرِ مِنْكُمْ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذَلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾﴾

(النساء: ۵۹)

”اے ایمان والو! اللہ کی اور رسول کی اطاعت کرو، اور ان لوگوں کی جو بااختیار ہیں پھر اگر کسی معاملہ میں تمہارے اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹو! اگر تم ایمان رکھتے ہو، اسی میں بھلائی ہے اور انجام کے اعتبار سے یہی اچھا ہے۔“

الشیخ لقمان سلفی حفظہ اللہ رقم طراز ہیں:

”مجاہد اور دوسرے علمائے سلف نے کہا ہے کہ ”اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو“ سے مقصود قرآن و سنت ہے۔ آیت کے اس حصہ میں مسلمانوں کو یہ حکم

دیا گیا ہے کہ کسی بھی مسئلہ میں ان کے درمیان اختلاف ہو تو اس کا فیصلہ قرآن و سنت کے مطابق ہونا چاہیے، اللہ اور آخرت پر ایمان کا تقاضا یہی ہے۔ معلوم ہوا کہ جو شخص بھی کسی اختلافی مسئلہ میں قرآن و سنت کا حکم نہیں مانے گا وہ اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا نہیں مانا جائے گا۔ اس کے بعد اللہ نے فرمایا کہ قرآن و سنت کی طرف رجوع میں ہی ہر خیر ہے، اور انجام کے اعتبار سے بھی یہی عمل بہتر ہے۔“ (تیسیر الرحمن، تفسیر آیت مذکورہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (النساء: ۶۵)

”پس، تیرے رب کی قسم ہے! وہ مؤمن نہیں ہوں گے یہاں تک کہ تجھے ان جھگڑوں میں فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں جو ان کے درمیان پڑ جائیں، پھر اپنے دلوں میں اس فیصلے سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو آپ ﷺ نے کیا اور اسے اچھی طرح (کھلے دل سے) تسلیم لیں۔“

ایک مقام پر فرمایا:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝۲﴾ (الحجرات: ۲)

”اے ایمان والو! نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو، اور ان کے سامنے بلند آواز سے اس طرح بات نہ کرو جس طرح تم میں سے بعض بعض کے سامنے اپنی آواز بلند کرتا ہے۔ ورنہ تمہارے اعمال اکارت ہو جائیں گے، اور تم اس کا احساس بھی نہ کر سکو گے۔“

مفسرین لکھتے ہیں کہ ”نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد اس آیت کے پیش نظر

مسلمانوں پر واجب ہے کہ جب بھی آپ کا ذکر جمیل آئے، یا آپ کا کوئی حکم یا کوئی حدیث بیان کی جائے تو ادب و احترام ملحوظ رکھا جائے، آپ کی شان میں ادنیٰ گستاخی بھی نہ ہونے پائے، آپ کی حدیث پر کسی دوسرے کے قول کو مقدم نہ کیا جائے، چاہے وہ دنیا کا کوئی بھی انسان ہو۔“ (تیسیر الرحمن، ص: ۱۳۴۷)

محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ایمان کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے فرمودات پر بھی ایمان رکھنا ناگزیر ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ کی حجیت اور اس پر ایمان رکھنے سے متعلق متعدد آیات قرآنی اور احادیث مبارکہ منقول ہیں۔

(۲۲).....ایمان اور نور

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ وَلِيُّ الَّذِينَ آمَنُوا يُخْرِجُهُم مِّنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَوْلِيَهُمُ الطَّاغُوتُ يُخْرِجُونَهُم مِّنَ النُّورِ إِلَى الظُّلُمَاتِ ۗ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۗ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۲۵۷﴾﴾

(البقرة: ۲۵۷)

”ایمان والوں کا کارساز اللہ تعالیٰ خود ہے، وہ انھیں اندھیروں سے روشنی کی طرف نکال لے جاتا ہے، اور کافروں کے اولیاء شیاطین ہیں، وہ انھیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ جہنمی ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِمْ بُشْرُكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۗ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۱۲﴾﴾ (الحديد: ۱۲)

” (قیامت کے) دن تو دیکھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے دائیں دوڑ رہا ہوگا، آج تمہیں ان جنتوں کی خوشخبری ہے جن کے نیچے نہریں جاری ہیں، جن میں ہمیشہ کی رہائش ہے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ عرصہ محشر میں پل صراط میں ہوگا، یہ نور ان کے ایمان اور عمل صالح کا صلہ ہوگا، جس کی روشنی میں وہ جنت کا راستہ آسانی سے طے کر لیں گے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۲۳)..... ایمان اور تقویٰ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ
أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿۱۰۱﴾﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَ قُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ﴿۷۰﴾﴾

(الاحزاب: ۷۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی، کھری) باتیں کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا أَنْ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝ الَّذِينَ
آمَنُوا وَ كَانُوا يَتَّقُونَ ۝﴾ (یونس: ۶۲-۶۳)

”یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (برائیوں سے) پرہیز رکھتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾ أَمْ أَمِنَ أَهْلَ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا بَيَاتًا وَهُمْ نَائِبُونَ ﴿٩٧﴾ أَوْ آمِنَ أَهْلَ الْقُرَىٰ أَنْ يَأْتِيَهُم بَأْسُنَا ضُحًى وَهُمْ يُلْعَبُونَ ﴿٩٨﴾ أَمْ أَمِنُوا مَكْرَ اللَّهِ ۚ فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٩٩﴾ ﴾ (الاعراف: ۹۶-۹۹)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کو ان کے اعمال کی وجہ سے پکڑ لیا۔ کیا پھر ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب شب کے وقت آئے، جس وقت وہ سوتے ہیں۔ اور کیا ان بستیوں کے رہنے والے اس بات سے بے فکر ہو گئے ہیں کہ ان پر ہمارا عذاب دن چڑھے آئے جس وقت وہ اپنے کھیتوں میں مصروف ہوتے ہیں۔ کیا پس وہ اللہ کی اس پکڑ سے بے فکر ہو گئے ہیں، سو اللہ کی پکڑ سے سوائے ان کے جن کی شامت آگئی ہو کوئی بے فکر نہیں ہوتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ أَلَمْ ۙ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۙ فِيْهِ ۙ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿٤﴾ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٥﴾ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَا اُنزِلَ اِلَيْكَ وَمَا اُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۗ وَ بِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُوْنَ ﴿٦﴾ ﴾ (البقرة: ۱-۴)

”الم۔ اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہو) میں کوئی شک نہیں، پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔ جو لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز کو قائم کرتے ہیں۔

اور ہمارے دیئے ہوئے مال میں سے خرچ کرتے ہیں۔ اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں، اس پر جو آپ کی طرف اُتارا گیا اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔“
 تقویٰ اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی عطا ہے کہ جس کسی کو نصیب ہو جائے، اس کی دنیا و آخرت سنور جاتی ہے۔ تقویٰ کیا ہے؟ اس کا مفہوم ایک عربی شاعر درج ذیل الفاظ میں بیان کرتا ہے:

خَلَّ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا ذَلِكَ التَّقَى
 وَاصْلَعَ كَمَا شِ فَوْقَ أَرْضِ الشَّوْكِ يَحْزُرُهَا يَرَى
 لَا تُحَقِّرَنَّ صَغِيرَةً أَنَّ الْجِبَالَ مِنَ الْحُصَى

”چھوٹے بڑے سب گناہوں کو چھوڑ دے، یہی تقویٰ ہے۔ اور ایسے انسان کی طرح زندگی گزار جو کانٹوں کی زمین پر چلتے ہوئے دیکھ کر قدم رکھتا ہے۔ چھوٹے گناہ کو بھی حقیر نہ سمجھ۔ کیوں کہ (بلند و بالا) پہاڑ کنکریوں کا ڈھیر ہیں۔ (یعنی چھوٹے گناہ ہی تیری تباہی کا ذریعہ بن سکتے ہیں۔)“

(۲۴).....ایمان اور عمل صالح

ایمان کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ بھی ضروری ہیں، کیوں کہ محض ایمان انسان کو کچھ فائدہ دینے والا نہیں، انسان کی کامیابی اور کامرانی صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ ایمان کے بعد نیک اعمال بھی پورے اخلاص کے ساتھ ادا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں جا بجا عمل صالح کا ایمان کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ ایمان اور عمل صالح کا بدلہ بھی بتایا گیا ہے۔ اس ضمن میں چند قرآنی آیات اور احادیث ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْيَوْمَ أُحِلَّ لَكُمْ الطَّيِّبُ ط وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
 حِلٌّ لَكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ
 وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ

أَجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ ۗ وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۗ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ﴿٥﴾ (المائدة: ٥)

”پاکیزہ چیزیں آج تمہارے لیے حلال کی گئیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ تمہارے لیے حلال ہے، اور تمہارا ذبیحہ ان کے لیے حلال ہے، اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور اہل کتاب کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں۔ جب کہ تم ان کے مہر ادا کرو اس طرح کہ تم ان سے باقاعدہ نکاح کرو یہ نہیں کہ علانیہ زنا کرو یا پوشیدہ بدکاری کرو، منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ نقصان والوں میں سے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ۝﴾ (الاعراف: ٤٢)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلف نہیں بناتے، وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ایمان اور عمل صالح یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں کہ جو انسانی طاقت سے زیادہ ہوں اور انسان ان پر عمل کرنے کی قدرت نہ رکھتے ہوں، بلکہ ہر انسان ان کو بہ آسانی اپنا سکتا ہے اور ان کے مقتضات کو بروئے عمل لاسکتا ہے۔“

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ﴿٣﴾

(سورة العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ ﴿٣﴾ ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ ﴿٥﴾ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ﴿٦﴾﴾ (التین: ٤-٦)

”یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کیا، پھر اسے نیچوں سے نیچا کر دیا، لیکن جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٨٢﴾﴾ (البقرة: ٨٢)

”اور جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، وہ جنتی ہیں جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ یہود کے دعوے کی تردید کرتے ہوئے جنت و جہنم میں جانے کا اصول بیان کیا جا رہا ہے، جس کے نامہ اعمال میں برائیاں ہی برائیاں ہوں گی، یعنی کفر و شرک (کہ ان کے ارتکاب کی وجہ سے اگر بعض اچھے عمل بھی کیے ہوں گے تو وہ بھی بے حیثیت رہیں گے) تو وہ ہمیشہ کے لیے جہنمی ہیں اور جو ایمان اور عمل

صالح سے متصف ہوں گے، وہ جنتی اور جو مومن گناہ گار ہوں گے، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ الْحُسْنَىٰ وَ سَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾﴾ (الکہف: ۸۸)

”ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَ اتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسُوفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ﴿۵۹﴾ إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ﴿۶۰﴾﴾

(مریم: ۵۹-۶۰)

”پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا، سوائے ان کے جو توبہ کر لیں اور ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿۵۸﴾﴾

(العنکبوت: ۵۸)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے انھیں ہم یقیناً جنت کے ان بالا خانوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے چشمے بہ رہے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کام

کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَوَا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنُ بِهِ
اللَّهُ ۗ وَلَا كَلِمَةٌ الْفَضْلِ لِقُصِيِّ بَيْنَهُمْ ۗ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَهُمْ
عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٢١﴾ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَ هُوَ
وَاقِعٌ بِهِمْ ۗ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ
لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۗ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ﴿٢٢﴾ ﴾

(الشوری: ۲۱-۲۲)

”کیا ان لوگوں نے ایسے (اللہ کے) شریک (مقرر کر رکھے) ہیں، جنہوں نے ایسے احکام دین مقرر کر دیئے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں، اگر فیصلے کے دن کا وعدہ نہ ہوتا تو (ابھی ہی) ان میں فیصلہ کر دیا جاتا۔ یقیناً (ان) ظالموں کے لیے ہی دردناک عذاب ہے۔ آپ دیکھیں گے یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے، جن کا وبال ان پر واقع ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے، وہ جو خواہش کریں گے اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے، یہی ہے بڑا فضل۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ
الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٥﴾ ﴾ (الکہف: ۱۰۷)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی کیے یقیناً ان کے لیے فردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمُ اللَّهُ وَاحِدٌ ۗ

فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿١١٠﴾ (الكهف: ۱۱۰)

”آپ کہہ دیجیے کہ میں تو تم جیسا ہی ایک انسان ہوں (ہاں) میری جانب وحی کی جاتی ہے کہ سب کا معبود صرف ایک ہی معبود ہے، تو جسے بھی اپنے پروردگار سے ملنے کی آرزو ہو، اسے چاہیے کہ نیک اعمال کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ ۖ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا
الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٥٦﴾﴾ (الحج: ۵۶)

”اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان اور نیک عمل والے تو نعمتوں بھری جنتوں میں ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ
فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ وَلَا لِيَبْغِزَنَّ لَهُمْ
دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ ۖ وَلَا يَكْفُرُوا بِهِ ۗ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾﴾ (النور: ۵۵)

”تم میں سے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا، جیسا کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا، جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا، جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے، اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان میں بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے، میرے

ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں گے، وہ یقیناً فاسق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيَّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْطَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَّ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا ﴿٢٩﴾ ﴾ (الفتح: ٢٩)

”محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں، اور آپس میں نرم دل ہیں، تو انھیں دیکھے گا کہ رکوع اور سجدے کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں رہیں، ان کا نشان ان کے چہروں پر سجدوں کے اثر سے ہے، ان کی یہی صفت تورات میں ہے اور ان کی صفت انجیل میں ہے۔ مثل اس کھیتی کے جس نے اپنا پٹھا نکالا، پھر اسے مضبوط کیا اور وہ موٹا ہو گیا پھر اپنی جڑ پر سیدھا کھڑا ہو گیا، اور کسانوں کو خوش کرنے لگا تا کہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے، ان ایمان والوں اور نیک اعمال کرنے والوں سے اللہ نے بخشش کا اور بہت بڑے ثواب کا وعدہ کیا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٢٠٠﴾ رَبَّنَا وَ

أَدْخِلَهُمْ جَنَّاتٍ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ
وَدُرِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۸ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ
السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَجِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝۹ إِنَّ الَّذِينَ
كَفَرُوا يُنَادُونَ لِمَقْتُ اللَّهِ أَكْبَرُ مِنْ مَقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى
الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ۝۱۰ ﴿ (المؤمن: ۷-۱۰)

”عرش کے اٹھانے والے اور اس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ
ساتھ کرتے ہیں۔ اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار
کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم
سے گھیر رکھا ہے۔ پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں
اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی
والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے، اور ان کے باپ
دادوں اور بیویوں اور اولاد میں سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل ہیں یقیناً
تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ حق تو یہ ہے کہ اس دن
جسے تو نے برائیوں سے بچالیا، اس پر تو نے رحمت کردی اور بہت بڑی کامیابی تو
یہی ہے۔ بے شک جن لوگوں نے کفر کیا، انھیں یہ آواز دی جائے گی کہ اللہ کا تم
پر غصہ ہونا یقیناً اس سے بھی زیادہ ہے جو تم اپنے آپ سے غصے ہوتے تھے۔
جب تم ایمان کی طرف بلائے جاتے تھے تو کفر کرتے تھے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَلَا إِيْمَانٌ بِضَعُّ وَسْتُونَ شُعْبَةً، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ)) ❶
”ایمان کی ساٹھ سے کچھ اوپر شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک
شاخ ہے۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم: ۹.

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

((اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُوِّلَ اٰی الْعَمَلِ اَفْضَلُ؟ فَقَالَ: اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ . قِيْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ . قِيْلَ: ثُمَّ مَا ذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَّبْرُوْرٌ .)) ❶

رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: ”اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔“ کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔“ کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”حج مبرور۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ ایمان کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تمہیں اپنے اچھے عمل سے مسرت ہو، اور برے کام سے رنج و قلق ہو تو تو مؤمن ہے۔“ ❷

ایمان پر نجات کا دار و مدار تو ضرور ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے۔ جس قدر اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے، اس قدر اعمال کرنے والے کی عزت ہوگی۔ اور یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ اعمال ایمان سے الگ نہیں ہیں بلکہ ایمان میں داخل ہیں۔ کیونکہ اگر کوئی انسان اعمال تو کرتا ہے لیکن دولت ایمان سے محروم ہے تو اس کے کیے ہوئے اعمال آخرت میں اس کی نجات کا ذریعہ نہیں بن سکتے۔

(۲۵)..... ایمان ارکانِ اسلام اور احسان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنََكُمْ وَاَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمْ

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من قال إن الایمان هو العمل، رقم: ۱۰۱۹/۲۶.

❷ مسند أحمد بن حنبل: ۲۵۲/۵، مسند الشہاب: ۴۰۲، الایمان لابن مندہ: ۱۰۸۸، مستدرک حاکم: ۱/۱۴، ۱۳/۲، امام حاکم نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

الإِسْلَامَ دِينًا فَمَنْ اضْطُرَّ فِي مَخْصَصَةٍ غَيْرٍ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمِهِ فَإِنَّ اللَّهَ
عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳﴾ (المائدة: ۳)

”آج میں نے تمہارے لیے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پر رضامند ہو گیا۔ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے قرار ہو جائے، بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ معاف کرنے والا اور بہت بڑا مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي
الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ﴾ ﴿۸۵﴾ (آل عمران: ۸۵)

”جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہوگا۔“

سورہ النساء آیت نمبر ۱۷ میں اللہ کریم فرماتے ہیں: ﴿لَا تَغْلُوا دِينَكُمْ﴾ ”اپنے دین میں غلو نہ کرو۔“

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”غلو سے بچو تم سے پہلے لوگوں کو غلو ہی نے تباہ و برباد کیا تھا۔“ ❶

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ أَمَّا قُلٌّ لَّهُمُ تُوْمِنُوا وَلَكِنْ قَوْلُوا أَسْلَمْنَا
وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
لَا يَلْسِكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ ﴿۱۴﴾

(الحجرات: ۱۴)

❶ مسند احمد: ۳۴۷/۱، حاکم: ۴۶۶/۱، سنن ابن ماجہ، کتاب المناسک، رقم: ۳۰۲۹، سلسلۃ الصحیحۃ، رقم: ۱۲۸۳.

”دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجیے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالانکہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۗ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ ٩﴾ (الصف: ٩)

”وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے۔ اگرچہ مشرکین ناخوش ہوں۔“

اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ.))^①

”اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم کی گئی ہے: اول گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بے شک (سیدنا) محمد ﷺ اللہ کے (سچے) رسول ہیں، اور نماز قائم کرنا، اور زکوٰۃ ادا کرنا، اور حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ، إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ بنی الاسلام علی خمس، رقم: ۴۵۱۵ / ۸،

صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أركان الإسلام ودعائه العظام، رقم: ۱۱۱.

رَجُلٌ شَدِيدٌ بَيَاضِ الثِّيَابِ ، شَدِيدٌ سَوَادِ الشَّعْرِ ، لَا يَرَى عَلَيْهِ
 أَثْرَ السَّفَرِ ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ ، حَتَّى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ
 فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ ، وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلَى فِخْذَيْهِ ، وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ!
 أَخْبِرْنِي عَنِ الْإِسْلَامِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: ”الْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ
 أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ، وَتَقِيمَ الصَّلَاةَ ،
 وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ ، وَتَصُومَ رَمَضَانَ ، وَتُحِجَّ الْبَيْتَ إِنْ اسْتَطَعْتَ
 إِلَيْهِ سَبِيلًا .“ قَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَعَجَبْنَا لَهُ ، يَسْأَلُهُ
 وَيُصَدِّقُهُ . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِيمَانِ؟ قَالَ: ”أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ ،
 وَمَلَائِكَتِهِ ، وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ
 خَيْرِهِ وَشَرِّهِ .“ قَالَ: صَدَقْتَ . قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ الْإِحْسَانِ؟
 قَالَ: ”أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ ، فَإِنَّهُ
 يَرَاكَ .“ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ؟ قَالَ: ”مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا
 بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ .“ قَالَ: فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَاتِهَا؟ قَالَ: ”أَنْ تَلِدَ
 الْأُمَّةُ رَبَّتَهَا ، وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ ، رِعَاءَ الشَّاةِ ،
 يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ .“ قَالَ: ثُمَّ أَنْطَلَقَ ، فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ، ثُمَّ قَالَ
 لِي: ”يَا عُمَرُ! أَتَدْرِي مِنَ السَّائِلِ؟“ قُلْتُ: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ .
 قَالَ: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ ، أَتَاكُمْ يَعْلِمُكُمْ دِينَكُمْ .“ (1)

”ایک دن ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے، تو ایک ایسا شخص ہمارے سامنے آیا، جس کا لباس بالکل سفید اور بال نہایت ہی سیاہ تھے۔ اس پر سفر کے اثرات دکھائی نہیں دیتے تھے۔ اور ہم میں سے کوئی بھی اسے پہچان

① صحیح البخاری، کتاب الایمان، رقم: ۵۰، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان

نہ سکا۔ وہ آتے ہی نبی کریم ﷺ کے گھٹنوں کے ساتھ گھٹنے ملا کر اور اپنے ہاتھوں کو آپ ﷺ کی رانوں پر رکھتے ہوئے آپ ﷺ سے استفسار کرنے لگا: اے محمد ﷺ! مجھے اسلام کے بارے میں آگاہ فرمائیں؟ ارشاد ہوا: ”اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، اور تو نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر بیت اللہ تک پہنچنے کی استطاعت ہو تو اس کا حج کرے۔“

اس نے کہا: آپ نے سچ فرمایا۔ ہم نے اس بات پر تعجب کیا کہ یہ سوال بھی کرتا ہے اور اس کی تصدیق بھی۔ پھر اس نے کہا: مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں؟ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”تو اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، قیامت کے دن پر اور اچھی اور بری (ہر) تقدیر پر ایمان لائے۔“

وہ آپ ﷺ کی تائید کرتے ہوئے احسان کے بارے میں پوچھتا ہے۔ ارشاد ہوا: ”تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، اگر تو اسے نہیں دیکھ پاتا تو وہ یقیناً تجھے دیکھ رہا ہے۔“ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے بارے میں بتائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس سے قیامت کے متعلق سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔“ پھر اُس نے کہا: مجھے قیامت کی نشانیوں سے آگاہ فرمائیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”(قیامت کی نشانیوں میں ہے) کہ لونڈی اپنے آقا کو جنم دے گی، تم دیکھو گے ننگے پاؤں، برہنہ جسم، نہایت غریب بکریوں کے چرواہے بڑے بڑے محلات بنانے پر فخر کریں گے۔“

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب وہ چلا گیا تو میں کچھ دیر ٹھہرا رہا، آپ ﷺ نے مجھے فرمایا: ”کیا آپ اس پوچھنے والے کو جانتے ہیں؟“ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”یہ جبرائیل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔“

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا ہے کہ ﴿إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ﴾ (آل عمران: ۱۹) ”دین تو اللہ کریم کے نزدیک اسلام ہی ہے۔“
 اصل دین دین اسلام ہی ہے اور اس کو ماننے والے مسلم اور مؤمن ہیں۔ ایمان، اسلام، احسان اور اعتقاد قیامت یہ سب چیزیں دین اور ایمان میں داخل ہیں، یہ آپس میں مغائر نہیں ہیں، جیسا کہ اس مذکورہ بالا حدیث جبریل کو بیان کرنے کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ((جَعَلَ ذَلِكَ كُلَّهُ مِنَ الْإِيمَانِ .)) ”کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام باتوں (جو حدیث جبریل میں بیان ہوئی ہیں) کو ایمان ہی قرار دیا ہے۔“

(۲۶)..... ایمان اور اسلام میں فرق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا
 وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ
 لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۱۴﴾﴾

(الحجرات: ۱۴)

”دیہاتی لوگ کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے، آپ کہہ دیجیے کہ درحقیقت تم ایمان نہیں لائے لیکن تم یوں کہو کہ ہم اسلام لائے (مخالفت چھوڑ کر مطیع ہو گئے) حالاں کہ ابھی تک تمہارے دلوں میں ایمان داخل ہی نہیں ہوا۔ تم اگر اللہ کی اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرنے لگو گے تو اللہ تمہارے اعمال میں سے کچھ بھی کم نہ کرے گا۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔“

اسلام کیا ہے؟

اسلام کا لغوی معنی ہے: اپنے آپ کو کسی دوسرے کے سپرد کرنا، فرماں برداری اور خوشی سے کسی کا حکم بجالانا۔ شرعاً اس کا مفہوم ہے کہ: دین کے احکام اور ارکان بجالانا۔ ان میں

سب سے پہلے یہ گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اس تشریح کے اعتبار سے اسلام زبانی اقرار اور جسمانی عمل کا نام ہے۔

ایمان کیا ہے؟

لغت میں ایمان تصدیق کو کہتے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں دینی عقائد و نظریات کو دل سے مان لینے کا نام ایمان ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایمان کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”ایمان اصطلاح شریعت میں چار معنوں میں استعمال ہوتا ہے:

(۱) وہ ظاہری ایمان جس پر دنیاوی احکام کا دارومدار ہے اور جس کی وجہ سے انسان کی جان اور مال محفوظ ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی ایمان کے بارے میں رسول کائنات ﷺ نے فرمایا ہے:

((أَمَرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتَّى يَشْهَدُوا أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ ، فَإِذَا فَعَلُوا ذَلِكَ عَصَمُوا مِنِّي دِمَاءَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ إِلَّا بِحَقِّ الْإِسْلَامِ وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللَّهِ .)) ❶

”مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں جب تک وہ اس بات کی شہادت نہ دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں۔ جب انھوں نے ایسا کر لیا تو انھوں نے مجھ سے اپنی جان اور مال بچا لیے، مگر یہ کہ اسلام کا کوئی حق ان پر ہو اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔“

(۲) ایمان کی دوسری قسم وہ ہے جس پر آخرت کی نجات کا انحصار ہے اور اس میں تمام درست

❶ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، رقم: ۲۵۔

عقائد، اعمالِ حسنہ اور اخلاقِ محمودہ شامل ہیں اور یہی ایمان ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔ اخلاق و اعمال میں سے کسی ایک پر ایمان کا اطلاق اسی معنی کی بناء پر ہوتا ہے، مثلاً آپ ﷺ نے فرمایا:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ، لَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.))

”جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں، اور جس میں وعدے کی پابندی نہیں اس میں دین نہیں۔“

ایمان کے معنی مراد لیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایمان کی ستر سے کچھ زیادہ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

ایمان کے اہم اجزاء اور شاخیں باہم مساوی نہیں بلکہ ان کی دو قسمیں ہیں:

الف: اہم اجزاء جن کو ارکانِ اسلام و ایمان کہا جاتا ہے، جو حدیث جبرائیل علیہ السلام میں بیان کیے گئے: (۱) اللہ پر ایمان، (۲) فرشتوں پر ایمان، (۳) اللہ کی بھیجی ہوئی کتابوں پر ایمان، (۴) اللہ کے رسولوں پر ایمان، (۵) آخرت کے دن پر ایمان، (۶) اچھی اور بری تقدیر پر ایمان۔

ب: دوسرے اجزاء جن کا درجہ مندرجہ بالا اجزاء کے برابر نہیں، جن کو رسول اکرم ﷺ نے ستر سے کچھ اوپر بیان فرمایا ہے۔

(۳) ایمان کا تیسرا معنی وہ سکون و اطمینان اور لذت و سرور ہے جو مقررین کا حصہ ہے، قرآن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ﴾ (الفتح: ۴)

”اور اسی نے مومنوں کے دلوں میں سکون نازل فرمایا تاکہ ایمان میں مزید اضافے کا باعث ہو۔“

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَزْنِي الزَّانِي حِينَ يَزْنِي وَهُوَ مُؤْمِنٌ))

”کہ جب زانی زنا کرتا ہے تو وہ مومن نہیں ہوتا۔“

اس کا مطلب یہ ہے کہ یقین اور سکونِ ایمانی سے محروم ہو جاتا ہے۔“

(۴) ایمان کے چوتھے معنی ہیں تصدیقِ قلبی، اس میں تمام ضروری عناصر مثلاً ایمان بالرسول،

ایمان بالکتب سب شامل ہیں۔

اگر ایمان کے بارے وارد شدہ آیات و احادیث کو انہی چار معنوں کو روشنی میں دیکھا

جائے تو کسی شبہ اور غلطی کا امکان باقی نہیں رہتا۔

(۲۷).....ایمان اور دلی سکون

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيُذَادُوا

إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَ لِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَ كَانَ

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿۴﴾ (الفتح: ۴)

”وہی ہے جس نے ایمان والوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا

تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں

اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا، باحکمت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ

الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ ﴿۸۲﴾ (الانعام: ۸۲)

”جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں

کرتے، ایسوں ہی کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔“

اس دنیا میں قوت و طاقت رکھنے والوں کی کمی نہیں، حسن و جمال کے پیکر بھی ہیں، بے

حساب خزانوں کے مالک قارون بھی ہیں۔ اور باجروت بادشاہ بھی ہیں، اگر ان سب سے پوچھا جائے کہ کیا وہ اطمینانِ قلب کی دولت سے مالا مال ہیں تو جواب نفی میں ملے گا، کیونکہ سکونِ قلب کا مصدر صرف اور صرف ایمان ہے۔ اور مومنِ فطرت کی آواز پر لبیک کہتا ہے اور فطرت سے ہم آہنگی رکھنے والا کبھی مضطرب نہیں ہوتا۔

(۲۸).....ایمان اور فلاح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۹۰﴾﴾ (المائدة: ۹۰)

”اے ایمان والو! بات یہی ہے کہ شراب، جوا، آستانے اور فال نکالنے کے پانسے تیر یہ سب گندی باتیں، شیطانی کام ہیں، ان سے بالکل الگ رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿۱﴾﴾ (المؤمنون: ۱)

”یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کر لی۔“

شریعت کی نظر میں مفلح (کامیاب) وہ ہے جو دنیا میں رہ کر اپنے رب کو راضی کرے اور اس کے بدلے آخرت میں اللہ کی رحمت و مغفرت کا مستحق قرار پائے۔ اس کے ساتھ اگر دنیا کی سعادت بھی میسر آ جائے تو کیا کہنے۔ ورنہ اصل کامیابی اور فلاح تو اُخروی ہی ہے۔ ان مذکورہ بالا آیات میں ایمان والوں کو اس (اُخروی) کامیابی ہی کی نوید سنائی گئی ہے۔

(۲۹).....ایمان اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ

﴿ فِيهَا خُلِدُونَ ﴾ (۸۲) ﴿ (البقرة: ۸۲)

”وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ جنتی ہیں، وہ جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ۝ ﴾ (الكهف: ۱۰۷-۱۰۸)

”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے کام بھی اچھے کیے یقیناً ان کے لیے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے، جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هُمْ فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِ هُمْ أَضَاعُوا الصَّلَاةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهْوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غِيًّا ۝ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ شَيْئًا ۝ ﴾

(مریم: ۵۹-۶۰)

”پھر ان کے بعد ایسے ناخلف پیدا ہوئے کہ انھوں نے نماز ضائع کر دی اور نفسانی خواہشوں کے پیچھے پڑ گئے، سو ان کا نقصان ان کے آگے آئے گا۔ سوائے ان کے جو توبہ کر لیں، ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور ان کی ذرا سی بھی حق تلفی نہ کی جائے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ الْمَلِكِ يَوْمَئِذٍ لِلَّهِ يُحْكَمُ بَيْنَهُمْ ۚ فَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ ﴾ (الحج: ۵۶)

”اس دن صرف اللہ ہی کی بادشاہت ہوگی، وہی ان میں فیصلے فرمائے گا، ایمان

اور نیک عمل والے تو نعمتوں والی جنتوں میں ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا
تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾﴾

(العنكبوت: ٥٨)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے، انہیں ہم یقیناً جنت کے ان بالا خانوں میں جگہ دیں گے، جن کے نیچے چشمے بہ رہے ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے، کام کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
فَأُولَٰئِكَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يُظْلَمُونَ نَقِيرًا ﴿١٣٣﴾﴾

(النساء: ١٢٤)

”جو ایمان والا خواہ مرد ہو یا عورت نیک اعمال کرے، یقیناً ایسے لوگ جنت میں جائیں گے اور کھجور کی گٹھلی کے شگاف برابر بھی ان کا حق نہ مارا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا
أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٣٧﴾﴾ (الاعراف: ٤٢)

”اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کیے، ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کسی کا مکلف نہیں بناتے، وہی لوگ جنت والے ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔“

اور سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ

تَعَالَى: أَخْرَجُوا مِنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ
إِيمَانٍ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدْ اسْوَدُّوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ
الْحَيَاةِ . شَكَ مَالِكٌ . فَيَنْبُتُونَ كَمَا تَنْبُتُ الْحَبَّةُ فِي جَانِبِ
السَّيْلِ ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً .)) ❶

”جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر نہر حیات میں ڈالے جائیں گے، اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَابُّوا ، أَلَا
أَدَلُّكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمْوهُ تَحَابَبْتُمْ؟ أَفَشُوا السَّلَامَ
بَيْنَكُمْ .)) ❷

”تم جنت میں نہیں جا سکتے یہاں تک کہ مؤمن بن جاؤ، اور تم اس وقت تک مؤمن نہیں بن سکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تمہاری ایک ایسی چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں کہ جب تم اس کو کرو تو تمہاری ایک دوسرے سے محبت ہو جائے؟ (فرمایا) آپس میں سلام (السلام علیکم) عام کر دو۔“

ان دلائل سے صاف ظاہر ہے کہ جس کے دل میں کم سے کم بھی ایمان ہوگا، وہ کسی نہ

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الأعمال، رقم الحدیث: ۱۲۲

۷۴۳۸، ۴۹۱۹، ۴۵۸۱، ۷۴۳۹.

❷ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان أنه لا یدخل الجنة الا المؤمنون، رقم: ۱۹۵.

کسی طرح جہنم سے مشیت الہی کے تحت گناہوں کی سزا بھگت کر چھٹکارا پالے گا، مگر اللہ تعالیٰ کے یہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے۔

(۲۹)..... ایمان اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكُنْتُمْ أَزْوَاجًا ثَلَاثَةً ۗ فَأَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۗ مَا أَصْحَابُ الْمَيْمَنَةِ ۗ ﴿۸﴾
 أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۗ مَا أَصْحَابُ الْمَشْأَمَةِ ۗ ﴿۹﴾ وَالسَّبِقُونَ السَّبِقُونَ ۗ ﴿۱۰﴾ أُولَٰئِكَ
 الْمُقَرَّبُونَ ۗ ﴿۱۱﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿۱۲﴾ ثَلَاثَةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿۱۳﴾ وَقَلِيلٌ مِّنَ
 الْآخِرِينَ ﴿۱۴﴾﴾ (الواقعة: ۷-۱۴)

”اور تم تین جماعتوں میں ہو جاؤ گے، پس داہنے ہاتھ والے کیسے اچھے ہیں
 داہنے ہاتھ والے۔ اور بائیں ہاتھ والے کیا حال ہے بائیں ہاتھ والوں کا۔ اور
 جو آگے والے ہیں وہ تو آگے والے ہیں۔ وہ بالکل نزدیکی حاصل کیے ہوئے
 ہیں۔ نعمتوں والی جنتوں میں ہیں۔ (بہت بڑا) گروہ تو اگلے لوگوں میں سے
 ہوگا۔ اور تھوڑے سے پچھلے لوگوں میں سے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَأُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۹۰﴾﴾ (الشعراء: ۹۰)

”اور پرہیزگاروں کے لیے جنت بالکل قریب کر دی جائے گی۔“

سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”یقیناً مومن کے لیے جنت میں ایک موتی کا بنا ہوا ایسا خیمہ ہے، جو (رہائش
 کے لیے) اندر سے خالی ہے اور اس کی لمبائی یا چوڑائی ساٹھ میل ہے۔ اس کے
 ایک کنارے پر (جنتی کے) گھر والے ہوں گے، جو کہ (دوسرے کنارے
 والوں) کو نہیں دیکھ سکیں گے۔ مومن ان سب کے پاس جائے گا، اور مومن کے

لیے دو محل ایسے ہوں گے جن کے برتن و دیگر اشیاء سونے کی ہوں گی۔ جنتیوں اور ان کے رب کے درمیان، جنت عدن میں سوائے رب کی کبریائی کی چادر کے سوا کچھ نہ ہوگا۔“ ❶

اس سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان کے بھی درجات ہیں اور ان کو یہ درجات اعمال سے حاصل ہوتے ہیں۔ اگر کسی انسان کے اعمال عمدہ اور نیک ہوں گے تو اس کی قدر زیادہ کی جائے گی اس آدمی کی نسبت جس کے نامہ اعمال میں برے اعمال ہوں گے۔

(۳۰)..... ایمان اور مومنین کی ایک دوسرے پر فضیلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۗ ﴿۸۸﴾ فَرَوْحٌ وَرَيْحَانٌ ۗ وَجَنَّتُ نَعِيمٍ ۗ ﴿۸۹﴾ وَأَمَّا إِنْ كَانَ مِنْ أَصْحَابِ السَّيِّئِينَ ۗ ﴿۹۰﴾ فَسَلَّمَ لَكَ مِنْ أَصْحَابِ السَّيِّئِينَ ۗ ﴿۹۱﴾ ﴾ (الواقعة: ۸۸-۹۱)

”پس جو کوئی بارگاہِ الہی سے قریب ہوا ہوگا۔ اسے تو راحت ہے، اور غذائیں ہیں اور آرام والی جنت ہے، اور جو شخص داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے تو بھی تیرے لیے سلامتی ہے کہ تو داہنے (ہاتھ) والوں میں سے ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ أَوْرَثْنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۗ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِنَفْسِهِ ۗ وَمِنْهُمْ مُقْتَصِدٌ ۗ وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ إِذِنَ اللَّهُ ۗ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۗ ﴿۳۲﴾ ﴾ (الافاطر: ۳۲)

”پھر ہم نے ان لوگوں کو (اس) کتاب (قرآن) کا وارث بنایا جن کو ہم نے

❶ صحیح البخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء في صفة الجنة، صحيح مسلم، كتاب الجنة،

باب في صفة الخيام: ۲۸۳۸.

اپنے بندوں میں سے پسند فرمایا، پھر بعض تو ان میں سے اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور بعض ان میں متوسط درجے کے ہیں اور بعض ان میں اللہ کی توفیق سے نیکیوں میں ترقی کیے چلے جاتے ہیں، یہ بہت بڑا فضل ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اُمّت محمدیہ کی تین قسمیں بیان فرمائی۔ یہ پہلی قسم ہے، جس سے مراد ایسے لوگ ہیں جو بعض فرائض میں کوتاہی اور بعض محرمات کا ارتکاب کر لیتے ہیں، یا بعض کے نزدیک وہ ہیں جو صغائر کا ارتکاب کرتے ہیں، انھیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا اس لیے کہا کہ وہ اپنی کچھ کوتاہیوں کی وجہ سے اپنے کو اس اعلیٰ درجے سے محروم کر لیں گے جو باقی دو قسموں کو حاصل ہوں گے۔

دوسری قسم یعنی یہ ملے جلے عمل کرتے ہیں یا بعض کے نزدیک وہ ہیں جو فرائض کے پابند، محرمات کے تارک تو ہیں لیکن کبھی مستحبات کا ترک اور بعض محرمات کا ارتکاب بھی ان سے ہو جاتا ہے۔ یا وہ جو نیک تو ہیں لیکن پیش پیش نہیں ہیں۔

تیسری قسم والے یہ وہ ہیں جو دین کے معاملے میں پچھلے دونوں سے سبقت کرنے والے ہیں۔“ (تفسیر احسن البیان)

ایک طویل حدیث میں سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشِدَةً فِي الْحَقِّ ، قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا فِي إِخْوَانِهِمْ ، يَقُولُونَ رَبَّنَا! إِخْوَانُنَا كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا ، وَيَصُومُونَ مَعَنَا ، وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا ، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ ، وَيَحْرِمُ اللَّهُ صُورَهُمْ عَلَى النَّارِ فَيَأْتُونَهُمْ ، وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ ،

وَإِلَىٰ أَنْصَافٍ سَاقِيهِ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ . فَيَقُولُ :
 اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ نَضْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ ،
 فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا ثُمَّ يَعُودُونَ فَيَقُولُ : اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ
 فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا .
 قَالَ : أَبُو سَعِيدٍ فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَأُوا : ﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ
 مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَإِنْ تَكَ حَسَنَةً يَضَاعِفْهَا ﴾ . (۱)

”تم لوگ آج کے دن اپنا حق لینے کے لیے جتنا تقاضا اور مطالبہ مجھ سے کرتے ہو اس سے زیادہ مسلمان لوگ اللہ سے تقاضا اور مطالبہ کریں گے۔ اور جب وہ دیکھیں گے کہ اپنے بھائیوں میں سے انھیں نجات ملی ہے تو وہ کہیں گے: اے ہمارے رب! ہمارے بھائی بھی ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، اور ہمارے ساتھ دوسرے (نیک) اعمال کرتے تھے، (ان کو دوزخ سے نجات دے دے) چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان پاؤ اس کو دوزخ سے نکال لو اور اللہ ان کے چہروں کو دوزخ پر حرام کر دے گا۔ چنانچہ وہ آئیں گے اور دیکھیں گے کہ بعض کا تو جہنم میں قدم اور آدھی پنڈلی جلی ہوئی ہے۔ چنانچہ جنھیں وہ پہچانیں گے انھیں دوزخ سے نکالیں گے۔ پھر واپس آئیں گے اور اللہ تعالیٰ ان سے مزید فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہو اسے بھی نکال لو۔ چنانچہ جن کو وہ پہچانتے ہوں گے نکالیں گے، پھر وہ واپس آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جاؤ اور جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو، اسے نکال لاؤ۔ چنانچہ وہ جن کو پہچانتے ہوں گے نکالیں گے۔ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے

① صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قوله تعالیٰ: ﴿وَجِوَاهُ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ. الی ربہا ناضرة﴾ رقم:

۷۴۳۹۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب معرفة طریق الرویة، رقم: ۴۵۴۔

اس پر کہا: اگر تم میری تصدیق نہیں کرتے تو یہ آیت پڑھو: بے شک اللہ تعالیٰ ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتا اور اگر نیکی ہے تو اسے بڑھاتا ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزَنْ شَعِيرَةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزَنْ بَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ، وَيَخْرُجُ مِنَ النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَفِي قَلْبِهِ وَزَنْ ذَرَّةً مِنْ خَيْرٍ. قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ قَالَ أَبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِنْ إِيْمَانٍ مَكَانٍ مِنْ خَيْرٍ.))^①

”جس شخص نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا اور اس کے دل میں جو برابر بھی خیر ہے تو وہ (ایک نہ ایک دن) دوزخ سے ضرور نکلے گا، اور دوزخ سے وہ شخص (بھی) ضرور نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں گیہوں کے دانہ برابر چیز ہے، اور دوزخ سے وہ (بھی) نکلے گا جس نے کلمہ پڑھا اور اس کے دل میں ذرہ برابر بھی خیر ہے۔“

سیدنا امام ابو عبد اللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابان رحمہ اللہ نے بروایت قتادہ رحمہ اللہ بواسطہ انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے خیر کی جگہ ایمان کا لفظ نقل کیا ہے۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہو چکی کہ اہل ایمان کو ایک دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ اور یہ فضیلت اعمالِ صالحہ سے حاصل ہوتی ہے، جس قدر انسان نیک اعمال زیادہ کرے گا، اسی قدر ایمان بڑھتا چلا جائے گا اور اگر انسان برائیوں میں پڑ جائے گا تو اس کے ایمان میں کمی آئے گی، اور اس کا مقام گھٹ جائے گا۔ (جو انسان ایمان کی کمی و بیشی کا عقیدہ رکھتا ہے وہ تو اس بات کو تسلیم کرے گا جبکہ ﴿لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ﴾ کے عقیدہ والا آدمی اس

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب زيادة الإیمان و نقصانہ، رقم: ۴۴، صحیح مسلم، کتاب

الإیمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها، رقم: ۴۶۹.

بات کو نہیں مانے گا کیونکہ اس کے نزدیک سب ایمان والوں کا ایمان برابر ہے۔)

(۳۱).....ایمان اور نجات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝۱ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝۲ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ ۝۳ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ ۝۴ ﴾

(سورة العصر)

”قسم ہے زمانے کی! بے شک انسان خسارے میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، اور جنھوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ تَرَى الظَّالِمِينَ مُشْفِقِينَ مِمَّا كَسَبُوا وَهُوَ وَاقِعٌ بِهِمْ ۝۵ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فِي رَوْضَاتِ الْجَنَّاتِ ۝۶ لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۝۷ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ ۝۸ ﴾

(الشورى: ۲۲)

”آپ دیکھیں گے کہ یہ ظالم اپنے اعمال سے ڈر رہے ہوں گے، جن کا وبال ان پر واقع ہونے والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے وہ بہشتوں کے باغات میں ہوں گے، وہ جو خواہش کریں گے، اپنے رب کے پاس موجود پائیں گے، یہی ہے بہت بڑا فضل۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هَاجَرَ إِبْرَاهِيمُ ۖ سَارَةً فَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيهَا مَلِكٌ مِّنَ الْمَلُوكِ أَوْ جَبَّارٌ مِّنَ الْجَبَابِرَةِ فَخَلَّ إِبْرَاهِيمُ بِأَمْرَةِ هِيَ

مِنْ أَحْسَنِ النِّسَاءِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ يَا إِبْرَاهِيمُ مَنْ هَذِهِ الَّتِي مَعَكَ
 قَالَ أُخْتِي ثُمَّ رَجَعَ إِلَيْهَا فَقَالَ لَا تُكَذِّبِي حَدِيثِي فَإِنِّي أَخْبَرْتُهُمْ
 أَنَّكَ أُخْتِي وَاللَّهِ إِنَّ عَلَى الْأَرْضِ مُؤْمِنٌ غَيْرِي وَغَيْرِكَ فَأَرْسَلَ
 بِهَا إِلَيْهِ فَقَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوْضًا وَتُصَلِّي فَقَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ
 آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا
 تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ فَعُطِّ حَتَّى رَكَضَ بِرِجْلِهِ . قَالَ الْأَعْرَجُ: قَالَ
 أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَتِ اللَّهُمَّ إِنْ
 يَمْتُ يُقَالُ هِيَ قَتَلْتَهُ فَأَرْسَلَ ثُمَّ قَامَ إِلَيْهَا فَقَامَتْ تَوْضًا تُصَلِّي
 وَتَقُولُ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُولِكَ وَأَحْصَنْتُ فَرْجِي
 إِلَّا عَلَى زَوْجِي فَلَا تُسَلِّطْ عَلَيَّ هَذَا الْكَافِرَ فَعُطِّ حَتَّى رَكَضَ
 بِرِجْلِهِ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ قَالَ أَبُو سَلَمَةَ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: فَقَالَتِ
 اللَّهُمَّ إِنْ يَمْتُ يُقَالُ هِيَ قَتَلْتَهُ فَأَرْسَلَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّلَاثَةِ
 فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَرْسَلْتُمْ إِلَيَّ إِلَّا شَيْطَانًا أَرْجِعُوهَا إِلَيَّ إِبْرَاهِيمَ
 وَأَعْطُوهَا أَجْرَ فَرَجَعَتْ إِلَيَّ إِبْرَاهِيمَ ؓ فَقَالَتْ أَشْعَرْتُ أَنَّ
 اللَّهَ كَبَتَ الْكَافِرَ وَأَخْذَمَ وَوَلِيدَةً . ((❶

”سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ (نمرود کے ملک سے) ہجرت
 کی تو ایک ایسے شہر میں پہنچے جہاں ایک بادشاہ رہتا تھا یا (یہ فرمایا کہ) ایک ظالم
 بادشاہ رہتا تھا، اس سے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے متعلق کسی نے کہہ دیا کہ وہ ایک
 نہایت ہی خوبصورت عورت لے کر یہاں آئے ہیں، بادشاہ نے آپ علیہ السلام سے
 پوچھا کہ اے ابراہیم! یہ عورت جو تمہارے ساتھ ہے، تمہاری کیا لگتی ہے؟ انھوں

❶ صحیح البخاری، کتاب البیوع، باب شراء المملوك من الحربی وھبته وعتقه، رقم: ۲۲۰۷،

صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل ابراھیم الخلیل ؑ، رقم: ۲۳۷۱.

نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ پھر جب سیدنا ابراہیم علیہ السلام سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے تو ان سے کہا میری بات نہ جھٹلانا، میں تمہیں اپنی بہن کہہ آیا ہوں۔ اللہ کی قسم! آج روئے زمین پر میرے اور تمہارے سوا کوئی مومن نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے سارہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ کے ہاں بھیجا، یا بادشاہ سارہ رضی اللہ عنہا کے پاس گیا۔ اس وقت سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا وضو کر کے نماز پڑھنے کھڑی ہو گئی تھیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دُعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول (ابراہیم علیہ السلام) پر ایمان رکھتی ہوں، اور اگر میں نے اپنے شوہر کے سوا اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے، تو تو مجھ پر ایک کافر کو مسلط نہ کر۔ اتنے میں وہ بادشاہ تھرایا اور اس کا پاؤں زمین میں دھنس گیا۔“

امام اعرج فرماتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے بیان کیا اور ان سے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ”سارہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے حضور دُعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ چنانچہ وہ پھر چھوڑ دیا گیا۔ اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا۔ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا وضو کر کے پھر نماز پڑھنے لگیں اور دُعا کی: اے اللہ! اگر میں تجھ پر اور تیرے رسول پر ایمان رکھتی ہوں اور اپنے شوہر (ابراہیم علیہ السلام) کے سوا اور ہر موقع پر میں نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی ہے تو تو مجھ پر اس کافر کو مسلط نہ کر۔“ چنانچہ وہ پھر تھرایا کانپا اور اس کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ ابوسلمہ نے بیان کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ سیدہ سارہ رضی اللہ عنہا نے پھر وہی دُعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ مر گیا تو لوگ کہیں گے کہ اسی نے مارا ہے۔ اب دوسری مرتبہ یا تیسری مرتبہ بھی وہ بادشاہ چھوڑ دیا گیا۔ آخر وہ کہنے لگا کہ تم لوگوں نے میرے یہاں ایک شیطان بھیج دیا ہے۔ اسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے پاس لے جاؤ اور انہیں آجر (سیدہ ہاجرہ رضی اللہ عنہا) بھی دے دو۔ پھر سارہ رضی اللہ عنہا، ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں اور ان سے کہا کہ دیکھتے نہیں اللہ تعالیٰ نے کافر کو کس طرح ذلیل کیا اور ساتھ ایک لڑکی بھی دلوا دی۔“

ایمان ایک ایسی طاقت ہے جو انسان کو دنیا میں مصائب سے نجات دلاتی ہے۔ اور آخرت میں کامیابی کا سبب بنتی ہے۔

نوٹ:..... سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے توریت سے کام لیا تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدہ سارہ رضی اللہ عنہما دونوں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں۔ اس لیے بہن بھائی ہیں۔

(۳۲)..... ایمان اور حشر کا میدان

در اصل میدانِ حشرِ آخرت کے مراحل میں سے ایک مرحلہ ہے۔ صور پھونکے جانے کے بعد لوگ میدانِ حشر کی طرف اکٹھے کیے جائیں گے، اس وقت لوگوں کی مختلف حالتیں ہوں گی اور اس میدان سے کوئی بھی راہ فرار نہیں پاسکے گا۔ اور وہ ایسا دن ہے کہ جس کا اہل ایمان سے وعدہ کیا گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَحْزَنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّهُمُ الْمَلَائِكَةُ ط هَذَا يَوْمُكُمْ الَّذِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ﴾ (النساء: ۱۰۳)

”وہ بڑی گھبراہٹ (بھی) انھیں نغمگین نہ کر سکے گی اور فرشتے انھیں ہاتھوں ہاتھ لیں گے، کہ یہی تمہارا وہ دن ہے جس کا تم وعدہ دیئے جاتے رہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ﴾ (النمل: ۸۹)

”جو لوگ نیک عمل لائیں گے، انھیں اس سے بہتر بدلہ ملے گا، اور وہ اس دن کی گھبراہٹ سے بے خوف ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَجُودًا يَوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةً ﴿۳۸﴾ ضَاحِكَةً مُّسْتَبْشِرَةً ﴿۳۹﴾﴾

(عبس: ۳۸-۳۹)

”اس دن بہت سے چہرے روشن ہوں گے۔ (جو) ہنستے ہوئے اور ہشاش
بشاش ہوں گے۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”اہل ایمان کے لیے قیامت کا دن ظہر اور عصر کے درمیانی وقفہ کے برابر ہوگا۔“^①

(۳۳)..... ایمان اور میزان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۖ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۖ وَأَمَّا
مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۖ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۖ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ۖ
نَارٌ حَامِيَةٌ ۖ ﴾ (القارعة: ۶-۱۱)

”پس جس کا ترازو بھاری ہو گیا، وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا۔ اور جس
کا ترازو ہلکا ہو گیا۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے۔ وہ تندو
تیز آگ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْوِزْنَ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ۖ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بئَا
كَانُوا بِآيَاتِنَا يُظْلِمُونَ ۖ ﴾ (الاعراف: ۸-۹)

”اور اس روز وزن بھی برحق ہے، پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا، سو ایسے لوگ
کامیاب ہوں گے، اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنا
نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ یہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

① مستدرک حاکم: ۱/۸۴.

”ان آیات میں وزن اعمال کا مسئلہ بیان کیا گیا ہے جو قیامت والے دن ہوگا، جس کا مطلب یہ ہے کہ ترازو میں اعمال تو لے جائیں گے، جس کا نیکیوں والا پلڑا بھاری ہوگا، وہ کامیاب ہوگا اور جس کا بدیوں والا پلڑا بھاری ہوگا وہ ناکام ہوگا۔“

مسئلہ میزان اور وزن پر بحث کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

”بہر حال میزان اور وزن اعمال کا مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ اس کا انکار یا اس کی تاویل گمراہی ہے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کے انکار کی اب کوئی مزید گنجائش نہیں کہ بے وزن چیزیں بھی تولی جانے لگی ہیں۔“

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ روزِ قیامت ہمارا میزان اپنی رحمت خاص سے وزنی فرمادے۔ آمین اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ إِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ حَرْدَلٍ آتَيْنَا بِهَا وَّ كَفَىٰ بِنَا حُسْبِينَ ﴿۴۷﴾ ﴾ (الانبیاء: ۴۷)

”قیامت کے دن ہم ٹھیک ٹھیک تولنے والے ترازو کو درمیان میں لا رکھیں گے، پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا۔ ہم اسے لا حاضر کریں گے۔ اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ﴾ (الکہف: ۱۰۵)

”یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار کی آیات اور ملاقات سے کفر کیا۔ اس لیے ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ پس قیامت کے دن ہم ان کا کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ لِيَأْتِيَنَّ الرَّجُلَ الْعَظِيمَ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ . وَقَالَ إِفْرَاءُ وَ: ﴿فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزَنًا﴾)) ❶

”بلاشبہ قیامت کے دن ایک بہت بھاری بھر کم موٹا تازہ شخص آئے گا لیکن وہ اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر بھی کوئی قدر نہیں رکھے گا اور فرمایا کہ پڑھو: قیامت کے دن ہم ان کے لیے کوئی ترازو قائم نہیں کریں گے۔“

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر ایمان لائے جنت، جہنم اور میزان پر ایمان لائے۔ موت کے بعد زندہ ہونے پر ایمان لائے۔ نیز اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائے۔“ ❷

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”کافر تہامہ پہاڑ کے برابر (نیک اعمال) لے کر آئے گا لیکن اس کا وزن کچھ بھی نہیں ہوگا۔“ ❸

اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ کل قیامت والے دن اعمال کا وزن ہوگا برخلاف معتزلہ کے۔ اور وہی اعمال خیر میزان حشر میں وزن ہوں گے۔ جو ایمان اور خالص نیت کے ساتھ رضائے الہی کے لیے کیے گئے ہوں گے۔

(۳۴).....ایمان اور گناہ

ایمان ایک ایسی عظیم قوت ہے کہ جس آدمی کے دل میں بس جائے، اللہ تعالیٰ اس کے پاداش میں، اُس کی برائیاں ختم کر دیتے ہیں، اور روزِ قیامت اُس کو جنت کے اعلیٰ مقامات

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب اولئك الذين كفروا بايات ربهم، رقم: ۴۷۲۹.

❷ شعب الایمان للبيهقي: ۱/۱۱۲، ۱۱۳، صحیح الجامع الصغیر، رقم: ۲۷۹۸ واللفظ له.

❸ تفسیر ثعلبی: ۲۰۱/۶.

سے نوازتے ہیں، اسی ضمن میں چند قرآنی آیات ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرَكُم مِّن قَوْمٍ عَسَىٰ أَن يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءً مِّن نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْبِزُوا أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِاللِّقَابِ بِئْسَ الْإِسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿١١﴾﴾ (الحجرات: ١١)

”اے ایمان والو! مرد دوسرے مردوں کا مذاق نہ اڑائیں ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں ممکن ہے کہ یہ اس سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو عیب نہ لگاؤ اور نہ کسی کو برے لقب دو۔ ایمان کے بعد فسق برانام ہے اور جو توبہ نہ کریں وہی لوگ ظالم ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالنُّورِ الَّذِي أَنْزَلْنَا وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٨﴾ يَوْمَ يَجْمَعُكُمْ لِيَوْمِ الْجَمْعِ ذَلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ وَمَنْ يُؤْمِن بِاللَّهِ وَيَعْمَلْ صَالِحًا يُكَفِّرْ عَنْهُ سَيِّئَاتِهِ وَيُدْخِلْهُ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾﴾ (التغابن: ٨-٩)

”سو تم اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس نور پر جسے ہم نے نازل فرمایا ہے ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ تمہارے ہر عمل پر باخبر ہے۔ جس دن تم سب کو اس جمع ہونے کے دن جمع کرے گا وہی دن ہے ہارجیت کا اور جو شخص اللہ پر ایمان لا کر نیک عمل کرے اللہ اس سے اس کی برائیاں دُور کر دے گا۔ اور اسے جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں۔ جن میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے،

یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ۝١٠ تُوْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝١١ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝١٢﴾ (الصف: ۱۰-۱۲)

اے ایمان والو! کیا میں تمہاری اس تجارت کی طرف راہنمائی کروں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں، جو ہمیشگی والی جنت میں ہوں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَن جَاهَدَ فَإِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِيْنَ ۝٦ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝٧﴾

(العنكبوت: ۶-۷)

”اور ہر ایک کوشش کرنے والا اپنے ہی بھلے کی کوشش کرتا ہے۔ بے شک اللہ تمام جہان والوں سے بے نیاز ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہم ان کے تمام گناہوں کو اس سے دُور کر دیں گے اور انہیں ان کے نیک اعمال

کے بہترین بدلے دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ
عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾﴾

(الانفال: ۲۹)

”اے ایمان والو! اگر تم اللہ سے ڈرتے رہو گے، تو اللہ تعالیٰ تم کو ایک فیصلہ کی چیز دے گا اور تم سے تمہارے گناہ دور کر دے گا اور تم کو بخش دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بڑے فضل والے ہیں۔“

غلطی کا مرتکب ہو جانا یہ انسانی فطرت ہے، جب کہ غلطی کر کے اس پر ڈٹ جانا یہ مستحسن عمل نہیں ہے۔ البتہ جو لوگ غلطی کر کے اس کا ازالہ کرتے ہیں انھیں ہر کوئی اچھی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہی کیفیت ایمان والوں کی بھی ہے کہ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو فوراً اپنے رب سے اس کی معافی مانگ کر اس کو راضی کر لیتے ہیں۔

(۳۵).....ایمان اور شرک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ
الْأَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى
قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مِّنْ نَّشَأِهِ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ ﴿٨٣﴾﴾

(الانعام: ۸۲-۸۳)

”جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کو ظلم (شرک) کے ساتھ مخلوط نہیں کیا، ایسے لوگوں کے لیے امن ہے اور وہی راہِ راست پر چل رہے ہیں۔ اور یہ ہماری حجت تھی وہ جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلہ میں دی

تھی۔ ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھادیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا اور بڑا علم والا ہے۔“

اس آیت کریمہ کی تفسیر ”صحیح بخاری“ میں منقول ہے۔ چنانچہ مفسر کبیر سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا:

((لَمَّا نَزَلَتْ: ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ قَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيُنَالِمُ يَظْلِمُ؟ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ﴾))^①

”سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب (سورہ انعام کی) یہ آیت اُتری: کہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو آپ ﷺ کے اصحاب نے کہا ہم میں سے کون ہے جس نے ظلم (گناہ، زیادتی، غلطی، کوتاہی وغیرہ) نہیں کیا؟ تب اللہ تعالیٰ نے (سورہ لقمان کی) یہ آیت اُتاری کہ بے شک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔“

شرک کی مذمت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾^② وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَبَّىٰ تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرًّا مِنْهُ ۗ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ^③ ﴿ (التوبة: ۱۱۳-۱۱۴)

”پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے دُعائے مغفرت کریں اگرچہ رشتہ دار ہی ہوں، اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ یہ لوگ دوزخی ہیں اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے دُعائے مغفرت مانگنا وہ

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب ظلم دون ظلم رقم: ۳۲، ۳۳۶۰، ۴۷۷۶، ۳۴۲۹۔

صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انھوں نے اس سے کیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہوگئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے محض بے تعلق ہو گئے، واقعی ابراہیم (علیہ السلام) بڑے نرم دل اور بردبار تھے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هَذَا وَإِنْ خِفْتُمْ عَيْلَةً فَسَوْفَ يُغْنِيكُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ شَاءَ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝﴾ (التوبة: ۲۸)

”اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں، وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکنے پائیں، اگر تمہیں مفلسی کا خوف ہے تو اللہ تمہیں دولت مند کر دے گا اپنے فضل سے اگر چاہے، بے شک اللہ تعالیٰ جاننے والا، حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِنْ دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۝﴾

(الزمر: ۴۵)

”اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان لوگوں کے دل نفرت کرنے لگتے ہیں جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے، اور جب اس کے سوا (اور کا) ذکر کیا جائے تو ان کے دل کھل کر خوش ہو جاتے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ، فَتَعَجَّلَ كُلُّ نَبِيٍّ دَعْوَتَهُ، وَإِنِّي إِخْتَبَأْتُ دَعْوَتِي شِفَاعَةً لَأُمَّتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَهِيَ نَائِلَةٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِي لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا.)) ❶

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب اختبأ النبي ﷺ دعوة الشفاعة لأُمَّته، رقم: ۳۹۱.

”ہر نبی کے لیے ایک دُعا ہے قبول کی ہوئی، پس ہر نبی نے اپنی دُعا کرنے جلدی کی اور میں نے اپنی دُعا کو اپنی اُمت کی شفاعت کے لیے قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا اور تو یہ (ہر اُس شخص تک) پہنچنے والی ہے، جو فوت ہوا میری اُمت میں سے اور شرک سے بچا کر زندگی گزار گیا۔“

جب ایک انسان ایمان لے آتا ہے تو اس پر شرک کے سارے دروازے بند ہو جاتے ہیں، کیوں کہ وہ امن والا ہو جاتا ہے۔ اور قرآن مجید سے یہ بات معلوم ہے کہ جو مؤحد ہے اسے ضرور امن ملے گا، چاہے کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی انسان ایمان کا دعویٰ کرنے کے بعد شرک جیسے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کا ایمان جاتا رہتا ہے۔ کیوں کہ شرک ایمان کو بالکل ضائع کر دیتا ہے۔

(۳۶)..... ایمان اور طاغوت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٥﴾ (البقرة: ۲۵۶)

”دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، ہدایت یقیناً ضلالت سے واضح ہو چکی ہے، اس لیے جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ

الصَّلَاةُ ۖ فَسَيَّرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ
الْمُكذِّبِينَ ﴿٣٦﴾ (النحل: ٣٦)

”ہم نے ہر امت میں رسول (یہ پیغام دے کر) بھیجا کہ (لوگو!) صرف اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمام معبودوں سے بچو۔ پس بعض لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بعض پر گمراہی ثابت ہوگئی، پس تم خود زمین میں چل کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا؟“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ آعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَبْنَىٰ آدَمَ أَنْ لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ ۚ إِنَّهُ
لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿٦٠﴾ وَأَنْ اَعْبُدُونِي ۚ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾﴾

(یس: ٦٠-٦١)

”اے اولادِ آدم علیہ السلام! کیا میں نے تم سے قول قرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا، سیدھی راہ یہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَ
مَا أُنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَنْ يَتَّخِذُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَ
قَدْ أُمِرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ ۚ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا
بَعِيدًا ﴿٦٠﴾﴾ (النساء: ٦٠)

”کیا آپ نے انہیں نہیں دیکھا؟ جن کا دعویٰ تو یہ ہے کہ جو کچھ آپ پر اور آپ سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ان کا ایمان ہے، لیکن وہ اپنے فیصلے غیر اللہ کی طرف لے کر جانا چاہتے ہیں۔ حالاں کہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ شیطان کا انکار کریں۔ شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ انہیں بہکا کر دوڑال دے۔“

طاغوت:

یہ طغیان سے مشتق ہے۔ جس کا مطلب ہے، مقرر حد سے آگے بڑھ جانا، شیطان، کاہن اور ہر اُس چیز پر اس کا اطلاق ہوتا ہے جسے اللہ کے سوا پوجا جائے اور وہ اس پر راضی اور خوش ہو۔

(۳۷).....ایمان اور سود

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِن كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿۳۸﴾ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ ۗ وَإِن تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوسُ أَمْوَالِكُمْ ۖ لَا تَظْلِمُونَ وَلَا تُظْلَمُونَ ﴿۳۹﴾ وَإِن كَانَ ذُو عُسْرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَىٰ مَيْسَرَةٍ ۗ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ﴿۴۰﴾﴾

(البقرة: ۲۷۸-۲۸۰)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو، اگر تم سچ سچ ایمان والے ہو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑنے کے لیے تیار ہو جاؤ، ہاں اگر توبہ کر لو تو تمہارا اصل مال تمہارا ہی ہے، نہ تم ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے، اور اگر کوئی تنگی والا ہو تو اسے آسانی تک مہلت دینی چاہیے۔ اور صدقہ کرو تو تمہارے لیے بہت ہی بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُّضَاعَفَةً ۖ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

لِّلْكَافِرِينَ ﴿۱۳۱﴾ ﴿آل عمران: ۱۳۰-۱۳۱﴾

”اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو، تاکہ تمہیں

کامیابی ملے۔ اور ڈرو اس آگ سے جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

”سود اس قدر اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ناپسندیدہ ہے کہ سود خود انسان کے لیے اللہ

تعالیٰ نے ایسی وعید سنائی ہے جو اور کسی معصیت کے ارتکاب پر نہیں دی۔ اسی

لیے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ”مملکت اسلامیہ میں اگر کوئی شخص

سود چھوڑنے پر آمادہ نہ ہو تو خلیفہ وقت کی ذمہ داری ہے اس سے توبہ کرائے اور

باز نہ آنے کی صورت میں اس کی گردن اڑادی جائے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

سودی نظام کے برعکس اللہ تعالیٰ نے لین دین میں قرض کا نظام متعارف کروایا ہے جو

ہمدردی، تعاون اور ایک دوسرے کو سہارا دینے والا نظام ہے۔ مسلمان خود ہی اس بابرکت اور

رحمت اور نظام الہی کو نہ اپنائیں تو اس میں اسلام کا کیا قصور اور اللہ تعالیٰ پر کیا الزام؟ کاش

مسلمان اپنے دین کی اہمیت و افادیت کو سمجھ لیں اور اس پر اپنا نظام زندگی استوار کر لیں۔

(۳۸).....ایمان اور غیبت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ

وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا يٰحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ

لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوهُ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ تَوَّابٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾

(الحجرات: ۱۲)

”اے ایمان والو! بہت بدگمانیوں سے بچو، یقین مانو کہ بعض بدگمانیاں گناہ ہیں،

اور بھید نہ ٹولا کرو اور نہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت کرے، کیا تم میں سے کوئی

بھی اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ تم کو اس سے گھن آئے گی، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔“

درج ذیل حدیث مبارکہ میں غیبت کی تعریف کی گئی ہے۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے مروی ہے کہ یقیناً رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَتَدْرُونَ مَا الْغَيْبَةُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ. قِيلَ: أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِي أَحَى مَا أَقُولُ؟ قَالَ: إِنْ كَانَ فِيهِ مَا تَقُولُ فَقَدْ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهِ، فَقَدْ بَهْتَهُ.)) ❶

”کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ (رضی اللہ عنہم) نے فرمایا: اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) بہتر جانتے ہیں۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: (دوسروں کے سامنے) کسی کی برائی کو بیان کرنا جسے وہ ناپسند سمجھے۔ پوچھا گیا اگر میری بیان کردہ برائی میرے بھائی میں موجود ہے تو؟ فرمایا: اگر تیری بیان کردہ برائی اس میں ہے تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر نہیں ہے تو تو نے اس پر بہتان طرازی کی ہے۔“

اس حدیث میں وارد غیبت اور بہتان اپنی اپنی جگہ دونوں ہی بڑے جرم ہیں، اور مومن ایسے جرائم سے اجتناب کرتا ہے۔ پھر غیبت کہ جس کو مردار بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے اب مردہ بھائی کا گوشت کھانا تو کوئی پسند نہیں کرتا، لیکن غیبت آج کے معاشرے کے لوگوں کی مرغوب غذا بن چکی ہے۔ اور یہ اس قدر میٹھا گناہ ہے کہ انسان کو احساس بھی نہیں ہوتا اور یہ اس کو کرتا چلا جاتا ہے۔ اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔ آمین !!

(۳۹)..... ایمان اور خیانت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَخُونُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ وَتَخُونُوا أَمْنَتِكُمْ وَ

❶ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحريم الغيبة، رقم: ۲۵۸۹۔

أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَاعْلَمُوا أَنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَأَنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ أَجْرٌ عَظِيمٌ ۝ ﴿الانفال: ۲۷-۲۸﴾

”اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول (کے حقوق) میں جانتے ہوئے خیانت نہ کرو اور اپنی قابل حفاظت چیزوں میں خیانت مت کرو، اور جب کہ تم جانتے ہو۔ اور تم اس بات کو جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد ایک امتحان کی چیز ہے۔ اور اس بات کو بھی جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے پاس بڑا اجر ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں لفظ خیانت تمام چھوٹے اور بڑے گناہوں کو شامل ہے۔ فرانس میں سستی، اللہ کی حدود سے تجاوز کرنا، رسول اللہ ﷺ کی سنت کا انکار، مسلمانوں کے راز کافروں کو بتانا اور اس جیسے دوسرے گناہ یہ سب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ خیانت میں داخل ہیں۔ امانتوں میں خیانت یہ ہے کہ کوئی آدمی مالِ غنیمت سے کوئی چیز چرالے یا اگر کسی دوسرے مسلمان نے اس کو اپنے راز، مال اور اہل و عیال کا امانت دار بنایا ہے تو اس میں خیانت کرے اس کا مال ہڑپ کر جائے، اس کے رازوں کو طشت از بام کرے۔

نبی اکرم ﷺ اپنے اکثر خطبوں میں امانت کی تاکید کرتے ہوئے کہتے تھے:

((لَا إِيمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهُ.)) ❶

”کہ اس کا ایمان نہیں جس کے اندر امانت کی پاسداری نہیں، اور اس کا دین نہیں، جس کے اندر عہد و پیمان کی پابندی کا احساس نہیں۔“

(۴۰)..... ایمان اور ریا کاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَبْطُلُوا صِدْقَتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ﴾

❶ مسند أحمد بن حنبل: ۱۲/۱۳۵. شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ”جید“ کہا ہے۔ تعلیقات الألبانی علی المشکوٰۃ.

كَالَّذِي يُنْفِقُ مِمَّا لَهٗ رِثَاءُ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ
 الْآخِرِ ۗ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ
 فَتَرَكَهُ صَلْدًا ۗ لَا يَقْدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوا ۗ وَ اللّٰهُ لَا
 يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ﴿٣٢٣﴾ (البقرة: ٢٦٤)

”اے ایمان والو! اپنی خیرات کو احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو، اس شخص کی جو اپنا مال دکھلاوے کے لیے خرچ کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے اور نہ قیامت پر، کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے، جس پر تھوڑی سی مٹی ہو، پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے۔ ان ریاکاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کی قوم کو (سیدھی) راہ نہیں دکھاتا۔“

اس آیت میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ احسان جتلانا اور ریاکاری کے لیے خرچ کرنا یہ اہل ایمان کا شیوہ نہیں ہے بلکہ یہ کام منافق لوگوں کا ہے۔ پھر ریاکاری کی نیت سے خرچ ہونے والے مال کو ایک ایسی چٹان سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس پر مٹی ہے اور آدمی اس میں پیداوار کی خاطر بیج بودے لیکن بارش کا ایک جھٹکا، بیج سمیت مٹی کی صفائی کے لیے کافی ہے۔ یعنی جس طرح بارش اس پتھر پر موجود بیج کے لیے نفع مند ثابت نہیں ہوئی، بعینہ اسی طرح ایک ریاکار انسان کے جو اعمال ہیں اس کے لیے آخرت میں بالکل سود مند نہیں ہوں گے۔

ریاکاری پر تفصیلاً بات ”شرب اصغر“ کی بحث میں ہو چکی ہے۔

(۴۱).....ایمان اور بخشش

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
 وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ

رَحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ
الْجَحِيمِ ۝ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنِ الَّتِي وَعَدْتَهُ وَمَنْ صَلَحَ
مِنْ آبَائِهِمْ وَازْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ
الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝ ﴿المؤمن: ۷-۹﴾

”عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے فرشتے اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں ہمیشگی والی جنتوں میں داخل کر جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں، بیویوں اور اولاد میں سے (بھی ان) کو جو نیک عمل ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن تو نے جسے برائیوں سے بچا لیا اس پر تو نے رحمت کر دی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔“

ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِي مُؤْمِنًا وَلِلْمُؤْمِنِينَ
وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَلَا تَزِدِ الظَّالِمِينَ إِلَّا تَبَارًا﴾ ﴿نوح: ۲۸﴾

”اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ اور جو ایمان کی حالت میں میرے گھر میں آئے اور تمام مؤمن مردوں اور عورتوں کو بخش دے اور کافروں کو سوائے بربادی کے اور کسی چیز میں نہ بڑھا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا

الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾ (الحشر: ١٠)

”اور جو لوگ ان کے بعد آئیں وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں۔ اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال، اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَابِقُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۗ أَعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۗ ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢١﴾﴾

(الحديد: ٢١)

”(آؤ) دوڑو اپنے رب کی مغفرت کی طرف اور اس جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان و زمین کی وسعت کے برابر ہے۔ یہ ان کے لیے بنائی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أُو۟سِب۟خ۟كُم۟ بِخَي۟رِ مِّن۟ ذٰلِكُم۟ ۗ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّٰتٌ تَج۟رِي مِن۟ تَح۟تِهَا ال۟ان۟هٰرُ خٰلِدِي۟نَ فِي۟هَا وَ اَز۟وَٰجٌ مُّطَهَّرٰتٌ وَ رِض۟وَانٌ مِّن۟ اللّٰهِ ۗ وَ اللّٰهُ بَصِي۟رٌۢ بِالْعٰبَادِ ﴿١٥﴾ الَّذِي۟نَ يَق۟و۟لُو۟نَ رَبَّنَا اِن۟نَّا فَاع۟فِر۟لَنَا ذُنُوبَنَا وَ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٦﴾﴾ (آل عمران: ١٥-١٦)

”آپ کہہ دیجیے کیا میں تمہیں اس سے بہت ہی بہتر چیز بتاؤں؟ متقی لوگوں کے لیے ان کے رب کے ہاں جنتیں ہیں جن کے نیچے سے نہریں بہ رہی ہیں، جن

میں وہ ہمیشہ رہیں گے، اور پاکیزہ بیویاں اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی ہے۔ سب بندے اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہیں، جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب! ہم ایمان لائے اس لیے ہمارے گناہ معاف فرما! اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔“

ایمان ایک ایسی نعمت ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کے بہت ہی قریب کر دیتی ہے۔ پھر اگر انسان کا ایمان اعمالِ صالحہ سے مزین اور کبائر کے ارتکاب سے پاک ہو تو اس کی زندگی کے چھوٹے چھوٹے گناہ اللہ تعالیٰ خود ہی معاف کرتے چلے جاتے ہیں، پھر سب سے بڑا انعام ان فرشتوں کی دعائے مغفرت کی صورت میں ایمان والوں کو مل رہا ہے جو عرشِ الہی کو تھامے ہوئے رب کی حمد و تسبیح کے ساتھ ایمان والوں کی بخشش کی دعائیں بھی کر رہے ہیں۔

(۴۲)..... ایمان اور جہنم سے چھٹکارا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَمًا وَ قُعُودًا وَ عَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَ الْأَرْضِ ۗ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَذَا بَاطِلًا ۗ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿١٩١﴾ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تَدْخِلُ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ ۗ وَ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ﴿١٩٢﴾ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا ۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَ تَوَقَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ﴿١٩٣﴾ رَبَّنَا وَ آتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْوَعْدَ ﴿١٩٤﴾﴾ (آل عمران: ۱۹۱-۱۹۴)

”جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور اپنی کروٹوں پر لیٹے ہوئے کرتے ہیں اور آسمانوں و زمین کی پیدائش میں غور و فکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں: اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ بے فائدہ نہیں بنایا، تو پاک ہے، پس ہمیں آگ کے عذاب

سے بچالے۔ اے ہمارے پالنے والے! تو جسے جہنم میں ڈالے یقیناً تو نے اسے رسوا کیا، اور ظالموں کا مددگار کوئی نہیں۔ اے ہمارے رب! ہم نے سنا کہ منادی کرنے والا آواز بلند ایمان کی طرف بلا رہا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، پس ہم ایمان لائے۔ یا الہی! اب تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہماری برائیاں ہم سے دُور کر دے اور ہماری موت نیکوں کے ساتھ کر۔ اے ہمارے پالنے والے معبود! ہمیں وہ دے جس کا وعدہ تو نے ہم سے اپنے رسولوں کی زبانی کیا اور ہمیں قیامت کے دن رسوا نہ کر، یقیناً تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِينَ إِلَى الرَّحْمَنِ وَفَدًّا^(۸۵) وَ نَسُوقُ الْمُجْرِمِينَ إِلَىٰ جَهَنَّمَ وِرْدًا^(۸۶)﴾ (مریم: ۸۵-۸۶)

”جس دن ہم پرہیزگاروں کو اللہ رحمان کی طرف بطور مہمان کے جمع کریں گے۔ اور گناہگاروں کو سخت پیاس کی حالت میں جہنم کی طرف ہانک لے جائیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

”وَفَدًّا، وَافْدًا کی جمع ہے، جیسے رَكْبٌ رَاكِبٌ کی جمع ہے، مطلب یہ ہے کہ اُنھیں اونٹوں، گھوڑوں پر سوار کرا کے نہایت عزت و احترام سے جنت کی طرف لے جایا جائے گا۔ وِرْدًا کے معنی پیاس سے، اس کے برعکس مجرمین کو بھوکا پیاسا جہنم میں ہانک دیا جائے گا۔“ (تفسیر احسن البیان)

اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأَنَاسًا مَاهُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ . قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَىٰ غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطُونَهَا فَوَاللَّهِ إِنَّ وَجْوهَهُمْ

لَنُورَهُ وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا يَحْزَنُونَ
إِذَا حَزَنَ النَّاسُ ، وَقَرَأْ هَذِهِ الْآيَةَ: ﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ
عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ۝﴾ (يونس: ۶۲) ❶

”یقیناً اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو کہ نبی اور شہید تو نہیں ہیں، لیکن انبیاء
و شہداء قیامت کے دن ان کی اللہ کے ہاں قدر و منزلت کی بناء پر ان پر رشک
کریں گے۔ صحابہ کرام نے فرمایا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ ہمیں ان
کے بارے میں بتائیں گے؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا: ”وہ لوگ بغیر کسی رشتہ
داری اور ایک دوسرے سے مال حاصل کرنے کی وجہ سے نہیں صرف اللہ کے حکم
کی وجہ سے باہم محبت کریں گے۔ پس اللہ کی قسم! یقیناً ان کے چہرے نور (سے
منور) ہوں گے، اور یقیناً وہ خود بھی نور پر ہوں گے، (روزِ قیامت) جب لوگ
خوف زدہ اور غمگین ہوں گے، وہ خوف دہ نہ ہوں گے نہ غمگین۔ اور آپ ﷺ
نے یہ آیت تلاوت کی: ”خبردار! اللہ کے اولیاء پر نہ کوئی خوف ہوگا، نہ وہ غمگین
ہوں گے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ
تَعَالَى: أَخْرَجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ
إِيمَانٍ ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدْ اسْوَدُّوا فَيَلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ
الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ . فَيَنْبَتُونَ كَمَا تَنْبَتُ الْحَبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ ، أَلَمْ
تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً .)) ❷

”جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے، تو اللہ تعالیٰ

❶ سنن أبي داؤد، كتاب البيوع، باب في الرهن، رقم: ۳۵۲۷۔ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح غیرہ“ کہا ہے۔

❷ صحیح البخاری، كتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان في الأعمال، رقم: ۲۲۔

ارشاد فرمائیں گے: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو، اس کو دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے، (یہاں راوی مالک کو شک ہو گیا ہے) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔“

یہ اہل ایمان ہی کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو جہنم سے نجات دلائیں گے، یہاں تک کہ جس انسان کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہوا، وہ کسی نہ کسی طرح مشیتِ ایزدی سے جہنم سے چھٹکارا حاصل کر لے گا۔ اور جن کے پاس ایمان کی زیادتی ہوگی ان کو تو اللہ تعالیٰ جہنم کی لو بھی نہیں لگنے دیں گے۔

یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نجات کا دار و مدار ایمان پر ہے۔ جس انسان کے پاس ایمان ہے، اسے نجات ملے گی، مگر اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات اعمال ہی سے ملیں گے، جس قدر انسان کے اعمال اچھے ہوں گے، اس قدر اس کو جنت میں زیادہ عزت و احترام سے نوازا جائے گا۔

(۴۳).....ایمان اور عزت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَقُولُونَ لَيْنَ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ وَ لِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۝۸ ﴾ (المنافقون: ۸)

”یہ (منافقین) کہتے ہیں کہ اگر ہم اب لوٹ کر مدینہ جائیں گے تو عزت والا وہاں سے ذلت والے کو نکال دے گا، سنو! (ذرا غور سے سنو!) عزت تو

صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول اور ایمان والوں کے لیے ہے، لیکن یہ منافق نہیں جانتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾

(آل عمران: ۱۳۹)

”تم نہ سستی دکھاؤ اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان والے ہو۔“

ایک عزت اور بزرگی تو وہ ہے جو ایک انسان کو بلحاظ انسان حاصل ہے، لیکن اگر وہ صاحب ایمان ہو تو عزت و شرف کی انتہائی بلندیوں پر فائز ہو جاتا ہے۔ اور اللہ کی نظر میں نہایت معزز و محترم ٹھہرتا ہے۔ اسے دنیا میں غلبہ اور مقام قیادت و سیادت نصیب ہوتا ہے۔ اس کا ہر فعل اصلاح اعمال کا معیار اور ہر قول محکم و معتبر ہوتا ہے۔ اس کی رضامندی اور ناراضگی خالصتاً اللہ کے لیے ہوتی ہے۔ غرض یہ ایمان ہے جو انسان کو سطح خاک سے اٹھا کر اوج افلاک پر پہنچا دیتا ہے۔

وَمِمَّا زَادَنِي شَرَفًا وَعِزًّا وَلِدْتُ بِأَحْمَصِي أَطَا الثُّرَبَا

آج ہم عزت کا معیار دنیاوی جاہ و جلال اور حسب و نسب کو سمجھتے ہیں، حالانکہ عزتوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اور معزز بھی وہی ہے، جسے وہ معزز سمجھے نہ کہ وہ جو اپنے آپ کو معزز یا اہل دنیا جس کو معزز سمجھیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں عزت والے صرف اور صرف اہل ایمان ہوں گے۔

(۴۴)..... ایمان اور آپس میں محبت

اہل ایمان خواہ مرد ہوں یا عورتیں ایک دوسرے کے معاون و مددگار اور دوست ہوتے ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے صدق دل سے ایمان لانے کا، اس ضمن میں چند قرآنی آیات اور احادیث ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ طَائِفَتَيْنِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اقْتَتَلُوا فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا ۚ فَإِنْ بَغَتْ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَىٰ فَقَاتِلُوا الَّتِي تَبْغِي حَتَّىٰ تَفِئَءَ إِلَىٰ أَمْرِ اللَّهِ ۚ فَإِنْ فَاءَتْ فَأَصْلِحُوا بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَأَقْسِطُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝۹﴾ اِمَّا الْمُؤْمِنُونَ اِحْوَةٌ فَاَصْلِحُوا بَيْنَ اٰخْوِيكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ﴿۱۰﴾ ﴿

(الحجرات: ۹-۱۰)

”اور اگر مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان میں میل ملاپ کرادیا کرو، پھر اگر ان دونوں میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو تم (سب) اس گروہ سے جو زیادتی کرتا ہے، لڑو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے، پس اگر وہ لوٹ آئے تو پھر انصاف کے ساتھ صلح کروادو۔ اور عدل کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ (یاد رکھو!) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں، پس اپنے دو بھائیوں میں میل ملاپ کرادیا کرو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝۷۱﴾ (التوبة: ۷۱)

”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست ہیں۔ وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی بات

مانتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ غلبے اور حکمت والے ہیں۔“

اور سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمُؤْمِنُ لِمُؤْمِنٍ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ اَصْبَاحِهِ)) ❶

”ایک مومن دوسرے مومن کے لیے اس طرح ہے جیسے عمارت کہ اس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تھامے رکھتا ہے، (گرنے نہیں دیتا) پھر آپ ﷺ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کیں، (یعنی پینچی کی طرح کر لیا۔)“

سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادُّهِمْ وَتَرَاحِمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ، تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحَمَى .)) ❷

”مومنوں کی مثال آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کرنے اور رحم کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے کہ جب جسم کے ایک عضو کو تکلیف ہوتی ہے، تو سارا جسم تکلیف میں ہوتا ہے، ایسے کہ نیند اڑ جاتی ہے، اور جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ .)) ❸

❶ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب تعاون المؤمنین بعضهم بعضاً، رقم: ۶۰۲۶، ۴۸۱، صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ۲۵۸۵.

❷ صحیح البخاری، کتاب الأدب، باب رحمة الناس بالبهائم، رقم: ۶۵۱۱، صحیح مسلم، کتاب البر والصلوة، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، رقم: ۲۵۸۶.

❸ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من الإیمان ان یحب لأخیه ما یحب لنفسه، رقم: ۱۳، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان ان یحب لأخیه، رقم: ۴۵ / ۷۱.

”تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ پسند نہ کرے، جو وہ اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“

ایمانی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اخوتِ اسلامی کا نام دیا ہے تو جب ایمان والے آپس میں بھائی بھائی ہوں گے تو ان سب کی اصل ایمان ہے اور اس اصل (ایمان) کا تقاضا ہے کہ ایک ہی دین پر ایمان رکھنے والے ایک دوسرے کے دست و بازو اور مونس و خیر خواہ بن کر رہیں۔
بقول شاعر

اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی
یہی مقصودِ فطرت ہے یہی رمزِ مسلمانی

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی باہمی محبت کو عمارت سے تشبیہ دی کہ جس طرح عمارت کے پتھر ایک دوسرے کو تھامے رہتے ہیں، ایسے ہی مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے کی قوتِ بازو ہونا چاہیے۔ ایک مسلمان پر کہیں ظلم ہو تو دوسرے اس کی امداد کو اٹھ کھڑے ہوں۔
کاش! امتِ مسلمہ اپنے پیارے رسولِ مقبول ﷺ کی اس پیاری نصیحت کو یاد رکھتی تو آج یہ تباہ کن حالات نہ دیکھتے پڑتے کہ

نہیں دستیاب اب دو ایسے مسلمان
کہ ہوا ایک کو دیکھ کر ایک شاداں

(۴۵).....ایمان اور اخلاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظَّيْنِ وَالْغَيْظِ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾ (۱۳۳)

(آل عمران: ۱۳۴)

”جو لوگ آسانی میں اور تنگی کے موقع پر بھی اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں،

غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ ان نیک کاروں سے محبت کرتا ہے۔“

اخلاق حسنہ کی اہمیت و فضیلت درج ذیل احادیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا .)) ❶

”مؤمنین میں سب سے زیادہ کامل ترین ایمان والا وہ ہے، جس کا اخلاق اچھا ہے۔“

سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ شَيْءٍ أَثْقَلَ فِي مِيزَانِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ وَإِنَّ اللَّهَ لَيَبْعِضُ الْفَاحِشَ الْبِدِيَّ .)) ❷

”مومن بندے کے میزان میں قیامت کے دن اچھے اخلاق سے وزنی کوئی چیز

نہ ہوگی، اور اللہ تعالیٰ بدکار اور بدکلام آدمی کو ناپسند فرماتا ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((سُئِلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ، قَالَ: تَقْوَى

اللَّهِ وَحُسْنُ الْخُلُقِ . وَسُئِلَ عَنْ أَكْثَرِ مَا يَدْخُلُ النَّاسَ النَّارَ .

قَالَ: الْقَمُ وَالْفَرْجُ .)) ❸

”رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سی چیز لوگوں کو کثرت سے جنت

میں داخل کرے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا ڈر اور اچھا اخلاق۔ اور آپ

❶ سنن أبي داؤد، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه، رقم: ٤٦٨٢، مسند أحمد:

٢٥٠ / ١٢، صحيح ابن حبان، رقم: ٤٧٩، شرح السنة: ٢٣٤١. شيخ الباني رحمه الله نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

❷ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٢، سلسلة الصحيحة،

رقم: ٨٧٦.

❸ سنن الترمذی، كتاب البر والصلة، باب ماجاء في حسن الخلق، رقم: ٢٠٠٤. الباني رحمه الله نے اسے

”حسن الإسناد“ کہا ہے۔

سے پوچھا گیا: کس وجہ سے زیادہ لوگ جہنم میں جائیں گے (یعنی جہنم میں لے کر جانے والی کون سی چیز ہوگی؟) آپ ﷺ نے فرمایا: (انسان کی) زبان اور شرمگاہ۔“

اچھا اخلاق ایک ایسی صفت ہے جس سے انسان کائنات کو تسخیر کر سکتا ہے، انسان کا اچھا برتاؤ دکھی دل کو راحت پہنچا سکتا ہے، اور حُسنِ اخلاق مردہ دل انسان کو نئی زندگی سے ہمکنار کر سکتا ہے، کیوں کہ اخلاق ایک ایسی چیز ہے جس سے سخت دلوں کو نرم اور ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑا جاسکتا ہے۔ اور اچھا خلق ایمان کو مزین کر دیتا ہے۔ اور اس جہاں میں انسان کے وقار اور قد کاٹھ کو بڑھاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حسنِ اخلاق پر اس قدر زور دیا گیا ہے کہ خود رسول اللہ ﷺ نے اپنے بارے فرمایا: ((بُعِثْتُ لِأَتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ .)) ”کہ مجھے بہتر اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے۔“ گویا سارے دین اسلام کی اساس اچھا اخلاق ہے۔

(۴۷).....ایمان اور شرم و حیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيْمَانُ بِضْعٌ وَسَبْعُونَ أَوْ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً ، فَأَفْضَلُهَا قَوْلٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةُ الْأَذَى عَنِ الطَّرِيقِ ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيْمَانِ .))^①

”ایمان کے ستر سے کچھ اوپر یا ساٹھ سے کچھ اوپر (یہاں راوی کو شک ہوا ہے) اجزاء ہیں، ان میں افضل ترین لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے اور سب سے ادنیٰ تکلیف دینے والی چیز کوراہتے سے ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان میں شامل ہے۔“

① صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب امور الایمان، رقم: ۹، صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب

بیان عدد شعب الایمان وأفضلها وأذناها، رقم: ۵۸ / ۳۵ واللفظ له.

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:

((أَنْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ عَلَى رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ ، وَهُوَ يَعِظُ أَخَاهُ فِي

الْحَيَاءِ . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : دَعَهُ فَإِنَّ الْحَيَاءَ مِنَ الْإِيمَانِ .))^①

”ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ ایک انصاری شخص کے پاس سے گزرے کہ وہ اپنے

ایک بھائی سے کہہ رہا تھا کہ تم اتنی شرم کیوں کرتے ہو؟ آپ نے اس انصاری

سے فرمایا: اس کو اس کے حال پر رہنے دو، کیوں کہ حیاء بھی ایمان ہی کا حصہ ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِكُلِّ دِينٍ خُلُقًا ، وَخُلُقُ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ .))^②

”ہر مذہب میں ایک اچھی صفت ہے اور اسلام کی صفت شرم و حیاء ہے۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا كَانَ الْفُحْشُ فِي شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ ، وَمَا كَانَ الْحَيَاءُ فِي

شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ .))^③

”بے حیائی جس چیز میں بھی ہو اس کو بدزیب بنا دیتی ہے اور حیاء ہر چیز کو زینت

دے دیتی ہے۔“

حیاء طبیعت کے انفعال کو کہتے ہیں۔ یعنی کسی ایسے کام کے نتیجہ میں پیدا ہو جو کام عرفاً یا

شرعاً مذموم، برا اور بے حیائی سے متعلق سمجھا جائے۔ حیاء و شرم ایمان کا اہم ترین درجہ ہے۔ بلکہ

جملہ اعمال خیرات کا مخزن ہے۔ اسی لیے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب الحياء من الإیمان، رقم: ۲۴، ۶۱۱۸، صحیح مسلم،

کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان وأفضلها وأدناها، رقم: ۳۶ / ۵۹.

② سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب الحياء، رقم: ۴۱۸۱، سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۶۹۴۰.

③ سنن الترمذی، کتاب البر والصلة، باب ماجاء فی الفحش، رقم: ۱۹۷۴۔ اسے علامہ البانی نے ”صحیح“

کہا ہے، سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب الحياء، رقم: ۴۱۸۵، مسند أحمد: ۱۶۵ / ۳، مصنف

عبدالرزاق، رقم: ۲۵۱۴۵، شرح السنة للبخاری، رقم: ۳۵۹۶، ابن حبان، رقم: ۵۵۱.

((إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ الْأُولَى: إِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ،
فَأَصْنَعْ مَا شِئْتَ.)) ❶

”کہ پہلی نبوتوں کے احکام سے جو چیز لوگوں نے پائی ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب تو حیا کا دامن چھوڑ دے تو جو جی میں آئے کرتا رہ۔“

اس حدیث مبارکہ میں یہ وضاحت فرمائی گئی ہے کہ حیاءِ سیدنا آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ سے لے کر سیدنا عیسیٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ تک ہر جگہ موجود رہی ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ حیاءِ دار انسان برائی کے ارتکاب سے دُور رہتا ہے۔ جب کہ حیاءِ کا دامن چھوڑ دینے والا ہر قسم کی بے ہودگی کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ عربی شاعر نے بڑی خوبصورت بات کی ہے

إذا المرء لم يدنس بن اللؤم عرضه

فكل رداء يرتديه جميل

”جب لعنت و ملامت سے کسی انسان کی عزت پر حرف نہ آئے تو وہ جو بھی لباس پہن لے خوبصورت ہے۔“

(۴۸)..... ایمان اور صبر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ ۗ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ❶ ۝ وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ ۚ وَلَكِنَّ لَّا تَشْعُرُونَ ❷ ۝ وَلَا تَحْسَبُوا أَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصِ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَالْبَشِيرِ الصَّابِرِينَ ❸ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُمُ مُصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ❹ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ

❶ صحیح البخاری، کتاب الادب، رقم: ۶۱۲۰.

مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةً ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٤﴾

(البقرة: ۱۵۳-۱۵۷)

”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعے مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے شہیدوں کو مردہ مت کہو کیونکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم شعور نہیں رکھتے، اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دیجیے، جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ ان پر ان کے رب کی رحمتیں اور نوازشیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

”انسان کی دو حالتیں ہوتی ہیں: آرام و راحت (نعمت) کی یا تکلیف و پریشانی کی نعمت میں شکر الہی کی تلقین اور تکلیف میں صبر اور اللہ سے استعانت کی تاکید ہے۔ صبر کی دو قسمیں ہیں: ایک محرّمات اور معاصی کے ترک اور اس سے بچنے پر اور لذتوں کے قربان اور عارضی فائدوں کے نقصان پر صبر۔ دوسرا احکام الہیہ کے بجالانے میں جو مشقتیں اور تکلیفیں آئیں، انہیں صبر و ضبط سے برداشت کرنا۔“

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْعَصْرِ ۝١ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ ۝٢ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَّصُوا بِالحَقِّ ۚ وَتَوَّصُوا بِالصَّبْرِ ۝٣ ﴾

(سورة العصر)

”زمانے کی قسم! بے شک انسان سراسر نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے

جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور جنہوں نے آپس میں حق کی وصیت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔“

سیدنا صحیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجَبًا لَأَمْرِ الْمُؤْمِنِ ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ ، وَلَيْسَ ذَلِكَ لِأَحَدٍ إِلَّا لِمُؤْمِنٍ ، إِنَّ أَصَابَتَهُ سِرَاءٌ شَكَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ ، وَإِنْ أَصَابَتَهُ ضَرَاءٌ صَبَرَ ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ .))^①

”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے، اگر اسے خوشی پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اس میں اس کے لیے خیر ہے۔ اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، اس حالت میں بھی اس کے لیے خیر ہے۔“

اور سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ النَّاسِ مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَقَّى لَهُ ثَلَاثٌ ، لَمْ يَلْعُغُوا الْحِنْتَ إِلَّا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ .))^②

”اگر کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں جو بلوغت کو نہ پہنچے ہوں تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے نتیجے میں جو ان بچوں سے وہ رکھتا ہے، مسلمان (بچے کے ماں، باپ) کو بھی جنت میں داخل کرے گا۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: ابْنُ آدَمَ إِنْ صَبِرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدَمَةِ الْأُولَى ، لَمْ أَرْضَ لَكَ ثَوَابًا دُونَ الْجَنَّةِ .))^③

① صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفائق، باب المؤمن امرأة كله خير، رقم: ۲۹۹۹۔

② صحیح البخاری، کتاب الجنائز، باب فضل من مات له ولد فاحتسب، رقم: ۱۲۴۸، ۱۳۸۱۔

③ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، باب فی الصبر علی المصیبة، رقم: ۱۵۹۷، مسند أحمد بن حنبل:

۲۵۸/۱۵، الأدب المفرد: ۵۳۵۔ اسے علامہ البانی نے ”حسن“ کہا ہے۔“

”اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے فرزندِ آدم! اگر تو نے شروعِ صدمہ میں صبر کیا اور میری رضا اور ثواب کی نیت کی تو میں تجھے جنت عطا کر کے ہی راضی ہوں گا۔“
اس دنیا میں بہت کچھ ایسا ہوتا ہے جو طبعِ انسانی پر ناقابلِ بیان حد تک ناگوار گزرتا ہے۔ اور اس کی آرزوؤں اور امنگوں کو خاک میں ملا کر رکھ دیتا ہے۔

جب ایک عام انسان کی کیفیت یہ ہے تو مؤمن آدمی تو مصائب و آلام کی بھٹی سے گزر کر کندن بنتے ہیں۔ جو ان مصائب میں صبر کا دامن نہیں چھوڑتے وہ عند اللہ مقرب بن جاتے ہیں اور جن کے پاؤں ڈگمگا جاتے ہیں وہ گھاٹے میں رہتے ہیں۔

(۴۹)..... ایمان اور پاکیزگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا وَإِنْ كُنْتُمْ مَرْضَىٰ أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ أَوْ جَاءَ أَحَدٌ مِّنْكُمْ مِنَ الْغَائِطِ أَوْ لَبَسْتُمُ النِّسَاءَ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَبُّوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَٰكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ﴿٥﴾ (المائدة: ٦)

”اے ایمان والو! جب تم نماز کے لیے اٹھو تو اپنے منہ کو، اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھولو، اپنے سروں کا مسح کرو، اور اپنے پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھولو، اور اگر تم جنابت کی حالت میں ہو تو غسل کر لو، ہاں اگر تم بیمار ہو یا سفر کی حالت میں ہو یا تم میں سے کوئی حاجتِ ضروری سے فارغ ہو کر آیا ہو، یا تم عورتوں سے ملے ہو اور تمہیں پانی نہ ملے تو تم پاک مٹی سے تیمم کر لو، اسے اپنے چہروں پر اور

ہاتھوں پر مل لو اور اللہ تعالیٰ تم پر کسی قسم کی تنگی نہیں ڈالنا چاہتا بلکہ اس کا ارادہ تمہیں پاک کرنے کا ہے، اور تمہیں اپنی پوری نعمت دینے کا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ يَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ ۗ قُلْ هُوَ أَذَىٰ ۖ فَأَعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ ۗ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ ۗ فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

”آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو اور جب تک وہ پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہ جاؤ، ہاں جب وہ پاک ہو جائیں تو ان کے پاس جاؤ، جہاں سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے، اللہ توبہ کرنے والوں کو اور پاک رہنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

ان آیات میں غور کرنے سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ جس طرح پاکیزگی نفس ایک نعمت ہے، ٹھیک اسی طرح پاکیزگی جسم بھی ایک نعمت ہے۔ انسان پر اللہ تعالیٰ کی نعمت اس وقت مکمل ہو سکتی ہے جب کہ نفس و جسم دونوں کی طہارت و پاکیزگی ہو۔

سیدنا ابوماک اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَلطَّهْوَرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَأُ الْمِيْزَانَ)) ❶

”پاکیزگی نصف ایمان ہے، اور ”الحمد للہ“ ترازو کو بھر دیتا ہے۔ (آگے

طویل حدیث ہے۔)“

انسانی زندگی کی بقا کے لیے پاکیزگی نہایت ہی اہم ہے۔ اگر انسان صفائی، ستھرائی کو چھوڑ کر غلاظت میں لت پت رہتا ہے تو اس سے پیدا ہونے والے تعفن کی وجہ سے کوئی بھی

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارة، باب فضل الوضوء، رقم: ۲۲۳، مسند أحمد بن حنبل: ۳۴۲ / ۵، سنن دارمی، رقم: ۶۵۳.

اس کے قریب نہیں جائے گا۔ اگر انسان مؤمن و مسلمان ہے تو اس سے اس کا ایمان صفائی کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ مؤمن کی زندگی ایک ایسے پھول کی مانند ہے، جو جہاں بھی جاتا ہے، اپنی مہک سے دوسروں کو معطر کرتا چلا جاتا ہے۔ اور یہ کیفیت اسی وقت پیدا ہوگی جب پاکیزگی کا خیال رکھا جائے گا۔

(۵۰).....ایمان اور مسجد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِمَّا يَعْزُرُ مَسْجِدَ اللّٰهِ مَنْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاَتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَعَسَىٰ اُولٰٓئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ ﴾ (التوبة: ۱۸)

”اللہ کی مسجدوں کی رونق اور آبادی تو ان کے حصے میں ہے، جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں، نمازوں کے پابند ہوں، زکوٰۃ دیتے ہوں، اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرتے ہوں، توقع ہے کہ یہی لوگ یقیناً ہدایت یافتہ ہیں۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اللہ کے گھر کی آبادی مومنوں کے ہاتھوں ہوتی ہے، پس جس کے ہاتھ سے مسجدوں کی آبادی ہو اس کے ایمان کا قرآن گواہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ مسجدوں کی آبادی کرنے والے اللہ کے اور قیامت کے ماننے والے ہی ہوتے ہیں۔“

مزید لکھتے ہیں:

”اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بیان ہے کہ مسجدیں اس زمین پر اللہ تعالیٰ کا گھر ہیں جو یہاں آئے اللہ پر حق ہے کہ اس کی عزت کرے۔“ (تفسیر ابن کثیر)

مسجد کے معنی سجدہ گاہ کے ہیں۔ سجدہ بھی ایک رکن نماز ہے، اس لیے نماز پڑھنے کی جگہ کو

مسجد کہا جاتا ہے۔ مساجد کو آباد کرنا، اس کی صفائی اور سٹھرائی کا خیال رکھنا، ان میں ذکر الہی کی محافل کا انعقاد کرنا، یہ مسلمانوں ہی کا کام ہے، لیکن افسوس آج کل مسلمانوں کا تعلق مسجدوں سے صرف تزئین و آرائش کی حد تک رہ گیا ہے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مساجد بڑی اور خوبصورت بنا رہے ہیں، جب کہ یہی مساجد نمازیوں کو ترستی دکھائی دیتی ہیں۔

مسجد تو بنا دی شب بھر میں ایمان کی حرارت والوں نے
من اپنا پرانا پاپی ہے، برسوں سے نمازی بن نہ سکا

(۵۰).....ایمان اور ذکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ۝۳۱ وَ سَبِّحُوهُ
بُكْرَةً وَّ آصِيلاً ۝۳۲ هُوَ الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْكُمْ وَ مَلَائِكَتُهُ
لِيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۝ وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ۝۳۳
تَجِيئَتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ ۝ وَ أَعَدَّ لَهُمْ أَجْرًا كَرِيمًا ۝۳۴﴾

(الاحزاب: ۴۱-۴۴)

”اے ایمان والو! اللہ کا ذکر بہت زیادہ کرو اور صبح و شام اس کی پاکیزگی بیان کرو۔ وہی ہے جو تم پر اپنی رحمتیں بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے (تمہارے لیے دُعائے رحمت کرتے ہیں) تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے اُجالوں کی طرف لے جائیں اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بہت ہی مہربان ہے۔ جس دن یہ (اللہ تعالیٰ سے) ملاقات کریں گے، ان کا تحفہ سلام ہوگا، ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے باعزت اجر تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِينَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَ

الْقَنِينِ وَالْقَنِينِ وَالْقَنِينِ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ
 الصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ
 وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ وَالصُّبْرِينَ
 الذُّكْرَيْنِ اللَّهُ كَثِيرًا أَوْ الذُّكْرَيْنِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا
 عَظِيمًا ﴿٣٥﴾ (الاحزاب: ٣٥)

” بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں، مومن مرد اور مومن عورتیں، فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں، راست باز مرد اور راست باز عورتیں، صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں، خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں، روزے رکھنے والے مرد اور روزے رکھنے والی عورتیں، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں، ان سب کے لیے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کی یاد دلوں کو زندگی بخشی ہے اور غافل انسان کو مستعد کرتی ہے، حدیث میں ذکر کرنے والے انسان کو زندگی اور نہ ذکر کرنے والے کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے، تو جس طرح انسانی ڈھانچہ کی زندگی کھانے پر منحصر ہے۔ اگر کھانا نہ ملے تو اس ڈھانچہ پر موت طاری ہو جاتی ہے یعنی روح ہے اور اس کی غذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ذکر ہے اگر اسے یہ غذا نہ ملے تو اس پر موت طاری ہو جاتی ہے، چاہے اس کا ظاہر خول (جسم) کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو۔ ایمان والے اپنی روح کو تروتازہ رکھنے کے لیے ہر وقت اللہ کے ذکر میں لگے رہتے ہیں۔

(۵۲).....ایمان اور بھروسہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ لَنْ يُصِيبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَانَا وَعَلَىٰ

اللَّهُ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿٥١﴾ ﴿التوبة: ٥١﴾

”آپ فرمادیجیے کہ ہمیں سوائے اللہ کے ہمارے حق میں لکھے ہوئے کے کوئی چیز نہیں پہنچ سکتی، وہ ہمارا کارساز اور مولیٰ ہے۔ مومنوں کو تو اللہ کی ذات پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ هُمْ قَوْمٌ
 أَنْ يَبْسُطُوا إِلَيْكُمْ أَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ أَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۗ وَاتَّقُوا
 اللَّهَ ۗ وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١١﴾﴾ (المائدة: ١١)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو احسان تم پر کیا ہے، اسے یاد کرو جب کہ ایک قوم نے تم پر دست درازی کرنے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو تم تک پہنچنے سے روک دیا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیے۔“

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ
 يَتَهَجَّدُ قَالَ: اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
 وَمَنْ فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ
 فِيهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ
 وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ
 الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ
 وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ ﷺ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ،
 اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أُنَبْتُ
 وَبِكَ خَاصَمْتُ وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاعْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا

أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ .)) ❶

”سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کو تہجد کے لیے کھڑے ہوتے تو یہ دُعا پڑھتے (جس کا ترجمہ یہ ہے): ”اے میرے اللہ! ہر طرح کی تعریف تیرے ہی لیے زیبا ہے، تو آسمان اور زمین اور ان میں رہنے والی تمام مخلوق کا سنبھالنے والا ہے، اور تمام کی تمام حمد بس تیرے ہی لیے مناسب ہے۔ تو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کا نور ہے، اور تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں، تو آسمانوں اور زمین کا مالک ہے، اور تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں۔ تو سچا ہے، تیرا وعدہ سچا، تیری ملاقات سچی، تیرا فرمان سچا ہے، جنت سچ ہے، دوزخ سچ ہے، انبیاء (علیہم السلام) سچے ہیں، محمد ﷺ سچے ہیں، اور قیامت کا ہونا سچ ہے۔ اے میرے اللہ! میں تیرا ہی فرماں بردار ہوں اور تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ ہے، تیری ہی طرف رجوع کرتا ہوں، تیرے ہی عطا کیے گئے دلائل کے ذریعے بحث کرتا ہوں اور تجھی کو فیصلہ بناتا ہوں۔ پس جو خطائیں مجھ سے پہلے ہوئیں اور جو بعد میں ہوں گی ان سب کی مغفرت فرما، خواہ وہ ظاہر میں ہوئی ہوں یا پوشیدہ۔ آگے کرنے والا اور پیچھے رکھنے والا تو ہی ہے۔ معبود صرف تو ہی ہے یا (یہ کہا کہ) تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔“

اللہ تعالیٰ پر توکل و بھروسہ انسان کو دنیا و آخرت کے غموں اور پریشانیوں سے آزاد کر دیتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس انسان کے تمام کاموں کو آسان بنا دیتے ہیں۔ معاملات زندگی کی دشوار گزاریاں ہوں یا دشمن کے مقابلہ میں معرکہ حق و باطل، اگر ایمان والے اللہ پر مکمل بھروسہ

❶ صحیح البخاری، کتاب التہجد باللیل، رقم: ۱۱۲۰، ۷۴۴۲، ۷۳۸۵، ۶۳۱۷، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الأدعیۃ، رقم: ۲۷۱۷، مختصراً.

کر کے میدان میں اتر پڑیں تو اللہ تعالیٰ انہیں ہر میدان میں کامیاب و کامران فرماتا ہے۔

(۵۳)..... ایمان اور درودِ پاک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ
وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ (الاحزاب: ۵۶)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، نبی (ﷺ) پر رحمت بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم
(بھی) ان پر درود بھیجو اور خوب سلام (بھی) بھیجتے رہا کرو۔“

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سید عالم ﷺ کا بہت
زیادہ احترام کرتے ہیں تو ہم پر بھی واجب ہے کہ ہم بھی ہر وقت آپ ﷺ کا ایسا ہی اور
اس انداز میں احترام کریں۔

چنانچہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
(مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً وَاحِدَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ،
وَحُطَّتْ عَنْهُ عَشْرَ خَطِيئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَهُ عَشْرَ دَرَجَاتٍ .))^①
”جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمتیں نازل
فرمائے گا، دس گناہ معاف کرے گا اور دس درجے بلند فرمائے گا۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جس مجلس میں لوگ اللہ کا ذکر نہ کریں اور نبی اکرم ﷺ پر درود نہ بھیجیں تو وہ
مجلس قیامت کے دن ان کے لیے باعث حسرت ہوگی، اگرچہ وہ اعمالِ صالحہ اور

① سنن النسائي، كتاب السهو، باب الفضل في الصلوة على النبي ﷺ، رقم: ۱۲۹۸، مسند أحمد بن
حنبل: ۱۰۲/۳۔ اسے علامہ البانی نے ”صحیح“ کہا ہے۔

ثواب کی بنا پر جنت میں داخل بھی ہو جائیں۔“ ①

نبی کریم ﷺ پر دُرود و سلام بھیجنا ہر ایک مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے دونوں پر لازم ہے۔ نبی کریم ﷺ کی محبت دلوں میں جاگزیں کرنے اور اس میں ترقی و اضافہ کرنے والی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آپ کا ذکر جمیل کثرت سے کیا جائے اور آپ ﷺ پر بہت زیادہ دُرود پڑھا جائے۔ کیوں کہ اس سے ایک مسلمان کا دل ہمیشہ نبی ﷺ کے ذکر سے معمور ہوگا اور اس کی زبان نبی ﷺ پر دُرود سے تر ہوگی تو لازمی طور پر دل میں آپ ﷺ سے محبت بھی بڑھے گی۔

حدیث میں آتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! سلام کا طریقہ تو ہم جانتے ہیں (یعنی تشہد میں السلام علیک ایہا النبی پڑھتے ہیں) ہم دُرود کس طرح پڑھیں؟ اس پر آپ ﷺ نے نماز والا دُرود ابراہیم سکھایا۔ ②

اس کے علاوہ بھی نبی ﷺ سے کئی ایک دُرود منقول ہیں۔

ایک وضاحت:..... تاہم ”الصلوة والسلام علیک یا رسول اللہ“ ایک تو یہ نبی کریم ﷺ سے منقول نہیں ہے، دوم اس کا پڑھنے والا اس فاسد عقیدے سے پڑھتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اس کو براہ راست سنتے ہیں، جب کہ یہ عقیدہ سراسر خلاف قرآن و سنت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں متبع شریعت بنائے۔ آمین!

اللہ تعالیٰ ہمیں دُرود و سلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے جو دُرود و سلام نبی کریم ﷺ کی زبان اطہر سے ادا ہوئے ہیں اس میں اللہ کی رضا اور دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں۔

(۵۴)..... ایمان اور دعائے خیر

اہل ایمان کے لیے دُعائے خیر کرنا ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

① مسند أحمد بن حنبل: ۴۶۳ / ۲، سلسلۃ الصحیحۃ للألبانی: ۷۶۔

② صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله إن اللہ وملائکته یصلون علی النبی، رقم: ۴۷۹۷۔

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾﴾

(الحشر: ۱۰)

”اور ان کے لیے جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (اور دشمنی) نہ ڈال۔ اے ہمارے رب! بے شک تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔“

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ”اگر میرا بندہ مجھ سے سوال کرے تو میں اُسے ضرور دے دیتا ہوں اور اگر مجھ سے پناہ چاہے، تو میں اُسے ضرور پناہ دے دیتا ہوں۔“^①

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((الْأَقْرَبَنَّ صَلَاةَ النَّبِيِّ ﷺ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْنُتُ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِرَى مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَصَلَاةِ الْعِشَاءِ وَصَلَاةِ الصُّبْحِ بَعْدَ مَا يَقُولُ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمَدَهُ فَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ.))^②

”البتہ میں ضرور تمہیں نبی ﷺ کی نماز کے قریب کر دوں گا۔ چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور صبح کی نماز کی آخری رکعت میں قنوت کرتے تھے، ”سمع الله لمن حمدہ“ کے بعد مؤمنین کے حق میں دُعا کرتے اور کفار پر لعنت بھیجتے۔“

اہل ایمان کے لیے دُعا خیر کرنا ایمان اس کا تقاضا کرتا ہے۔ اور یہ مؤمنین کے

① صحیح بخاری، رقم: ۶۵۰۲۔

② صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب فضل ”اللهم ربنا لك الحمد“، رقم: ۷۹۷، ۸۰۴، ۶۹۴۰، ۴۵۹۸۔

اوصاف میں شامل ہے کہ وہ اپنے سے قبل ایمان والوں یعنی صحابہ کرام رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ، تابعین عظام اور آئمہ محدثین رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ کی بلندی درجات اور مغفرت کی رب سے التجاء کرتے ہیں۔

(۵۵).....ایمان اور برکت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ
وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝﴾

(الاعراف: ۹۴)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انھوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

اللہ تعالیٰ بیان فرما رہے ہیں کہ ایمان اور تقویٰ ایسی چیز ہے کہ اگر بستیوں میں رہنے والے اسے اپنالیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسمانوں و زمین کی برکات کھول دی جائیں کہ حسبِ ضرورت آسمان سے بارش کا نزول ہو، زمین انگوری اُگائے، نتیجتاً خوش حالی و فراوانی کا دور دورا ہو جائے۔ لیکن اس کے برعکس تکذیب و کفر کی روش اپنانے پر اقوام پر عذاب کے مسلط ہونے کی بھی بات کی ہے۔

(۵۶).....ایمان اور عہد و پیمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ ۗ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَيْعَةٌ
الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ ۗ
إِنَّ اللَّهَ يُحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝﴾ (المائدة: ۱)

”اے ایمان والو! عہد و پیمان پورے کرو، تمہارے لیے مویشی چوپائے حلال کیے گئے ہیں، بجز ان کے جن کے نام پڑھ کر سنا دیئے جائیں گے، مگر حالت احرام میں شکار کو حلال جاننے والے نہ بننا، یقیناً اللہ جو چاہے حکم کرتا ہے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”مسلمانو! اپنے معاہدے پورے کرو یعنی احکامِ الہی کی اطاعت کا جو عہد کر چکے ہو اسے سچائی کے ساتھ پورا کرو۔ سچائی کے ساتھ پورا کرنا یہ ہے کہ جن باتوں کے کرنے کا حکم دیا جائے کرو، جن سے روک دیا جائے رُک جاؤ۔“

(ترجمان القرآن: ۴۱۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ۗ وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ ۗ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ﴿۳۴﴾

(الاسراء: ۳۴)

”اور یتیم کے مال کے قریب بھی نہ جاؤ، بجز اس طریقہ کے جو بہت ہی بہتر ہو، یہاں تک کہ وہ اپنی بلوغت کو پہنچ جائے اور وعدے پورے کرو، کیونکہ قول و قرار کی باز پرس ہونی ہے۔“

درج بالا آیات اس بات کی طرف نشان دہی کرتی ہیں کہ ہر قسم کے وعدوں کو پورا کرنا ضروری ہے اور نقضِ عہد کی صورت میں باز پرس ہوگی، جو انسان وعدہ کی پاسداری کرتا ہے اور اسے پورا کرتا ہے تو جہاں عند اللہ اسے اجر و ثواب سے نوازا جاتا ہے، وہاں اس کا دنیا والوں کی نظروں میں بھی اعتماد بحال ہوتا ہے۔

(۵۷).....ایمان اور تحقیق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَأٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصِيبُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نُدْمِينَ ﴿٦﴾
 وَعَلِمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ
 الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي
 قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ أُولَٰئِكَ
 هُمُ الرُّشْدُونَ ﴿٧﴾ فَضَلَّأَ مِنَ اللَّهِ وَنِعْمَهُ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٨﴾﴾

(الحجرات: ٦-٨)

”اے ایمان والو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو، پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ، اور جان رکھو کہ تمہارے درمیان اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ بہت سے امور میں تمہاری اطاعت کرتے تو تم مشکل میں پڑ جاؤ گے، لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے، اور کفر، گناہ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔ اللہ کے احسان و انعام سے اور اللہ دانا، باحکمت ہے۔“

اس آیت کریمہ میں ایک نہایت ہی اہم اصول بیان کیا گیا ہے۔ جس کی انفرادی اور اجتماعی دونوں سطحوں پر نہایت اہمیت ہے۔ مومنوں کو نصیحت کی گئی ہے کہ جب کوئی فاسق، کوئی اہم خبر لے کر آئے تو جلدی نہ کرو، اور کوئی قدم اٹھانے سے پہلے اس کی پوری پوری تحقیق کر لو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم عجلت اور نادانی میں کسی قوم کو نقصان پہنچا دو اور بعد میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ فاسق کی خبر مردود ہے اور خبر دینے والا چاہے راوی ہو، شاہد ہو یا مفتی ہو، اس کا ثقہ، صدوق و مثبت ہونا ضروری ہے۔ اگر وہ ثقہ اور عادل ہے تو اس کی روایت مقبول ہے، چاہے وہ اکیلا ہی کیوں نہ ہو۔

(۵۸).....ایمان اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ
بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ
الزَّكَاةَ وَيُطِيعُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۗ أُولَٰئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللَّهُ ۗ إِنَّ
اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ (التوبة: ۷۱)

”مومن مرد و عورت آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار و معاون اور) دوست
ہیں، وہ بھلائیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں، نمازوں کو پابندی
سے بجالاتے ہیں، زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، اللہ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی
بات مانتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ بہت جلد رحم فرمائے گا، بے شک
اللہ غلبے والا اور حکمت والا ہے۔“

اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ نَبِيٍّ بَعَثَهُ اللَّهُ فِي أُمَّةٍ قَبْلِي، إِلَّا كَانَ لَهُ مِنْ أُمَّتِهِ
حَوَارِيُونَ، وَأَصْحَابٌ يَأْخُذُونَ بِسُنَّتِهِ وَيَقْتَدُونَ بِأَمْرِهِ، ثُمَّ
إِنَّهَا تَخْلِفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ، يَقُولُونَ مَا لَا يَفْعَلُونَ،
وَيَفْعَلُونَ مَا لَا يُؤْمَرُونَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِيَدِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ
جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهِ فَهُوَ مُؤْمِنٌ
وَلَيْسَ وَرَاءَ ذَلِكَ مِنَ الْإِيمَانِ حَبَّةٌ خَرَدَلٍ.)) ①

”مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جتنے انبیاء بھیجے ان کی امت میں ان کے خاص
مددگار ہوا کرتے تھے۔ جو اس نبی کے طریقے پر گامزن رہتے اور اس کا حکم

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، رقم: ۱۷۹.

مانتے، پھر ان کے بعد نالائق لوگ آئے وہ جو کہتے تھے اس پر خود عمل نہیں کرتے تھے۔ اور ایسے کام کرتے تھے جن کا انھیں حکم نہیں تھا، جس نے ایسے لوگوں کو ہاتھ سے روکا وہ مومن ہے، اور جس نے ان کو زبان سے روکا وہ (بھی) مومن ہے، اور جس نے ان کو دل سے برا جانا وہ بھی ایمان والا ہے۔ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہے۔“

جس طرح ایک ایمان والے انسان کا خود برائیوں سے بچنا ضروری ہے، اسی طرح اپنے دوسرے بھائیوں کی اصلاح کا فریضہ ادا کرنا اور ان کو برائیوں سے اجتناب برتنے کا کہنا بھی ضروری ہے۔ پھر برائی کو مٹانے کے تین طریقے خود نبی اکرم ﷺ نے بیان فرمادیئے ہیں۔ چنانچہ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .))^①

”تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہیں تو زبان سے اور اگر (زبان کی بھی) طاقت نہیں تو دل میں برا جانے اور یہ ایمان کا سب سے کم تر درجہ ہے۔“

ہاتھ سے برائی کا خاتمہ کرنا یہ قوی ترین ایمان کی نشانی ہے۔ اور اس کی پوری قدرت صرف امراء ہی رکھتے ہیں، اگر اللہ انھیں توفیق سے نوازے، زبان کے ساتھ برائی کے خاتمہ کی کوشش کو دوسرے درجے پر رکھا گیا ہے۔ تو بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ دو میٹھے بول جادو کا کام کر جاتے ہیں اور بہت سی برائیاں اپنی موت آپ مرجاتی ہیں۔ پھر تیسرا درجہ برائی کو دل سے بُرا جانا بتایا کیونکہ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کی زبان پر بھی پہرے بٹھادیئے جاتے ہیں اور وہ زبان حال سے یہ کہتا ہے

① صحیح مسلم، کتاب الإیمان، رقم: ۱۷۷۔

یہ دستور زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

(۵۹).....ایمان اور برے خیالات

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((إِنَّ اللَّهَ تَجَاوَزَ لِي عَنْ أُمَّتِي مَا وَسَّوَسَتْ بِهِ صُدُورَهَا مَا لَمْ تَعْمَلْ أَوْ تَتَكَلَّمْ .)) ❶
” اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کے دلوں میں پیدا ہونے والے وسوسوں کو معاف کر دیا ہے۔ جب تک وہ انھیں عمل یا زبان پر نہ لائیں۔“
سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((جَاءَ أَنَسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ فَسَأَلُوهُ: إِنَّا نَجِدُ فِي أَنْفُسِنَا مَا يَتَعَاطَمُ أَحَدُنَا أَنْ يَتَكَلَّمَ بِهِ، قَالَ: أَوْقَدْ وَجْتُمُوهُ؟ قَالُوا: نَعَمْ. قَالَ: ذَاكَ صَرِيحُ الْإِيمَانِ .)) ❷

” آپ ﷺ کے اصحاب میں سے کچھ لوگوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: ہم اپنے دلوں میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کو زبان پر لانے کا تصور نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم اسی طرح محسوس کرتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: یہ خالص ایمان ہے۔“

اس سے یہ پتہ چلا کہ بُرے خیالات کا دلوں میں آنا یہ ایمان کی دلیل ہے، کیوں کہ جس انسان کے پاس ایمان کا خزانہ موجود ہے، شیطان اس طرح کی وسوسہ اندازی کر کے اس خزانہ

❶ صحیح البخاری، کتاب العتق، باب الخطا والنسيان في العتاقه والطلاق ونحوه، رقم: ۲۵۲۸،

۶۶۶۴، صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب تجاوز اللہ من حدیث النفس والخواطر بالقلب، رقم: ۳۳۱.

❷ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان الوسوسة فی الإیمان وما یقولہ من وجدھا، رقم: ۳۴۰.

کو لوٹنا چاہتا ہے۔ اور یہ پریشانی والی بات نہیں ہے، کیوں کہ شیطان نے اپنا کام کرنا ہے کہ تم کو برے وسوسے ڈال کر برائی کی طرف کھینچتا ہے۔ اور تم اپنی ایمانی طاقت کو مضبوط و مستحکم کر کے اس کے ہر وار کو ناکارہ کر دو۔

(۶۰)..... ایمان اور دنیاوی زندگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمْ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَتَأْتَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۗ أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ ﴿۳۸﴾ إِلَّا تَنْفِرُوا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۗ وَيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوهُ شَيْئًا ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾﴾ (التوبة: ۳۸-۳۹)

”اے ایمان والو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب تم سے کہا جاتا ہے کہ چلو اللہ کے راستے میں کوچ کرو تو تم زمین سے لگے جاتے ہو، کیا تم آخرت کے عوض دنیا کی زندگی پر ہی راضی ہو گئے ہو، سنو دنیا کی زندگی تو آخرت کے مقابلے میں بالکل تھوڑی سی ہے۔ اگر تم نے کوچ نہ کیا تو تمہیں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب دے گا اور تمہارے سوا اور لوگوں کو بدل لائے گا۔ اور تم اللہ تعالیٰ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ .)) ❶

”کہ دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الزہد، باب الدنيا سجن المؤمن وجنة للكافر، رقم: ۲۹۵۶، سنن الترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء أن الدنيا سجن المؤمن وجنة للكافر، رقم: ۲۳۲۴.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کے لیے یہ دنیا دار الامتحان بنائی ہے اور اس میں رہتے ہوئے انسان سے مطالبہ کیا ہے: ﴿لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا﴾ (المملک: ۲) کہ دنیاوی زندگی اس لیے ہے کہ تم اچھے اعمال کرو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اچھائی اور برائی کا راستہ لوگوں پر واضح کر دیا کہ جس کا چاہو انتخاب کرو۔ اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے، یقیناً انہیں اچھائی کی پہچان کروادی ہے۔ تو ان ایمان والوں کے لیے اس دنیا میں موجود تعیشات آزمائش ہیں اور ان سے دامن کو محفوظ رکھنا ناممکن نہ سہی البتہ کافی حد تک مشکل ضرور ہے، پھر مؤمن بندہ خواہشات کی تکمیل میں بھی شریعت محمدیہ ﷺ کا پابند ہوتا ہے، اسی لیے مؤمن کی دنیاوی زندگی کو جیل (قیدخانہ) سے تشبیہ دی ہے۔

(۶۱)..... ایمان اور مال و دولت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لِيَآكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا ينفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿۳۴﴾ يَوْمَ يُحْمَىٰ عَلَيْهَا فِي نَارٍ جَهَنَّمَ فَتُكْوَىٰ بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ ﴿۳۵﴾﴾ (التوبة: ۳۴-۳۵)

”اے ایمان والو! اکثر علماء اور عابد، لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ اور اللہ کی راہ سے روک دیتے ہیں اور جو لوگ سونے چاندی کا خزانہ رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر پہنچا دیجیے! جس دن اس خزانے کو آتش دوزخ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور پشتیں داغی جائیں گی (ان سے کہا جائے گا) یہ ہے جس کو تم نے اپنے لیے خزانہ

بنا کر رکھا۔ پس اپنے خزانوں کا مزہ چکھو۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ صَاحِبِ ذَهَبٍ وَلَا فِضَّةٍ ، لَا يُؤَدِّي مِنْهَا حَقَّهَا ، إِلَّا إِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، صَفِّحَتْ لَهُ صَفَائِحُ مِنْ نَارٍ ، فَأَحْمَى عَلَيْهَا فَمِنْ نَارِ جَهَنَّمَ ، فَيَكْوَى بِهَا جَنْبَهُ وَجَبِينَهُ وَظَهْرَهُ ، كُلَّمَا بَرَدَتْ أَعِيدَتْ لَهُ ، فِي يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ ، حَتَّى يَقْضَى بَيْنَ الْعِبَادِ ، فَيَرَى سَبِيلَهُ ، إِمَّا إِلَى الْجَنَّةِ وَإِمَّا إِلَى النَّارِ .)) ❶

”کوئی بھی سونے اور چاندی والا (جس کا مال نصاب کو پہنچتا ہے) جو اس (سونے اور چاندی) کا حق (زکوٰۃ) ادا نہیں کرتا۔ قیامت والے دن اس کے مال کو جہنم کی آگ کی تختیاں بنا دیا جائے گا، جس سے اس کے پہلوؤں، پیشانی اور کمر کو داغا جائے گا، جب بھی یہ آگ ٹھنڈی ہوگی اسے دوبارہ لایا جائے گا اس دن تک جو کہ پچاس ہزار سال کا ہوگا اور لوگوں کے فیصلے ہو جانے تک (اس کا یہی حال ہوگا) پس وہ (اس کے بعد) اپنی راہ خواہ وہ جنت کی طرف ہو، یا جہنم کی طرف دیکھ لے گا، (آگے روایت طویل ہے۔)“

دنیاوی مال و دولت کی محبت فطرتِ انسانی کا حصہ ہے۔ اور انسان چونکہ پیدائشی طور پر لالچی واقع ہوا ہے، اس لیے اس کی یہ حرص عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اس دنیاوی ذخیرہ اندوزی کا انجام عبرت بتایا ہے۔ اور ان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ اپنے مال و دولت کو انفاق فی سبیل اللہ کا حصہ بنا کر آخرت کو بہتر بنائیں۔ وگرنہ گھناؤنے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا۔

پھر ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے بگڑے ہوئے علماء و صوفیاء کے بعد اہل سرمایہ کا ذکر کیا

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاۃ، باب إثم مانع الزکاۃ، رقم الحدیث: ۹۸۷۔

ہے۔ یہ تینوں طبقے عوام کے بگاڑ میں سب سے زیادہ ذمہ دار ہیں۔ لہذا ان کے ساتھ معاملات میں میانہ روی ہونی چاہیے۔ تاکہ انسان بے راہ روی سے بچا رہے۔

(۶۲)..... ایمان اور مال و جان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۖ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٍ طَيِّبَةٍ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۖ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝﴾ (الصف: ۱۰-۱۲)

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا، جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو جنت عدن میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ۝ وَأَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِمَّنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ ۖ فَأَصَّدَقَ ۚ وَ أَكُنْ

مِّنَ الصَّالِحِينَ ﴿١٥﴾ ﴿المنافقون: ۹-۱۰﴾

”اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا کریں وہ بڑا ہی خسارہ اٹھانے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے تمہیں دے رکھا ہے، اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے، اور وہ کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی دیر کی مہلت کیوں نہیں دے دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے ہو جاؤں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

”یعنی مال اور اولاد کی محبت تم پر غالب نہ آجائے کہ تم اللہ کے بتلائے ہوئے احکام و فرائض سے غافل ہو جاؤ اور اللہ کی قائم کردہ حلال و حرام کی حدود کی پروا نہ کرو۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنِّ مِنْ أَرْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۚ وَإِن تَعَفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿١٣﴾ إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَاللَّهُ عِنْدَآ أَجْرٍ عَظِيمٍ ﴿١٥﴾ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَأَسْمِعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا لِأَنْفُسِكُمْ ۚ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ إِن تَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضْعِفْهُ لَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۚ وَاللَّهُ شَكُورٌ حَلِيمٌ ﴿١٦﴾﴾ (التغابن: ۱۴-۱۷)

”اے ایمان والو! تمہاری بعض بیویاں اور بعض بچے تمہارے دشمن ہیں، پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں۔ اور بہت

بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے، اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے۔ اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے، وہی کامیاب ہے۔ اگر تم اللہ کو اچھا قرض دو گے (یعنی اس کی راہ میں خرچ کرو گے) تو وہ اسے تمہارے لیے بڑھاتا چلا جائے گا اور تمہارے گناہ بھی معاف فرمادے گا۔ اللہ بڑا قدر دان، بڑا بردبار ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”مال اور جان یہ دو ایسی چیزیں ہیں جو انسان کو حقوق اللہ کی ادائیگی سے روکتی ہیں کہ مال کی حرص انسان کو حدود اللہ پھلانگنے سے بھی باز نہیں رکھتی اور اپنی جان اور تسکین کے لیے آدمی دوسرے کے سکون و آرام کو تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اسی طرح اولاد کی محبت ہے۔ تو ایمان والوں کے لیے یہ مال، جان اور اولاد کی محبت کو آزمائش کہا گیا ہے۔ اور اس آزمائش میں صرف اسی وقت سرخرو ہو سکتے ہیں۔ جب اللہ کی معصیت میں ان کی اطاعت نہ کریں، یعنی مال، اولاد اور جان جہاں اللہ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں، وہاں انسان کے لیے فتنہ بھی ہیں۔ اس طریقے سے اللہ دیکھتا ہے کہ کون میرا اطاعت گزار اور کون نافرمان ہے؟“

(تفسیر احسن البیان)

(۶۳)..... ایمان اور مقام

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَلَّمَ عَلَىٰ مُوسَىٰ وَ هَارُونَ ﴿۱۳۰﴾ إِنَّا كَذَلِكُمْ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿۱۳۱﴾﴾

(الطفت: ۱۲۰-۱۲۲)

”موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) پر سلام ہو۔ بے شک ہم نیک لوگوں کو اسی طرح بدلے

دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ دونوں ہمارے مومن بندوں میں سے تھے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَلِّمْ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ۖ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۰۹ إِنَّهُ مِنْ

عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۱۰﴾ (الصفّٰت: ۱۰۹-۱۱۱)

”ابراہیم (ؑ) پر سلام ہو۔ ہم نیکو کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔ بے شک

وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَلِّمْ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ ۖ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۸۰

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۸۱﴾ (الصفّٰت: ۷۹-۸۱)

”نوح (ؑ) پر تمام جہانوں میں سلام ہو، ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح

بدلے دیتے ہیں۔ وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿سَلِّمْ عَلَىٰ إِيْلَٰ يَاسِينَ ۖ إِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ۝۱۳۲

إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ ۝۱۳۰﴾ (الصفّٰت: ۱۳۰-۱۳۲)

”الیاس (ؑ) پر سلام ہو۔ ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

بے شک وہ ہمارے ایمان دار بندوں میں سے تھے۔“

ان درج بالا آیات میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے مقرب رسل و انبیاء ﷺ کی عظمت

کا ذکر کیا ہے۔ اور بتایا ہے کہ یہ شان و شوکت اور مقام و مرتبہ ان کو صرف اور صرف ایمان کی

بدولت ہی نصیب ہوا ہے۔

اگر ان کے پاس دولتِ ایمانی نہ ہوتی تو جس طرح ان کے مخالفین کے نام و نشان اس

دن سے مٹ چکے ہیں۔ اور کسی کو ان کے ناموں تک کا علم نہیں ہے۔ اسی طرح ان کا نام و

نشان بھی مٹ چکا ہوتا۔ یہ مقام صرف ایمان سے عطا کیا جاتا ہے، آدمی کو دنیا میں بھی مقام و

مرتبہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی شان و شوکت عطا کی جاتی ہے۔

(۶۴)..... ایمان اور خلافت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۗ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۗ وَمَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٥٥﴾﴾ (النور: ٥٥)

”تم میں سے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے ہیں اللہ تعالیٰ ان سے وعدہ فرما چکا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔ جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا۔ اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ محکم کر کے جمادے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے۔ اور ان کے اس خوف و خطر کو امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں ٹھہرائیں گے، اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ
بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ
يَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ ذَلِكَ فَضْلُ
اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ۝ إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ

وَهُمْ رَكُوعُونَ ۝ وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ۝ ﴿المائدة: ۵۴-۵۶﴾

”اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے پھر جائے تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو لائے گا جو اللہ کی محبوب ہوگی اور وہ بھی اللہ سے محبت رکھتی ہوگی، وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے کفار پر سخت اور تیز ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا بھی نہ کریں گے، یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فضل جسے چاہے وہ دے، اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور زبردست علم والا ہے۔ (مسلمانو!) تمہارا دوست خود اللہ تعالیٰ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب آئے گی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَهِنُوا وَلَا تَحْزَنُوا ۚ وَأَنْتُمْ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ﴾ ﴿آل عمران: ۱۳۹﴾

”تم نہ سستی کرو، اور نہ غم کرو، تم ہی غالب رہو گے، اگر تم ایمان دار ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ ﴿۱۰۵﴾ إِنَّ فِي هَذَا لَبَلَاغًا لِقَوْمٍ غَابِرِينَ ﴿۱۰۶﴾﴾

(الانبیاء: ۱۰۵-۱۰۶)

”یقیناً ہم زبور میں پسند و نصیحت کے بعد یہ لکھ چکے ہیں کہ زمین کے وارث میرے نیک بندے (ہی) ہوں گے۔ عبادت گزار بندوں کے لیے تو اس میں ایک بڑا پیغام ہے۔“

ان سب آیات میں خلافت و حکومت کی بنیاد ایمان کو قرار دیا اور اس کے ساتھ ساتھ اعمالِ صالحہ کو بھی ملایا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو زمین کی حکومت و سلطنت دے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی اس پیشین گوئی کے مطابق کہ:

((إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِي الْأَرْضَ ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا ، وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِي مِنْهَا .))^①

”اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے سکیڑ دیا، پس میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھا، عنقریب میری اُمت کا دائرہ اقتدار وہاں تک پہنچے گا، جہاں تک میرے لیے زمین سکیڑ دی گئی۔“

زمین کی خلافت بھی مسلمانوں کے حصہ میں آئی اور فارس و شام اور مصر و افریقہ اور دیگر دُور دراز کے ممالک فتح ہوئے اور کفر و شرک کی جگہ توحید و سنت کی مشعلیں روشن ہوئیں۔ اسلامی تہذیب و تمدن کا ہر سمت ڈنکا بجا۔ اور آج مسلمانوں کی زبوں حالی اسلامی تعلیمات سے انحراف کا نتیجہ ہے کیوں کہ کائنات کو تسخیر کرنے اور اس پر خلافت و حکومت کا وعدہ مشروط ہے اور اِذَا فَاتَ الشَّرْطُ فَاتَ الْمَشْرُوطُ کے مطابق جب مسلمان اس خوبی سے محروم ہو گئے تو اقتدار سے بھی محروم ہو گئے۔ (تفسیر احسن البیان)

(۶۵).....ایمان اور جہاد

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝ تُوْمِنُونَ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ ۗ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَيُدْخِلْكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ

① صحیح مسلم، کتاب الفتن و اشتراط الساعة، باب هلاك هذه الامة بعضهم ببعض، رقم: ۲۸۸۹۔

تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَمَسْكِنٌ طَيِّبَةٌ فِي جَنَّتِ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١٢﴾ وَأَخْرَىٰ تُحِبُّونَهَا ۚ نَصْرٌ مِّنَ اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۖ وَبَشِيرٌ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٣﴾ ﴿(الصف: ۱۰-۱۳)﴾

”اے ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچالے؟ اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں جو ہیشگی والی جنتوں میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہیں ایک دوسری (نعمت) بھی دے گا، جسے تم چاہتے ہو وہ اللہ کی مدد اور جلد فتح یابی ہے، ایمان والوں کو خوشخبری دے دو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَيَقْتُلُونَ وَيُقْتَلُونَ ۖ وَعَدًّا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرَةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۚ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِعَهْدِهِ مِنَ اللَّهِ فَاسْتَبْشِرُوا بِبَيْعِكُمُ الَّذِي بَايَعْتُمْ بِهِ ۚ وَذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿١١١﴾ ﴿(التوبة: ۱۱۱)﴾

”بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کو جنت ملے گی، وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، جس میں قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ کیا گیا ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوشی

مناؤ اور یہ بڑی کامیابی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿٢٩﴾ ﴾ (التوبہ: ٢٩)

”ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے جو اللہ اور اس کے رسول کی حرام کردہ شے کو حرام نہیں جانتے، نہ دین حق کو قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جنہیں کتاب دی گئی ہے، یہاں تک کہ وہ ذلیل و خوار ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ ادا کریں۔“

اس آیت میں راہِ الہی میں جان و مال خرچ کرنے والے اہل ایمان کی ایک دلچسپ تمثیل ہے۔ جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگارِ عالم نے انہیں جنت عطا فرمانا ان کے جان و مال کا عوض قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا۔ یہ کمالِ عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور وہ بھی ایسی چیز کا جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے نہ پیدا کی ہوئی یعنی جان۔

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((اِنْتَدَبَ اللَّهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يَخْرِجُهُ إِلَّا اِيمَانٌ بِيْ اَوْ تَصْدِيقٌ بِرُسُلِيْ اَنْ اَرْجِعَهُ بِمَا نَالَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ ، اَوْ اَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ وَلَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰى اُمَّتِيْ مَا قَعَدْتُ خَلْفَ سَرِيَّةٍ وَلَوْ دِدْتُ اَنِّيْ اُقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ اُحْيَا ، ثُمَّ اُقْتَلُ ثُمَّ اُحْيَا ، ثُمَّ اُقْتَلُ .)) ❶

❶ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب الجهاد من الإیمان، رقم: ٣٦، ٢٧٨٧، ٢٧٩٧، ٢٩٧٢.

”جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے) نکلا، اللہ اُن کا ضامن ہو گیا۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:) اس کو میری ذات پر یقین اور میرے پیغمبروں کی تصدیق نے (اس سرفروشی کے لیے گھر سے) نکالا ہے۔ (میں اس بات کا ضامن ہوں) کہ یا تو اس کو واپس کر دوں ثواب اور مال غنیمت کے ساتھ، یا (شہید ہونے کے بعد) جنت میں داخل کر دوں۔ (رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:) اور اگر میں اپنی اُمت پر (اس کام کو) دشوار نہ سمجھتا تو کسی لشکر کا ساتھ نہ چھوڑتا اور میری خواہش ہے کہ اللہ کی راہ میں مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں، پھر مارا جاؤں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:

((أَيْ الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ. قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: أَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ.))¹

”کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔ کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَاللَّسْتَكُمْ.))²

”مشرکین سے اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔“

¹ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من قال إن الإیمان هو العمل، رقم: ۲۶، ۱۵۱۹۔

² سنن أبي داؤد، کتاب الجہاد باب کراهية ترك الغزو، رقم: ۲۵۰۴، سنن النسائي، کتاب الجہاد،

باب وجوب الجہاد، رقم: ۳۰۹۸، سنن دارمي، کتاب الجہاد، باب في جہاد المشركين باللسان

والیه، رقم: ۲۴۳۶۔ علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

جہاد کا راستہ ایسا طاقت ور ہے کہ اس پر چل کر مؤمن خلافت و سلطنت حاصل کرتے ہیں۔ اور تاریخ اسلام اس بات پر شاہد ہے کہ مسلمانوں نے جب تک اس راستے پر قدم جمائے رکھے وہ تابندہ رہے اور جب اس راستے سے ہٹے تو شرمندگی سے دوچار ہوئے۔ محرم سن ۶۵۶ ہجری میں جب تاتاریوں نے بغداد پر حملہ کر کے اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور خلیفہ معتمد باللہ کو قتل کر دیا تو ساڑھے سات سال تک مسلمانوں کا کوئی خلیفہ نہ تھا، اگر یہ ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے تو تاتاری صفحہ ہستی سے مسلمانوں کا نام و نشان تک مٹا دیتے، مگر کچھ لوگوں میں زندگی کی رُمق اور اسلامی جہاد کی غیرت تھی کہ وہ چاہے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں لڑے، مگر پے در پے دشمنوں کو شکستیں دے کر اسلام اور مسلمانوں کی حفاظت میں کامیاب ہو گئے۔ آج ہمارے ہاں خانقاہی نظام کی ترویج کی جا رہی ہے۔ اس کا مقصد صرف اور صرف اہل اسلام کو جہاد سے دُور کرنا ہے۔ حکومت کے نصاب میں سب سے زیادہ تصوف پر زور دیا جا رہا ہے۔ سیمینارز کا اہتمام ہوتا ہے، مباحثوں و مکالموں کی محفلوں کا انعقاد ہوتا ہے۔ اقبال نے اسی کی طرف نشان دہی فرمائی تھی۔

مست رکھو ذکر و فکر صبح گاہی میں اسے

پنختہ تر کردو مزاج خانقاہی میں اسے

کہ جب لڑنے کا وقت آئے تو یہ لوگ مکی زندگی اور جہاد بالانفس کا واویلا کر کے اسلام اور مسلمانوں کو بے یار و مددگار چھوڑ دیں۔ اور مساجد و حجروں کی گوشہ نشینی کو مقتل پر ترجیح دیں۔ اقبال نے اس امر کو کچھ اس انداز میں بیان کیا ہے۔

یہ مصرع لکھ دیا کس شوخ نے محرابِ مسجد پر

یہ ناداں گر گئے سجدے میں جب وقت قیام آیا

(۶۶)..... ایمان اور غفلت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ

عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْخَيْرُونَ ﴿٩﴾ وَ
 أَنْفِقُوا مِنْ مَّا رَزَقْنَاكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ
 فَيَقُولَ رَبِّ لَوْلَا أَخَّرْتَنِي إِلَىٰ أَجَلٍ قَرِيبٍ فَأَصَّدَقَ وَ أَكُنَّ
 مِنَ الصَّالِحِينَ ۝ وَلَنْ يُؤَخِّرَ اللَّهُ نَفْسًا إِذَا جَاءَ أَجَلُهَا وَاللَّهُ خَبِيرٌ بِنَا
 تَعْمَلُونَ ۝﴾ (المنافقون: ۹-۱۱)

”اے ایمان والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کے ذکر سے غافل نہ
 کریں۔ اور جو ایسا کریں وہ بڑے ہی خسارے والے ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے
 تمہیں دے رکھا ہے۔ اس میں سے (ہماری راہ میں) اس سے پہلے خرچ کرو کہ
 تم میں سے کسی کو موت آجائے تو کہنے لگے: اے میرے پروردگار! مجھے تو تھوڑی
 دیر کی مہلت کیوں نہیں دیتا؟ کہ میں صدقہ کروں اور نیک لوگوں میں سے
 ہو جاؤں۔ اور جب کسی کا وقت مقرر آجاتا ہے پھر اسے اللہ تعالیٰ ہرگز مہلت نہیں
 دیتا اور جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ بخوبی باخبر ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ رقمطراز ہیں:

”اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ سے انسان کو غافل کرنے والے دو
 اہم اسباب کا ذکر کیا ہے۔ وہ ہے مال اور اولاد کی محبت کا غالب آجانا کہ انسان
 اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حلال و حرام کی حدود کا ہی خیال نہ کرے۔ اس سے قبل
 چونکہ منافقین کے کردار کا ذکر ہوا ہے جو انسان کو خسارے میں ڈالنے والا ہے۔ تو
 اللہ تعالیٰ اہل ایمان سے مخاطب ہیں کہ ان کا کردار منافقین کے برعکس ہے کہ ہر
 وقت ذکر اللہ میں مشغول رہتے ہیں اور حلال و حرام کی پابندی بھی کرتے ہیں۔“

(تفسیر احسن البیان)

اس کے متعلق مزید اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رِجَالٌ لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَإِقَامِ

الصَّلَاةَ وَ اِيتَاءَ الزَّكَاةِ يَخَافُونَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيهِ الْقُلُوبُ
وَ الْاَبْصَارُ ﴿٣٧﴾ (النور: ۳۷)

”ایسے لوگ کہ جنہیں تجارت اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے اور نماز کے قائم کرنے سے اور زکوٰۃ ادا کرنے سے غافل نہیں کرتی۔ اس دن سے ڈرتے ہیں، جس دن بہت سے دل اور بہت سی آنکھیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔“

ایک مومن اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ زندگی کو غنیمت جانتا ہے کہ کیا معلوم کس وقت سانس کا یہ رشتہ منقطع ہو جائے، غفلت سے کام نہیں لیتا، بلکہ نیکی و تقویٰ کے افعال و اعمال میں زندگی بسر کرتا رہتا ہے، تاکہ موت غفلت و معصیت کے ارتکاب کی حالت میں نہ آئے، اور وہ اپنے رب سے حالتِ ایمان میں ہی ملائی ہو۔

(۶۷).....ایمان اور ظلم و دباؤ کا خوف نہ ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ مَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا يَخْفُ ظُلْمًا وَ
لَا هَضْمًا ﴾ ﴿١١٢﴾ (طہ: ۱۱۲)

”اور جو نیک اعمال کرے اور ایمان والا بھی ہو، تو نہ اسے بے انصافی کا کھٹکا ہوگا اور نہ حق تلفی کا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اَنَا لَمَّا سَمِعْنَا الْهٰدِيَ اٰمَنَّا بِهِ ؕ فَمَنْ يُؤْمِنْ بِرَبِّهِ فَلَا
يَخَافُ بَحْسًا وَ لَا رَهَقًا ﴾ ﴿١٣﴾ (الجن: ۱۳)

”ہم تو ہدایت کی بات سنتے ہی اس پر ایمان لائے اور جو بھی اپنے رب پر ایمان لائے گا، اسے نہ کسی نقصان کا اندیشہ ہے اور نہ ظلم و ستم کا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ آمَنْتُمْ لَهُ قَبْلَ أَنْ أَدْنَ لَكُمْ ۗ إِنَّهُ لَكَبِيرُكُمُ الَّذِي عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ ۗ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ۚ لَا قَطْعَانَ أَيْدِيكُمْ وَ أَزْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ۚ وَلَا وَصَلِبَتَكُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٤٩﴾ قَالُوا لَا ضَيْرَ ۗ إِنَّا إِلَىٰ رَبِّنَا مُنْقَلِبُونَ ﴿٥٠﴾ إِنَّا نَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطِيئَاتِنَا ۗ إِنَّ كُنَّا أَوَّلَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٥١﴾﴾ (الشعراء: ٤٩-٥١)

”فرعون نے کہا کہ میری اجازت سے پہلے تم اس پر ایمان لے آئے؟ یقیناً یہی تمہارا وہ بڑا (سردار) ہے جس نے تم سب کو جادو سکھایا ہے، سو تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا، قسم ہے میں ابھی تمہارے ہاتھ پاؤں اُلٹے طور پر کاٹ دوں گا اور تم سب کو سولی پر لٹکا دوں گا۔ انھوں نے کہا کوئی حرج نہیں، ہم تو اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں ہی۔ اس بنا پر کہ ہم سب سے پہلے ایمان والے بنے ہیں۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارا رب ہماری سب خطائیں معاف فرمادے گا۔“

پہلی دو آیات سے معلوم ہوا کہ اہل ایمان چاہے اس دنیا میں ہیں یا آخرت میں انھیں کسی قسم کی نا انصافی اور زیادتی کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، بلکہ ﴿أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ﴾ (الانعام: ٨٢)..... ”ان کے لیے ہر جگہ اطمینان ہی اطمینان ہے۔“ اور پھر تیسری آیت میں ایمان کی بنا پر پیدا ہونے والے اطمینان کی صورت عملاً دکھائی ہے کہ فرعون ڈرا، دھمکا رہا ہے اور ایمان لانے والے جادوگر بغیر کسی دباؤ اور جھکاؤ کے ”لا ضَيْرَ“ کوئی پرواہ نہیں، کہہ رہے ہیں۔ یہ ایمان کی برکت ہے کہ ظلم و دباؤ کا خوف دل سے ختم ہو گیا۔

(٦٨)..... ایمان اور بے خوف و غم ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَ مُنذِرِينَ ۗ فَمَنْ أَمَنَ ۖ وَأَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٨﴾﴾ (الانعام: ٤٨)

” اور ہم پیغمبروں کو صرف اس واسطے بھیجا کرتے ہیں کہ وہ بشارت دیں اور ڈرائیں، پھر جو ایمان لے آئے اور (اپنی) اصلاح کر لے، سوان لوگوں پر کوئی اندیشہ نہیں اور نہ وہ مغموم ہوں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفَ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿٦٢﴾﴾

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٦٣﴾﴾ (یونس: ۶۲-۶۳)

”یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور برائیوں سے پرہیز رکھتے ہیں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”خوف کا تعلق مستقبل اور غم کا تعلق ماضی سے ہے۔ یعنی اللہ کے وہ بندے جنہوں نے اپنی زندگی اللہ کے خوف کے ساتھ گزاری ان پر قیامت کا خوف اتنا نہیں ہوگا کہ جتنا دوسرے لوگوں پر ہوگا اور نہ ہی وہ حساب و کتاب کے معاملہ میں غمگین ہوں گے کیوں کہ ان کی سابقہ زندگی کے اچھے اعمال ان کے لیے نجات کا سبب بن جائیں گے۔ اور اپنے ایمان و تقویٰ کے سبب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے خاص اُمیدواروں میں سے ہوں گے۔ اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اس دنیا میں آنے والے آلام و مصائب اور آزمائشیں انہیں کسی قسم کے خوف و غم میں مبتلا نہیں کریں گی بلکہ وہ ان مصائب کو تقدیر سمجھ کر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے ہر جگہ کامیابی سے ہمکنار ہوں گے۔ اور قضائے الہی پر مسرور و مطمئن ہوں گے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۶۹).....ایمان اور شک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنْ كُنْتُمْ فِي شَكٍّ مِنْ دِينِي فَلَا أَعْبُدُ

الَّذِينَ تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَكِنْ أَعْبُدُ اللَّهَ الَّذِي
يَتَوَفَّكُمُ ۖ وَأُمِرْتُ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾ وَأَنْ أَقِمَّ
وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۖ وَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿١٠٤﴾ ﴿

(یونس: ۱۰۴-۱۰۵)

”آپ کہہ دیجیے اے لوگو! اگر تم میرے دین کی طرف سے شک میں ہو تو میں ان معبودوں کی عبادت نہیں کرتا جن کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو، لیکن ہاں اس اللہ کی عبادت کرتا ہوں جو تمہاری جان قبض کرتا ہے۔ اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ میں ایمان لانے والوں میں سے ہو جاؤں اور یہ کہ اپنا رخ یکسو ہو کر (اس) دین کی طرف کر لینے اور کبھی مشرکوں میں سے نہ ہونا۔“

ان آیات مقدسہ سے معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد مومن شک و شبہ میں مبتلا ہوتا ہے، اور نہ ہی دیگر لوگوں کے شکوک و شبہات اس کے ایمان کو متزلزل کر سکتے ہیں۔ بلکہ ایسا مومن جب مرنے کے بعد قبر میں منکر نکیر کے سوالات کے جوابات درست دیتا ہے تو فرشتے اسے جنت کے مناظر دکھاتے ہوئے کہتے ہیں:

((هَذَا مَقْعَدُكَ وَيُقَالُ لَهُ: عَلَى الْيَقِينِ كُنْتَ ، وَعَلَيْهِ مِتَّ ،
وَعَلَيْهِ بُعِثْتَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ .))

”یہ تیرا ٹھکانہ ہے، اور اسے کہا جائے گا، تو زندگی یقین پر بسر کی، اسی یقین پر تو فوت ہوا، اور اسی پر ان شاء اللہ تو (روزِ محشر) اٹھایا جائے گا۔“

اس کے برعکس فاسق، فاجر، کافر کو جہنم میں اس کا ٹھکانہ دکھا کر کہا جائے گا: ((هَذَا مَقْعَدُكَ ، عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ ، وَعَلَيْهِ مِتَّ ، وَعَلَيْهِ تَبِعْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى)) ”یہ جہنم تیرا ٹھکانہ ہے، تو نے شک پر زندگی گزار دی، اس پر مرا، اور اسی پر تجھے (روزِ محشر) اٹھایا جائے گا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ①

① سنن ابن ماجہ، کتاب الزہد، باب ذکر القبر والبلی: ۴۲۶۸۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ قرار دیا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ کافر، مشرک، فاسق، فاجر کا انجام شک کی وجہ سے بُرا ہوتا ہے، جب کہ ایک مومن شک سے کوسوں دُور رہتے ہوئے دولت ایمان کی بدولت، دامن یقین تھامے ہوئے جنت میں داخل ہوتا ہے۔ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ .

(۷۰).....ایمان اور یقین

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالرَّسُولِ يَدْعُوكُمْ لِتُؤْمِنُوا بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۗ هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۹﴾﴾ (الحديد: ۸-۹)

”تم اللہ پر کیوں ایمان نہیں لاتے؟ حالانکہ خود رسول تمہیں اپنے رب پر ایمان لانے کی دعوت دے رہا ہے اور اگر تم مومن ہو تو وہ تو تم سے مضبوط عہد و پیمان بھی لے چکا ہے۔ وہ (اللہ) ہی ہے جو اپنے بندے پر واضح آیتیں اتارتا ہے، تاکہ وہ تمہیں اندھیروں سے نور کی طرف لے جائے، یقیناً اللہ تعالیٰ تم پر نرمی کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

ایمان شکوک و شبہات کا نام نہیں ہے بلکہ ایمان یقین محکم سے ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ ایمان کے بارے میں شک و شبہ سے کام لینا اور اس کے احکامات پر یقین بالجزم نہ کرنا منافقین کا وطیرہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مُذَبِّذِينَ بَيْنَ ذَلِكَ ۗ لَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ وَلَا إِلَىٰ هَؤُلَاءِ ۗ وَمَنْ يُضِلِلِ اللَّهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ سَبِيلًا ﴿۱۳﴾﴾ (النساء: ۱۴۳)

”کہ وہ درمیان میں ہی ڈگمگا رہے ہیں، نہ پورے اُن کی طرف نہ صحیح طور پر ان کی طرف اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہی میں ڈال دے تو تو اس کے لیے کوئی راہ نہیں

پائے گا۔“

یعنی نہ کفر پر یقین ہے اور نہ ایمان پر اگر ایمان والوں پر اللہ کی رحمت ہو تو اس طرف کھینچے چلے آتے ہیں، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو کفر کی طرف جھکاؤ کر لیتے ہیں۔

(۷۱)..... ایمان اور غیرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَّاءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَاهُ إِلَّا قَوْلَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ لَا اسْتُغْفِرَنَّ لَكَ وَمَا أَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ شَيْءٍ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَإِلَيْكَ أَنْبَأْنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ ﴿۷۱﴾﴾ (الممتحنة: ۴)

” (مسلمانو!) تمہارے لیے ابراہیم (ؑ) میں اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے، جب کہ ان سب نے قوم سے بر ملا کہہ دیا کہ ہم تم سے اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو ان سب سے بالکل بے زار ہیں۔ ہم تمہارے (عقائد کے) منکر ہیں، جب تک تم اللہ کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہم میں تم میں ہمیشہ کے لیے بغض و عداوت ظاہر ہوگئی لیکن ابراہیم (ؑ) کی اتنی بات تو اپنے باپ سے ہوئی تھی کہ میں تمہارے لیے استغفار ضرور کروں گا اور تمہارے لیے مجھے اللہ کے سامنے کسی چیز کا اختیار کچھ بھی نہیں۔ اے پروردگار! تجھی پر ہم نے بھروسہ کیا ہے اور تیری ہی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔“

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی اسلامی غیرت کا کچھ اس انداز سے نقشہ کھینچتی ہیں کہ:

((مَا أَنْتَقِمَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لِنَفْسِهِ إِلَّا أَنْ تَنْتَهَكَ حُرْمَةَ اللَّهِ ،
فَيَنْتَقِمَ اللَّهُ بِهَا .)) ❶

”رسول اللہ ﷺ نے اپنی ذات کے لیے کبھی کسی سے انتقام نہیں لیا۔ لیکن جب اللہ کی حرمتوں کی پامالی ہوتی تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔“

سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((لَمْ يَكُنْ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ مُتَحَرِّقِينَ وَلَا مُتَمَاوِتِينَ ،
وَكَانُوا يَتَنَاشِدُونَ الشَّعْرَ فِي مَجَالِسِهِمْ ، وَيَذْكُرُونَ
أَمْرَ جَاهِلِيَّتِهِمْ فَإِذَا أُرِيدَ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى شَيْءٍ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ
دَارَتْ حَمَالِقُ عَيْنِهِ كَأَنَّهُ مَجْنُونٌ .)) ❷

”رسول اللہ ﷺ کے صحابی تنگ دل اور تنگ ذہنیت نہیں رکھتے تھے، اور نہ ہی وہ اپنے آپ کو مردہ بنائے رکھتے، وہ لوگ تو اپنی مجلسوں میں شعر پڑھتے اور جاہلیت کی زندگی اور اس کی تاریخ بیان کرتے۔ البتہ جب ان سے اللہ کے دین کے سلسلے میں نامناسب مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں غصہ کی وجہ سے اس طرح ناچنے لگتیں۔ گویا کہ ان پہ جنون طاری ہو گیا ہو۔“

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ماننے والے اور اصحاب رسول ﷺ کی ایک تابندہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ ان کی سب سے زیادہ نمایاں صفت یہ تھی کہ وہ اپنے اندر دین کے لیے شدید غیرت اور محبت رکھتے تھے، دیکھا قوم تو حید سے باغی ہو چکی ہے۔ تو ان سے اعلان برأت کر لیا تا آنکہ وہ تو حید کے پیروکار بن جائیں۔ یعنی وہ دینی غیرت میں اس قدر آگے تھے کہ دین میں رواداری اور مہذبیت سے نا آشنا، اگر کوئی خلاف حق بات ہوئی تو فوراً اس پر

❶ صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفة النبی ﷺ : ۳۵۶۰، صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب مباحثہ ﷺ للاتمام : ۲۳۷۷ .

❷ الادب المفرد للبخاری : ۵۵۵، سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ : ۴۳۴۱ .

گرفتگی۔

(۷۲).....ایمان اور عزیز واقارب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ
 إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۗ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولَئِكَ
 هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿۲۳﴾ قُلْ إِن كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ
 وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ
 تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ
 وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۗ
 وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴿۲۴﴾﴾ (التوبة: ۲۳-۲۴)

”اے ایمان والو! اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ کفر کو
 ایمان سے زیادہ دوست رکھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا وہ پورا
 گنہگار ظالم ہے۔ آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ، تمہارے لڑکے، تمہارے
 بھائی، اور تمہاری بیویاں، تمہارے کنبے قبیلے، تمہارے کمائے ہوئے مال، اور وہ
 تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو اگر یہ
 تمہیں اللہ اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے بھی زیادہ عزیز
 ہیں، تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالیٰ فاسقوں کو
 ہدایت نہیں دیتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا
 لَكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ ۗ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ

عَفْوَرٌ رَّحِيمٌ ﴿١٣﴾ اِمْمًا اَمْوَالِكُمْ وَاَوْلَادِكُمْ فِتْنَةً وَاللّٰهُ عِنْدَهَا
 اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿١٤﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاَسْمَعُوْا وَاَطِيعُوْا
 وَاَنْفِقُوْا خَيْرًا لِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُوقِ شَحْحَ نَفْسِهٖ فَاَوْلٰئِكَ هُمُ
 الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٥﴾ (التغابن: ١٤-١٦)

”اے ایمان والو! تمہاری بیویوں اور بچوں میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں پس ان سے ہوشیار رہنا اور اگر تم معاف کر دو اور درگزر کر جاؤ اور بخش دو تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ تمہارے مال اور اولاد تو سراسر تمہاری آزمائش ہیں اور بہت بڑا اجر اللہ کے پاس ہے۔ پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ۔ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْذَهَا
 النَّاسُ وَاَلْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ
 مَا اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿٦﴾﴾ (التحریم: ٦)

”اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن انسان ہیں اور پتھر، جس پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں جو حکم اللہ تعالیٰ دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے، بلکہ جو حکم دیا جائے اس کو بجالاتے ہیں۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((فَاَمْرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ حِيْنَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿وَاَنْذِرْ
 عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾

قَالَ: يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا إِشْتَرَوْا أَنْفُسَكُمْ
 لَا أَعْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا، يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ لَا أَعْنِي عَنْكُمْ
 مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. يَا عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَا أَعْنِي عَنْكَ مِنَ
 اللَّهِ شَيْئًا، يَا صَفِيَّةَ عَمَةَ رَسُولِ اللَّهِ (ﷺ) لَا أَعْنِي عَنْكَ مِنَ
 اللَّهِ شَيْئًا يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَلْبِنِي مَا شِئْتِ مِنْ مَالِي لَا
 أَعْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا. ❶

”جب (سورۃ شعراء کی) یہ آیت اللہ تعالیٰ نے اُتاری: ”اور اپنے عزیز و
 اقارب کو اللہ کے عذاب سے ڈراؤ“ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے قریش
 کے لوگو! (یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ) تم لوگ اپنی جانوں کو (نیک اعمال کے بدل)
 مول لے لو (بچالو) میں اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا، (یعنی اس
 کی مرضی کے خلاف میں کچھ نہیں کر سکتا) اے عبد مناف کے بیٹو! میں اللہ کے
 سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آ سکتا۔ اے عباس بن عبدالمطلب کے بیٹے! میں
 اللہ کے سامنے تمہارے کچھ کام نہیں آؤں گا۔ اور اے فاطمہ بنت محمد (ﷺ)!
 تو جو چاہے میرا مال مانگ لے لیکن اللہ کے سامنے (تیرا باپ) تیرے کچھ کام
 نہیں آئے گا۔“

عزیز و اقارب اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہیں کہ یہ دکھ درد میں کام آتے ہیں
 مشکل وقت میں ساتھ دیتے ہیں۔ اگر عزیز و اقارب کی محبت آدمی کو عمل صالح اور اطاعت الہی
 کے راستے سے روکنے لگے تو انسان کو اللہ سے کافی دُور کر دیتی ہے، اسی لیے تو اللہ تعالیٰ کہتے
 ہیں: ﴿فَاحْذَرُواهُمْ﴾ کہ ”ان سے ہوشیار رہو۔“ اس قدر محبت میں آگے نہ چلے جاؤ کہ اللہ اور
 رسول ﷺ کی محبت پر بھی ان کی محبت غالب آ جائے اور تمہارے ایمان کا خاتمہ ہو جائے۔

❶ صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب هل يدخل النساء والولد فی الأرقاب، رقم: ۲۷۵۳،

صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب فی قوله تعالیٰ: ﴿وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ﴾، رقم: ۵۰۴.

(۷۳).....ایمان اور جنازہ کے ساتھ جانا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اتَّبَعَ جَنَازَةَ مُسْلِمٍ إِيْمَانًا وَاحْتِسَابًا وَكَانَ مَعَهُ حَتَّى يُصَلِّيَ عَلَيْهَا وَيُفْرِعَ مِنْ دَفْنِهَا، فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقَيْرَاطَيْنِ كُلُّ قَيْرَاطٍ مِثْلُ أُحُدٍ، وَمَنْ صَلَّى عَلَيْهَا ثُمَّ رَجَعَ قَبْلَ أَنْ تُدْفَنَ فَإِنَّهُ يَرْجِعُ مِنَ الْأَجْرِ بِقَيْرَاطٍ .))^①

”جو کوئی ایمان رکھ کر اور ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازے کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فراغت ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا، ہر قیراط اتنا بڑا ہوگا جیسے اُحد کا پہاڑ، اور جو شخص جنازے پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ جائے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ . قِيلَ: مَا هُنَّ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: إِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَإِذَا دَعَاكَ فَأَجِبْهُ، وَإِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْهُ لَهُ، وَإِذَا عَطَشَ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِّمْتَهُ، وَإِذَا مَرِضَ فَعُدَّهُ، وَإِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ .))^②

”مسلمان کے مسلمان پر چھ حق ہیں۔ دریافت کیا گیا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب تو اسے ملے تو سلام کہے، اور جب تجھے (تیرا مسلمان بھائی) دعوت دے تو اس کو قبول کرے، اور جب وہ تجھ سے نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کر، اور جب وہ چھینک مارے اور الحمد للہ کہے تو تو اس کا جواب دے، اور

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب اتباع الجنائز من الإیمان، رقم: ۴۷، ۱۳۲۳، ۱۳۲۵،

صحیح مسلم، کتاب الجنائز، باب فضل الصلاة على الجنائز واتباعها، رقم: ۹۴۵.

② صحیح مسلم، کتاب السلام، باب من حق المسلم للمسلم رد السلام، رقم: ۲۱۶۲.

جب وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرے، اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے۔“

اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے کہ جو اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے لیے جینے مرنے کا سبق دیتا ہے اور دکھ سکھ میں شریک رہنے کا حکم دیتا ہے صرف یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ ایک انسان کے اس دُنیا سے اُٹھ جانے کے بعد کے حقوق کی ادائیگی کو بھی لازمی قرار دیتا ہے۔ کسی مسلمان کا نماز جنازہ پڑھنا اور اس کے ساتھ جانا ایک ایسا نیک عمل ہے جو ایمان میں داخل ہے، لیکن افسوس آج ہم جس معاشرے میں رہ رہے ہیں، وہاں بے شمار حقوق پامال ہو چکے ہیں، اس حق کی ادائیگی سے بھی کوتاہی برتی جا رہی ہے۔ اور ہندوانہ فرسودہ رسوم کے نام بدل کر بے شمار بدعات و خرافات آدمی کی وفات کے بعد ہوتی ہیں۔

(۷۴)..... ایمان اور حاجت مندوں کی ضرورت پوری کرنا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿عَيْنًا يَشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللَّهِ يُفَجِّرُونَهَا تَفْجِيرًا ۖ وَيُوفُونَ
بِالنَّذْرِ وَيَخَافُونَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهُ مُسْتَطِيرًا ۗ وَيُطْعِمُونَ
الطَّعَامَ عَلَىٰ حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا ۗ﴾ (الدھر: ۶-۹)

”جو ایک چشمہ ہے، جس سے اللہ کے بندے پئیں گے، اس کی نہریں نکال لے جائیں گے، (جدھر چاہیں)۔ جو نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں، جس کی برائی چاروں طرف پھیل جانے والی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین، یتیم اور قیدیوں کو۔ ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے کھلاتے ہیں، نہ تم سے بدلہ چاہتے ہیں، نہ شکر گزاری۔“

حافظ ابن کثیر رقمطراز ہیں:

”طعام کی محبت اور خواہش و ضرورت کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے حاجت مندوں کو کھانا کھلاتے ہیں، قیدی اگر غیر مسلم ہو تب بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے، جیسے جنگ بدر کے کافر قیدیوں کے ساتھ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ وہ ان کا اکرام کریں، چنانچہ کھانے پینے میں صحابہ رضی اللہ عنہم خود اپنی جانوں سے بھی زیادہ ان کا خیال رکھتے تھے۔“

(تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ نے حاجت مندوں کو ضروریات زندگی مہیا کرنے کا اجر جنت بتایا ہے، کہ اللہ کی رضا اور محبت کے حصول کے لیے مسکین، یتیم اور قیدیوں کو کھلاؤ پلاؤ اور آخرت میں عند اللہ اجر و ثواب کے حقدار بنو۔ دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے جہنمیوں کی زباں سے جہنم میں جانے کے اسباب بیان کروائے جن میں سے ایک یہ ہے:

﴿وَلَمْ تَكُنْ تُطْعَمُ الْيَسْكِينِ﴾ (المدثر: ۴۴)

”اور ہم مسکینوں کو کھانا نہیں کھلاتے تھے۔“

جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک عمل حاجت مندوں کی حاجتوں کو استطاعت ہونے کے باوجود پورا نہ کرنا بھی ہے۔

(۷۵)..... ایمان اور عزت کی روزی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۲﴾
الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ﴿۳﴾ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿۴﴾﴾ (الانفال: ۲-۴)

”پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈرجاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں، تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں۔ سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں ان کے لیے بڑے درجے ہیں، ان کے رب کے پاس، اور مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَهَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ آوَوْا وَنَصَرُوا أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٧٤﴾﴾ (الانفال: ٧٤)

”جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اور جنہوں نے پناہ دی اور مدد پہنچائی یہی لوگ سچے مومن ہیں، ان کے لیے بخشش ہے اور عزت کی روزی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيَجْزِيَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾﴾ (سبا: ٤)

”تاکہ وہ ایمان والوں اور نیکوکاروں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے، یہی لوگ ہیں جن کے لیے مغفرت اور عزت کی روزی ہے۔“

آج کل ہر انسان کا بنیادی مسئلہ عزت کی روزی ہے، چاہے وہ انسان کسی بھی مذہب و ملک سے تعلق رکھتا ہو، اس رزق کے حصول کے لیے ہر جائز و ناجائز دھندے اختیار کیے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے مخاطب ہیں کہ تمہیں عزت کی روزی صرف اور صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے بعد ہی مل سکتی ہے۔ اور یہ نعمت نہ صرف دنیاوی زندگی تک محدود ہوگی بلکہ

آخرت میں بھی اس سے تمہیں فائدہ پہنچایا جائے گا۔

(۷۶)..... ایمان اور شکر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ﴿۱۵۶﴾﴾

(البقرة: ۱۵۶)

”پس تم میرا ذکر کرو، میں بھی تمہیں یاد کروں گا، میری شکرگزاری کرو اور ناشکری

سے بچو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ تَأَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِن شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِن كَفَرْتُمْ

إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِنَّ تَكْفُرًا أَنتُمْ وَمَنْ فِي

الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۸﴾﴾ (ابراہیم: ۷-۸)

”اور جب تمہارے پروردگار نے تمہیں آگاہ کر دیا کہ اگر تم شکرگزاری کرو گے تو

بے شک میں تمہیں زیادہ دوں گا، اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب

بہت سخت ہے۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا کہ اگر تم سب اور روئے زمین کے تمام

انسان اللہ کی ناشکری کریں تو بھی اللہ بے نیاز اور تعریفوں والا ہے۔“

سیدنا صحیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَجَبًا لِأَمْرِ الْمُؤْمِنِ، إِنَّ أَمْرَهُ كُلَّهُ لَهُ خَيْرٌ، وَلَيْسَ ذَلِكَ

لِأَحَدٍ إِلَّا لِلْمُؤْمِنِ، إِنْ أَصَابَتْهُ سَرَّاءٌ، شَكَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ،

وَإِنْ أَصَابَتْهُ ضَرَّاءٌ، صَبَرَ، فَكَانَ خَيْرًا لَهُ.)) ❶

”مومن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کی ہر بات میں خیر ہے۔ اگر اسے خوشی

❶ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرفائق، باب المؤمن أمره كله خيراً، رقم: ۲۹۹۹.

پہنچتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتا ہے، اور اگر تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے، دونوں ہی حالتیں اس کے لیے خیر ہیں۔“

حافظ صلاح الدین لکھتے ہیں:

”شکر کا مطلب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوتوں اور طاقتوں کو اس کی اطاعت میں صرف کرنا ہے۔ خداداد صلاحیتوں کو اللہ کی نافرمانی میں صرف کرنا، یہ اللہ کی ناشکری اور کفرانِ نعمت ہے۔ شکر کرنے پر مزید احسانات کی نوید اور ناشکری پر سخت عذاب کی وعید سنائی گئی ہے تو گویا کفرانِ نعمت اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے، جس پر سخت عذاب کی وعید بیان فرمائی ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ”عورتوں کی اکثریت اپنے خاوندوں کی ناشکری کرنے کی وجہ سے جہنم میں جائے گی۔“^①

(۷۷)..... ایمان اور دعائے مغفرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿التَّائِبُونَ الْعِبَادُونَ الْحَمِيدُونَ السَّائِحُونَ الرُّكُعُونَ السُّجِدُونَ
الْأَمْرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَالنَّاهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحَفِظُونَ
حُدُودِ اللَّهِ ۗ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ ﴿١١٢﴾ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا
أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا
تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾﴾ (التوبة: ۱۱۲-۱۱۳)

”وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنے والے، عبادت کرنے والے، حمد کرنے والے، روزہ رکھنے والے، (یا راہِ حق میں سفر کرنے والے) رکوع اور سجدہ کرنے والے، نیک باتوں کی تعلیم کرنے والے اور بری باتوں سے روکنے والے اور اللہ کی حدود کا

① صحیح مسلم، کتاب العیدین، باب کتاب صلاة العیدین، رقم: ۸۸۵.

خیال رکھنے والے ہیں اور ایسے مؤمنین کو آپ خوشخبری سنا دیجیے۔ پیغمبر اور دوسرے مسلمانوں کے لیے جائز نہیں کہ مشرکین کے لیے مغفرت کی دُعا مانگیں، اگرچہ وہ رشتہ دار ہوں اس امر کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں۔“

سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اپنے والد مسیب بن حزن سے بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا جب ابوطالب کے انتقال کا وقت ہوا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے گئے،

اس وقت وہاں ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ . فَقَالَ: أَبُو جَهْلٍ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أُمِيَّةٍ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَتَرَعْبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لَا أَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أَنُحِ عَنْكَ، فَنَزَلَتْ: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ﴾ ١١٣)) ❶

” (آپ ایک بار زبان سے کلمہ) لا الہ الا اللہ کہہ دیجیے۔ میں اسی کو (آپ کی نجات کے لیے وسیلہ بنا کر) اللہ کی بارگاہ میں پیش کروں گا۔“ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: اے ابوطالب! کیا آپ عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اب میں آپ کے لیے برابر مغفرت کی دُعا کرتا رہوں گا، جب تک مجھے اس سے روک نہ دیا گیا“ تو یہ آیت نازل ہوئی: ”نبی اور ایمان والوں کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے بخشش کی دُعا کریں، اگرچہ وہ (مشرکین) رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو جب ان پر یہ ظاہر ہو چکے کہ وہ اہل دوزخ سے ہیں۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قوله: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ﴾

اسلام اپنے ماننے والوں کو جہاں اخوت اور محبت کا درس دیتا ہے، وہاں نہ ماننے والوں کے بارے میں دلوں کے اندر سختی کا حکم بھی دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک طرف اہل ایمان کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ:

﴿وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا
غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ ﴿١٠﴾﴾ (الحشر: ١٠)
”اور (ان کے لیے) جو ان کے بعد آئیں جو کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار!
ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں
اور ایمان داروں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ نہ ڈال، اے ہمارے رب!
تو شفقت و مہربانی کرنے والا ہے۔“

تو دوسری طرف مشرکین کے حق میں دُعاے مغفرت کرنے کو روک دیا ہے اور یہ حکم
قیامت تک کے لیے عام ہے۔

(۷۸)..... ایمان اور فرشتوں کی دُعا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ
وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ
شَيْءٍ رَّحْمَةً وَعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ
وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنِ الَّتِي
وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ
إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ
يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٩﴾﴾ (المؤمن: ۷-۹)

”عرش کے اٹھانے والے اور اس کے آس پاس کے (فرشتے) اپنے رب کی تسبیح حمد کے ساتھ کرتے ہیں اور اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لیے استغفار کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے ہر چیز کو اپنی بخشش اور علم سے گھیر رکھا ہے، پس تو انھیں بخش دے جو توبہ کریں اور تیری راہ کی پیروی کریں اور تو انھیں دوزخ کے عذاب سے بھی بچالے۔ اے ہمارے رب! تو انھیں بیشک والی جنتوں میں لے جا جن کا تو نے اُن سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادوں اور بیویوں اور اولاد سے (بھی) ان (سب) کو جو نیک عمل کرتے ہیں، یقیناً تو غالب و باحکمت ہے۔ انھیں برائیوں سے بھی محفوظ رکھ، حق تو یہ ہے کہ اس دن جس کو تو نے برائیوں سے بچالیا اس پر تو نے رحمت کردی اور بہت بڑی کامیابی تو یہی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِالْفِ
مِّنَ الْمَلَائِكَةِ مُرَدِّفِينَ ۙ وَمَا جَعَلَهُ اللَّهُ إِلَّا بُشْرَىٰ وَلِتَطْمَئِنَّ
بِهِ قُلُوبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ إِلَّا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ
حَكِيمٌ ۝۱۰﴾ (الانفال: ۹-۱۰)

”اس وقت کو یاد کرو کہ جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اللہ تعالیٰ نے تمہاری سن لی، کہ میں تمہاری ایک ہزار فرشتوں سے مدد دوں گا جو لگاتار چلے آئیں گے، اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لیے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو جائے۔ اور مدد صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے جو کہ زبردست حکمت والا ہے۔“

پہلی آیت میں ملائکہ کی ذمہ داریوں میں سے ایک یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ ایمان والوں کے لیے بخشش و رحمت کی دُعائیں کرتے ہیں۔ اور دوسری آیت میں اس کی عملی شکل

دکھائی گئی ہے کہ جب میدانِ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی، جب کہ مد مقابل کفار اس سے تین گنا زیادہ (یعنی ہزار کے قریب) تھے۔ اور پھر مسلمان بے سرو سامان جب کہ کافر اپنے دور کے جدید اسلحہ سے لیس تھے، ان حالات میں مسلمانوں کا سارا بھروسہ اللہ ہی کی ذات پر تھا، تو مسلمانوں نے گڑ گڑا کر دُعائیں کیں۔ اللہ نے دعاؤں کو شرفِ قبولیت سے نوازا اور فرشتوں کو ایمان والوں کی نصرت و تائید کے لیے مقرر کر دیا۔

(۷۹)..... ایمان اور اجر و جزاء

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظِلَّكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَا كِنَّ اللَّهُ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ صَفَا مَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۗ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿۱۷۹﴾

(آل عمران: ۱۷۹)

”جس حال پر تم ہو اس پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا، جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ الگ نہ کر دے، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ کر دے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے انتخاب کر لیتا ہے، اس لیے تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ أَمَّا مَنْ أَمِنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهُ جَزَاءٌ الْحُسْنَىٰ ۗ وَ سَنَقُولُ لَهُ مِنْ أَمْرِنَا يُسْرًا ﴿۸۸﴾ (الكهف: ۸۸)

”ہاں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کرے اس کے لیے تو بدلے میں بھلائی ہے

اور ہم اسے اپنے کام میں بھی آسانی ہی کا حکم دیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ وَيَزِيدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهِ وَأَمَّا الَّذِينَ اسْتَنكَفُوا وَاسْتَكْبَرُوا فَيَعَذِّبُهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِّنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ۝﴾

(النساء: ۱۷۳)

”پس جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، ان کو (اللہ تعالیٰ) ان کا پورا پورا ثواب عنایت فرمائے گا، اور جن لوگوں نے تنگ و عار اور سرکشی و انکار کیا انھیں المناک عذاب دے گا، اور وہ اپنے لیے سوائے اللہ کے کوئی حمایتی اور امداد کرنے والا نہ پائیں گے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”بعض نے اس ”زیادہ“ سے مراد یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو شفاعت کا حق عطا فرمائے گا، یہ اذن شفاعت پا کر جن کی بابت اللہ چاہے گا یہ شفاعت کریں گے۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۝﴾

(حَمَّ السَّجْدَةِ: ۸)

”بے شک جو لوگ ایمان لائیں اور بھلے کام کریں، ان کے لیے نہ ختم ہونے والا اجر ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ جَزَاءُ وَّهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ

فِيهَا أَبَدًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ذَلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهُ ۝

(البینة: ۷-۸)

”بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال کیے، یہ لوگ بہترین مخلوق ہیں۔ ان کا بدلہ ان کے رب کے پاس ہمیشگی والی جنتیں ہیں، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور وہ اس سے راضی ہوئے۔ یہ اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَلَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ ۖ﴾ (التین: ۶)

”لیکن جو لوگ ایمان لائے اور (پھر) نیک عمل کیے تو ان کے لیے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔“

اللہ تبارک و تعالیٰ نے انسانیت کی تخلیق اپنی عبادت کے لیے کی ہے کہ انسان اس دنیا میں رہتے ہوئے جس قدر ممکن ہو اللہ کی عبادت کر کے اس کو راضی کر لے۔ پھر جو لوگ اس مقصد کو یاد رکھ کر اپنے رب کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے لیے عظیم اجر و ثواب کی نوید سنائی ہے کہ کل قیامت کو تمہارے کیے ہوئے چھوٹے سے چھوٹے عمل کا تمہیں اجر مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہمیشگی والی جنتوں میں داخل فرمائیں گے، جن میں تمام اہل جنت اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے، جو کبھی انقطاع پذیر نہیں ہوں گی۔

(۸۰).....ایمان اور نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ يَقُولُ الْمُنْفِقُونَ وَالْمُنْفِقَتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُوا نَاقَتَنَا نَقَتَيْسُ مِنْ نُورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَأْيَكُمْ فَالتَّوَسَّوْا نُورًا فَضْرِبَ بَيْنَهُمْ بِسُورٍ

فَضْرَبَ بَيْنَهُمْ بُسُورَ لَهَ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِنْ قِبَلِهِ الْعَذَابُ ۝ يُنَادُوهُمْ أَلَمْ نَكُنْ مَعَكُمْ قَالُوا بَلَىٰ وَلَكِنَّكُمْ فَتَنْتُمْ أَنْفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ حَتَّىٰ جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ وَغَرَّكُمْ بِاللَّهِ الْغُرُورُ ۝ فَالْيَوْمَ لَا يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَلَا مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا مَأْوَاكُمُ النَّارُ هِيَ مَوْلَاكُمْ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۝ ﴿١٥﴾

(الحديد: ۱۳-۱۵)

”اس دن منافق مرد اور عورتیں ایمان والوں سے کہیں گے کہ ہمارا انتظار تو کرو کہ ہم بھی تمہارے نور سے کچھ روشنی حاصل کر لیں، جواب دیا جائے گا کہ تم اپنے پیچھے لوٹ جاؤ اور روشنی تلاش کرو، پھر ان کے اور ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی جائے گی، جس میں دروازہ بھی ہوگا۔ اس کے اندرونی حصہ میں تو رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا۔ یہ چلا چلا کر ان سے کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے؟ وہ کہیں گے کہ ہاں تھے تو سہی لیکن تم نے اپنے آپ کو فتنہ میں پھنسا رکھا تھا اور انتظار میں ہی رہے اور شک و شبہ کرتے رہے اور تمہیں تمہاری فضول تمناؤں نے دھوکے میں ہی رکھا، یہاں تک کہ اللہ کا حکم آپہنچا اور تمہیں اللہ کے بارے میں دھوکہ دینے والے نے دھوکے میں ہی رکھا۔ الغرض، آج تم سے نہ فدیہ (اور نہ بدلہ) قبول کیا جائے گا، اور نہ ہی کافروں سے۔ تم (سب) کا ٹھکانہ دوزخ ہے، وہی تمہاری رفیق ہے اور وہ بُرا ٹھکانہ ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لِيُعَذِّبَ اللَّهُ الْمُنَافِقِينَ وَالْمُنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ وَيَتُوبَ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾ (الاحزاب: ۷۳)

” (یہ اس لیے) کہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور عورتوں اور مشرک مردوں اور

عورتوں کو سزا دے اور مومن مردوں اور عورتوں کی توبہ قبول فرمائے، اور اللہ تعالیٰ بڑا ہی بخشنے والا اور مہربان ہے۔“

اللہ تعالیٰ نے تکالیف شرعیہ آسمان وزمین اور پہاڑوں پر پیش کیں تو وہ ان کے اٹھانے سے ڈر گئے لیکن جب انسان پر پیش کی گئیں تو وہ اطاعتِ الہی کے اجر و ثواب اور اس کی فضیلت کو دیکھ کر اس بارگراں کو اٹھانے پر آمادہ ہو گیا۔ اور پھر احکام شرعیہ کو امانت سے تعبیر کیا کہ جس طرح امانت کی ذمہ داری کے ساتھ ادائیگی کی جاتی ہے اسی طرح اس ذمہ داری کو بھی نبھانا ہے تاکہ معلوم ہو جائے کون اہل نفاق و اہل شرک میں سے ہے، اور کون اہل ایمان اور اہل توحید میں سے ہے، پھر اس کے مطابق جزا و سزا دی جائے۔

(۸۱)..... ایمان اور شیطان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا
خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۗ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿۲۰۸﴾ فَإِن زَلَلْتُمْ مِّنْ
بَعْدِ مَا جَاءَتْكُمُ الْبَيِّنَاتُ فَاَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿۲۰۹﴾﴾

(البقرة: ۲۰۸-۲۰۹)

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ اور شیطان کے قدموں کی تابعداری نہ کرو، وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اگر تم باوجود اپنے پاس دلیلیں آنے کے پھسل جاؤ تو جان لو کہ اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ ۗ وَ مَنْ
يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۗ وَلَوْ لَا
فَضْلُ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَ رَحْمَتُهُ مَا زَكَا مِنكُمْ مِّنْ أَحَدٍ أَبَدًا ۗ وَ

لَكِنَّ اللَّهَ يُزَكِّي مَن يَشَاءُ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٢١﴾ ﴿النور: ۲۱﴾
 ”اے ایمان والو! شیطان کے قدم بقدم نہ چلو، جو شخص شیطانی قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرے گا، اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی پاک صاف نہ ہوتا، لیکن اللہ تعالیٰ جسے پاک کرنا چاہے، کر دیتا ہے، اور اللہ سب سننے والا اور سب جاننے والا ہے۔“

ان آیات میں شیطان کی پیروی سے روکا گیا ہے، کیوں کہ آدمی پورے اسلام پر اسی وقت گامزن ہو سکتا ہے جب شیطان کی مخالفت کو اپنی زندگی کا شیوہ بنالے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی اتباع سے منع فرمایا، اور تنبیہ کی وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے، جو برائیوں کو مزین و مستحسن کر کے پیش کرتا ہے اور بدعات کو بھی نیکی باور کراتا ہے، تاکہ اس کے دام ہم رنگ زمین میں پھنسے رہو۔

(۸۲)..... ایمان اور تفرقہ بازی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَ
 أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴿١٠١﴾ وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا
 وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ
 قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْوَانًا ۗ وَ كُنْتُمْ عَلَى شَفَا حُفْرَةٍ
 مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْهَا ۗ كَذَلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ
 تَهْتَدُونَ ﴿١٠٢﴾ وَلَتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ
 بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٣﴾
 وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ
 الْبَيِّنَاتُ ۗ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٤﴾﴾

(آل عمران: ۱۰۲-۱۰۵)

”اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اتنا جتنا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب مل کر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو، اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم آپس میں دشمن تھے، تو اس نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی، پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچالیا۔ اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لیے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ۔ تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے، اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔ تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا، جنہوں نے اپنے پاس روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی تفرقہ ڈالا اور اختلاف کیا، انہیں لوگوں کے لیے بڑا عذاب ہے۔“

مندرجہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فرقہ واریت اور آپس میں مذہبی گروہ بندی سے بچنے کی تاکید فرمائی اور اہل کتاب کی شکوک و شبہات ڈالنے والی سازش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان پر دھیان نہ دینے اور اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔

شیطان مگر چال قیامت کی چل گیا

مسلمانوں کی بدقسمتی کہ ایک اللہ کو ماننے والے، ایک رسول کی پیروی کا دعویٰ رکھنے والے، ایک قرآن کو دینی آئین سمجھنے والے، دینی فرقوں اور ایک دوسرے سے متضاد مذہبی گروہوں میں ایسے بٹے کہ الامان والحفیظ۔ اللہ تعالیٰ نے اس فرقہ وارانہ لعنت سے نکلنے اور اتفاق و اتحاد کا ہمیں راستہ دکھایا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَ أَطِيعُوا الرَّسُولَ وَ أُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَ

الرَّسُولِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۖ ذَٰلِكَ خَيْرٌ
وَأَحْسَنُ تَأْوِيلًا ﴿٥٩﴾ ﴿النساء: ٥٩﴾

”اے ایمان والو! فرمانبرداری کرو اللہ تعالیٰ کی اور فرمانبرداری کرو رسول (ﷺ) کی ان لوگوں کی جو با اختیار ہیں۔ پھر اگر کسی چیز میں اختلاف کرو تو اسے لوٹاؤ، اللہ تعالیٰ کی طرف اور رسول کی طرف، اگر تمہیں اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ یہ بہت بہتر ہے اور باعتبار انجام کے بہت اچھا ہے۔“

(۸۳)..... ایمان اور اہل کتاب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۚ
بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ
اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴿٥١﴾﴾ (المائدة: ٥١)

”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِينَكُمْ هُزُؤًا
وَلَعِبًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكَفَّارَ أَوْلِيَاءَ ۗ
وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٥٦﴾﴾ (المائدة: ٥٦)

”اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں، (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو اہل کتاب ہیں یا کفار ہوں، اگر تم مؤمن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا
الْكِتَابَ يَرُدُّوكُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ كُفْرِينَ ۝ وَكَيْفَ تَكْفُرُونَ
وَأَنْتُمْ تُنْفِلُونَ عَلَيْنَا آيَاتِ اللَّهِ وَفِيكُمْ رَسُولُهُ ۗ وَمَنْ يَعْتَصِمْ
بِاللَّهِ فَقَدْ هُدِيَ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ۝﴾

(آل عمران: ۱۰۰-۱۰۱)

”اے ایمان والو! اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہارے ایمان لانے کے بعد مرتد کافر بنا دیں گے۔ (گو یہ ظاہر ہے کہ) تم کیسے کفر کر سکتے ہو؟ باوجودیکہ تم پر اللہ تعالیٰ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور تم میں رسول اللہ (ﷺ) موجود ہیں، جو شخص اللہ تعالیٰ (کے دین) کو مضبوط تھام لے تو بلاشبہ اسے راہِ راست دکھادی گئی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ
أَشْرَكُوا ۗ وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُم مَّوَدَّةً لِّلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا
إِنَّا نَصْرِي ۗ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا
يَسْتَكْبِرُونَ ۝﴾ (المائدة: ۸۲)

”یقیناً آپ ایمان والوں کا سب سے زیادہ دشمن یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے اور ایمان والوں سے سب سے زیادہ دوستی کے قریب آپ یقیناً انھیں پائیں گے جو اپنے آپ کو نصاریٰ (عیسائی) کہتے ہیں، یہ اس لیے کہ ان میں علماء اور گوشہ نشین افراد پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے کہ وہ تکبر نہیں کرتے۔“

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”ہاں مسلمانوں سے دوستی میں زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو اپنے تئیں نصاریٰ

کہتے ہیں۔ مسیح علیہ السلام کے سچے تابعدار ہیں۔ انجیل کے اصلی اور صحیح طریقہ پر قائم ہیں ان میں ایک حد تک فی الجملہ مسلمانوں اور اسلام کی محبت ہے، یہ اس لیے کہ ان میں نرم دلی ہے، جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً﴾

”سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے تابعداروں کے دلوں میں ہم نے نرمی اور رحم ڈال دیا ہے۔“

حتیٰ کہ ان کی کتاب میں حکم ہے ”کوئی تمہارے دائیں رخسار پر مارے تو بائیں رخسار بھی اُن کو پیش کر دو۔“ یعنی مت لڑو۔ اُن کی شریعت میں لڑائی ہے ہی نہیں۔ یہاں ان کی دوستی کی وجہ یہ بیان فرمائی کہ ان میں خطیب اور واعظ ہیں اور عبادت گزار اور گوشہ نشین لوگ ہیں۔“ (تفسیر ابن کثیر)

اور حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس پر مزید رقمطراز ہیں:

”ان وجوہ سے یہ مسلمانوں کے بہ نسبت یہودیوں کے زیادہ قریب ہیں۔ عیسائیوں کا یہ وصف یہودیوں کے مقابلے میں ہے۔ تاہم اسلام دشمنی کا تعلق ہے، کم و بیش کچھ فرق کے ساتھ، اسلام کے خلاف یہ عناد عیسائیوں میں موجود ہے، جیسا کہ صلیب و ہلال کی صدیوں پر محیط معرکہ آرائی سے واضح ہے اور جس کا سلسلہ تاحال جاری ہے، اور اب تو اسلام کے خلاف یہودی اور عیسائی دونوں ہی مل کر سرگرم عمل ہیں۔ اسی لیے قرآن نے دونوں سے ہی دوستی کرنے سے منع فرمایا ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ مَوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيهِ ، وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ ، يَسْدُلُونَ أَشْعَارَهُمْ ، وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ يَفْرِقُونَ رُؤُسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ ﷺ نَاصِيَتَهُ ثُمَّ فَرَّقَ بَعْدَ .)) ❶

❶ صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الفرق، رقم: ۵۹۱۷، ۳۵۵۸۔ صحیح مسلم، کتاب

الفضائل، باب فی سدل النبی ﷺ.

”نبی ﷺ کو اگر کسی مسئلہ جب تک میں (اللہ کی طرف سے) کوئی حکم نہ دیا گیا ہوتا تو آپ اس میں اہل کتاب کے عمل کو اپناتے تھے۔ اہل کتاب اپنے سر کے بال لٹکائے رکھتے اور مشرکین مانگ نکالتے تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ بھی (اہل کتاب کی موافقت میں) پہلے سر کے بال پیشانی کی طرف لٹکاتے، لیکن بعد میں آپ بیچ میں سے مانگ نکالنے لگے۔“

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو مخاطب کر کے حکم دیا ہے کہ اہل کتاب کو دوست نہ بناؤ اور اس کی نہایت ہی نفاست کے ساتھ حکمتیں بھی بیان کی ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

۱۔ کہ وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

۲۔ وہ تمہارے دین کا مذاق اڑاتے ہیں۔

۳۔ وہ تمہارے دشمن ہیں، اس دشمنی کا زبانی کلامی دعویٰ بھی کرتے ہیں جب کہ ﴿وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرَهُمْ اَكْبَرُ﴾

(۸۴).....ایمان اور کفار سے دوستی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا الْكَافِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتْرِيدُوْنَ اَنْ يَّجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۳﴾
 اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرَجٰتِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ يَّجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۴﴾ (النساء: ۱۴۴-۱۴۵)

”اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو۔ منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو کوئی ان کا مددگار پالے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأْيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا آبَاءَكُمْ وَإِخْوَانَكُمْ أَوْلِيَاءَ
 إِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْإِيمَانِ ۗ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَأُولَٰئِكَ
 هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾﴾ (التوبة: ٢٣)

”اے ایمان والو! اپنے آباء و اجداد کو اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ
 کفر کو ایمان سے زیادہ عزیز سمجھیں، تم میں سے جو بھی ان سے محبت رکھے گا، وہ
 پورا گنہگار ظالم ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ
 وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا
 مِنْهُمْ تُقَاةً ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ ۗ وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ ﴿٢٨﴾﴾

(آل عمران: ٢٨)

”ایمان والوں کو چاہیے کہ وہ مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور
 جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں، مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی
 طرح بچاؤ مقصود ہو، اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ
 تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَأْيُهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بَطَانَةً مِنْ دُونِكُمْ لَا
 يَأْلُونَكُمْ خَبَالًا ۗ وَدُّوا مَا عَنِتُّمْ ۗ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ
 أَفْوَاهِهِمْ ۗ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۗ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْآيَاتِ
 إِن كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ﴿١١٨﴾﴾ (آل عمران: ١١٨)

”اے ایمان والو! تم اپنا دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ، (تم تو)
 نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے

ہیں کہ تم دُکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے، وہ بہت زیادہ ہے، ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أُولَئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ أُولَئِكَ حِزْبُ اللَّهِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ٥﴾

(المجادلة: ۲۲)

”اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرنے والوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے، گو وہ ان کے باپ یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے کنبہ (قبیلے) کے (عزیز) ہی کیوں نہ ہوں۔ یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو لکھ دیا ہے اور جن کی تائید اپنی روح سے کی ہے اور جنہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا، جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہیں، جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ ان سے راضی ہے اور یہ اللہ سے راضی ہیں، یہ اللہ کا لشکر ہے، آگاہ رہو، بے شک اللہ کے گروہ والے ہی کامیاب لوگ ہیں۔“

جب کوئی آدمی اسلام قبول کرتا ہے تو اس میں کچھ تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک اہم تبدیلی یہ ہوتی ہے کہ اس کی دوستی اور دشمنی کا معیار بدل جاتا ہے۔ جو کل تک اس کے دوست تھے، دشمن بن جاتے ہیں اور جو دشمن تھے، وہ دوست بن جاتے ہیں اور اس کی عملی مثال اس واقعہ میں موجود ہے کہ

سیدنا ثمامہ بن اثال رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اپنے جذبات کا اظہار جن الفاظ میں کیا، اسی طرح سیدہ ہند بنت عتبہ جو کہ ابوسفیان کی بیوی تھیں کا اسلام لانا، (دونوں واقعات تفصیلاً بالترتیب صحیح بخاری، رقم: ۴۳۷۲ اور ۳۸۲۵ میں دیکھے جاسکتے ہیں۔) یہ دونوں واقعات ہمیں بتاتے ہیں کہ اسلام کے بعد کس طرح ان کی زندگی میں تبدیلی آئی اور انہوں نے ایمان والوں کو اپنے دلوں میں جگہ دی اور کفار سے کھلم کھلی دشمنی کا اعلان کیا۔

کفار سے دشمنی رکھنے کے مضمون کو اللہ تعالیٰ کے قرآن میں کئی جگہ بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے، کیوں کہ کافر اللہ کے بھی دشمن ہیں، اس کے رسول ﷺ کے بھی اور اہل ایمان کے بھی، تو پھر ان کو دوست بنانے کا جواز کس طرح ہو سکتا ہے؟

(۸۵)..... ایمان اور ایمانی امور

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ
الْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَ
الْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَالْإِسْبِطِ وَالسَّابِغِينَ وَفِي الرِّقَابِ
وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا
وَ الصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالصَّرَاءِ وَ حِينَ الْبَأْسِ ۗ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ صَدَقُوا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد

کرے، نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی لوگ سچے ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْإِيمَانُ بِضْعٌ وَسِتُّونَ شُعْبَةً ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِنَ الْإِيمَانِ .))^①
 ”ایمان کی ساٹھ سے اوپر کچھ شاخیں ہیں اور حیا (شرم) بھی ایمان کی ایک شاخ ہے۔“

اعمالِ صالحہ کو ایمان سے الگ قرار دینا اور نجات کے لیے صرف ”ایمان“ کو کافی جاننا۔ یہ بات قرآن و سنت کے خلاف ہے، کیوں کہ آیت بالا میں عقائد صحیحہ و ایمانِ راسخ کے بعد ایثار، مالی قربانی، صلہ رحمی، حسن معاشرت، رفاہ عامہ کو جگہ دی گئی ہے، اس کے بعد ارکانِ اسلام نماز، زکوٰۃ وغیرہ کا ذکر ہے، پھر اخلاقِ فاضلہ کی ترغیب ہے۔ اس کے بعد صبر و استقلال کی تلقین ہے اور یہ سب لفظ ”بر“ کی تفسیر ہے۔

(۸۶)..... ایمان اور ایمانی کمی و زیادتی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَّتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿۲﴾ ﴾
 (الانفال: ۲)

”پس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈرجاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کا

① صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب امور الإیمان، رقم: ۹۔ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان عدد شعب الإیمان و افضلها و أدناها، و فضيلة الحياء، و كونه من الإیمان، رقم: ۱۵۲۔

ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔“

یعنی ہر ایسے موقع پر جب کہ کوئی حکم الہی آدمی کے سامنے آئے اور وہ اُس کی تصدیق کر کے سرِ اطاعت جھکا دے، آدمی کے ایمان میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہر اس موقع پر جب کوئی چیز آدمی کی مرضی کے خلاف، اس کی رائے اور تصورات و نظریات کے خلاف اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اُس کے رسول کی ہدایت میں ملے اور آدمی اُس کو مان کر فرمانِ الہی اور ہدایتِ رسول کو بدلنے کے بجائے اپنے آپ کو بدل ڈالے اور اس کی قبولیت میں تکلیف برداشت کر لے تو اس سے آدمی کے ایمان کو بالیدگی نصیب ہوتی ہے، اس کے برعکس اگر ایسا کرنے میں آدمی دریغ کرے تو اس کے ایمان کا گراف گھٹنا شروع ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ایمان کوئی ساکن یا جامد چیز نہیں ہے، بلکہ تصدیق اور انکار میں انحطاط اور نشوونما کی صلاحیت ہے۔ ہر انکار کی کیفیت گھٹ بھی سکتی ہے اور بڑھ بھی سکتی ہے، اسی طرح ہر اقرار و تصدیق میں ارتقا بھی ہو سکتا ہے اور تنزل بھی۔

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”سوبات یہ ہے کہ جو شخص پہلے سے صاحبِ ایمان ہو، اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور جنت کی خوشخبری اس کے حق میں ہے۔“

مزید لکھتے ہیں:

”امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر ائمہ نے اسی نوعیت کی آیتوں سے یہ استدلال کیا ہے کہ ایمان میں زیادتی اور کمی ہو سکتی ہے، جیسا کہ جمہور ائمہ کا مذہب ہے، بلکہ کہا گیا ہے کہ بہت سارے ائمہ کا اسی پر اجماع ہے۔ جیسے شافعی، احمد بن حنبل اور ابو عبیدہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ۔“ (تفسیر ابن کثیر)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ السَّكِينَةَ فِي قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ لِيَزْدَادُوا إِيمَانًا مَعَ إِيمَانِهِمْ ۗ وَ لِلَّهِ جُنُودُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ۗ وَ كَانَ

اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿٤﴾ (الفتح: ٤)

”وہی ہے جس نے مسلمانوں کے دلوں میں سکون (اور اطمینان) ڈال دیا تاکہ اپنے ایمان کے ساتھ ہی ساتھ اور بھی ایمان میں بڑھ جائیں، اور آسمانوں اور زمین کے (کل) لشکر اللہ ہی کے ہیں، اور اللہ تعالیٰ دانا و با حکمت ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَنْ نَقَضَ عَلَيْهِ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۖ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ
وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ﴿١٣﴾﴾ (الکھف: ١٣)

”ہم ان کا صحیح واقعہ تیرے سامنے بیان فرما رہے ہیں۔ یہ چند نوجوان اپنے رب پر ایمان لائے تھے اور ہم نے ان کی ہدایت میں ترقی دی تھی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَآتَاهُمْ تَقْوَاهُمْ ﴿١٦﴾﴾

(محمد: ١٧)

”اور جو لوگ ہدایت یافتہ ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت میں اور بڑھا دیا اور انھیں ان کی پرہیزگاری عطا فرمائی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا
فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيَقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزِدَّادَ
الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
وَالْمُؤْمِنُونَ﴾ (المدثر: ٣١)

”ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں۔ اور ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے مقرر کی ہے تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں، اور اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے اور اہل ایمان شک نہ کریں.....“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا مَا أَنْزَلْنَا سُورَةً مِنْهُمْ فَمِنْهُمْ مَنْ يَقُولُ أَيُّكُمْ زَادَتْهُ هَذِهِ
إِيمَانًا، فَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا فزَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَهُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿۱۳۰﴾
وَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فزَادَتْهُمْ رِجْسًا إِلَى رِجْسِهِمْ
وَمَا تَوَّأَوْا وَهُمْ كَافِرُونَ ﴿۱۳۱﴾﴾ (التوبة: ۱۲۴-۱۲۵)

”اور جب کوئی سورت نازل کی جاتی ہے تو بعض منافقین کہتے ہیں کہ اس سورت نے تم میں سے کس کے ایمان کو زیادہ کیا ہے؟ سو جو لوگ ایمان والے ہیں، اس سورت نے ان کے ایمان کو زیادہ کیا ہے اور وہ خوش ہو رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں روگ ہے اس سورت نے ان میں ان کی گندگی کے ساتھ اور گندگی بڑھادی اور وہ حالت کفر ہی میں مر گئے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ
فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ إِيمَانًا ۖ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ
الْوَكِيلُ ﴿۱۲۳﴾﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

”وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کر لیے ہیں، تم ان سے خوف کھاؤ تو اس بات نے انہیں ایمان میں اور بڑھادیا اور کہنے لگے: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَمَّا رَأَى الْمُؤْمِنُونَ الْأَحْزَابَ ۗ قَالُوا هَذَا مَا وَعَدَنَا اللَّهُ وَ
رَسُولُهُ وَصَدَقَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ ۚ وَمَا زَادَهُمْ إِلَّا إِيمَانًا وَ
تَسْلِيمًا ﴿۴۲﴾﴾ (الاحزاب: ۲۲)

”اور ایمان داروں نے جب (کفار کے) لشکروں کو دیکھا (بے ساختہ) کہہ

اُٹھے کہ اسی کا تو وعدہ ہم سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے کیا تھا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا اور اس (چیز) نے ان کے ایمان میں اور شیوہ فرما برداری میں مزید اضافہ کر دیا۔“

اور سیدنا حنظلہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَوَعظْنَا فَذَكَرَ النَّارَ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَضَاحَكْتُ الصَّيَّانَ وَلَا عَبْتُ الْمَرْأَةَ، قَالَ: فَخَرَجْتُ فَلَقِيْتُ أَبَا بَكْرٍ، فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ، فَقَالَ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا تَذَكُرُ، فَلَقِينَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ نَافِقَ حَنْظَلَةَ فَقَالَ مَهْ؟! فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ. فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ: وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا فَعَلَ، فَقَالَ: يَا حَنْظَلَةَ سَاعَةً وَسَاعَةً، لَوْ كَانَتْ تَكُونُ قُلُوبُكُمْ كَمَا تَكُونُ عِنْدَ الدِّكْرِ، لَصَافَحْتَكُمْ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُسَلَّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطَّرِيقِ.)) ❶

”ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ نے ہمیں آگ کے بارے میں وعظ فرمایا، پھر میں گھر آیا اور آ کر بچوں اور بیوی کے ساتھ ہنسی کھیل کیا۔ کہتے ہیں: پھر میں گھر سے نکلا اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور اپنی اس کیفیت کو بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے: میرا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہم (دونوں) رسول اللہ ﷺ سے ملے اور میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! حنظلہ منافق ہو گیا ہے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”کیا؟“ (کیا کہہ رہے ہو) تو میں نے اپنی ساری بات بتلا دی اور سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری حالت بھی انھی

❶ صحیح مسلم، کتاب التوبة، باب فضل دوام الذکر والفکر فی امور الآخرة، رقم: ۲۷۵۰، سنن الترمذی، صفة القيامة، باب حدیث لو أنکم تکنونون کما تکنونون عندی، رقم: ۲۴۵۲۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب المداومة علی العمل، رقم: ۴۲۳۹۔

جیسی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے حظلہ گھڑی، گھڑی (یعنی وقت وقت میں فرق ہے) اگر تمہاری دلی کیفیت ویسی ہی رہے، جیسی وعظ و نصیحت کے وقت ہوتی ہے تو تم سے فرشتے مصافحہ کریں، یہاں تک کہ وہ تمہیں راستوں میں سلام کریں۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيَغْيِرْهُ بِيَدِهِ ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ ،

فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ ، وَذَلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ .)) ❶

”تم میں سے جو بھی برائی دیکھے اپنی قوتِ بازو سے اسے روک دے، اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو زبان سے منع کرے اور اگر وہ اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا تو اس برائی کو دل سے برا جانے، اور یہ ایمان کا سب سے کمزور ترین درجہ ہے۔“

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ لِلَّهِ ، وَابْغَضَ لِلَّهِ ، وَأَعْطَى لِلَّهِ ، وَمَنَعَ لِلَّهِ فَقَدْ

اسْتَكْمَلَ الْإِيمَانَ .)) ❷

”جس نے اللہ کے لیے محبت کی اور اللہ کے (دین) کے لیے بغض رکھا، اور اللہ کے نام پر دیا اور اللہ ہی کے لیے روکا اس نے ایمان مکمل کر لیا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنَهُمْ خُلُقًا .)) ❸

❶ صحیح مسلم، کتاب الإیمان، باب بیان کون النہی عن المنکر من الإیمان، وأن الإیمان یزید

وینقص وأن الأمر بالمعروف والنہی عن المنکر واجب، رقم: ۴۹ / ۷۸، سنن النسائی، کتاب الإیمان، باب تفاصيل أهل الإیمان، رقم الحديث: ۵۰۱۲ .

❷ سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الإیمان ونقصانه، رقم: ۴۶۸۰، سلسلہ الصحیحہ: ۳۸ .

❸ سنن أبي داؤد، کتاب السنة، باب الدلیل علی زیادة الإیمان ونقصانه، رقم: ۴۶۸۲، علامہ البانی نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

”کامل ترین ایمان والا وہ مومن ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔“

درج بالا دلائل اسی بات پر دلالت کرتے ہیں کہ ایمان حسب مراتب گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے، جس طرح کہ خیر القرون میں فرائض، شرائع اور حدود و سنن سب ایمان میں داخل سمجھے جاتے تھے۔ اس کی مثال امام بیہقی رحمہ اللہ کی کتاب ”شعب الایمان“ ہے، جس میں انہوں نے تفصیلاً قرآن و احادیث سے ایمان کے شعب ذکر کیے ہیں۔ اور ایمان کے کامل یا ناقص ہونے کا تصور ان جملہ امور کی ادائیگی و عدم ادائیگی پر موقوف تھا، اور مسلمانوں میں عام طور پر ایمان کی کمی و بیشی کی اصطلاحات مروج تھیں۔

یہ سب باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

(۸۷)..... ایمان اور قول و عمل کا ایک ہونا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ كَبُرَ مَقْتًا
عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَ
فِي سَبِيلِهِ صَفًّا كَانَهُمْ بُنْيَانٌ مَرصُوعٌ ۝﴾ (الصف: ۲-۴)

”اے ایمان والو! تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ تم جو کرتے نہیں اس کا کہنا اللہ کو سخت ناپسند ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے، جو اس کی راہ میں صف بستہ جہاد کرتے ہیں، گویا وہ سیسہ پلائی ہوئی عمارت ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاعْلَمُوا أَنَّ فِيكُمْ رَسُولَ اللَّهِ لَوْ يُطِيعُكُمْ فِي كَثِيرٍ مِّنَ
الْأَمْرِ لَعَنِتُّمْ وَلَكِنَّ اللَّهَ حَبَّبَ إِلَيْكُمُ الْإِيمَانَ وَزَيَّنَهُ فِي
قُلُوبِكُمْ وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ ۗ أُولَٰئِكَ
هُمُ الرُّشِدُونَ ﴿٦﴾﴾ (الحجرات: ۷)

”اور جان رکھو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں، اگر وہ تمہاری اطاعت کرتے بہت اُمور میں، تو تم مشکل میں پڑ جاؤ لیکن اللہ تعالیٰ نے ایمان کو تمہارے لیے محبوب بنا دیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں زینت دے رکھی ہے اور کفر اور گناہ اور نافرمانی کو تمہاری نگاہوں میں ناپسندیدہ بنا دیا ہے، یہی لوگ راہ یافتہ ہیں۔“

اس آیت میں دیگر باتوں کے علاوہ دو باتیں قابل توجہ ہیں:

۱- اللہ نے ایمان کو تمہارے لیے پسند کیا۔

۲- کفر، فسوق، اور نافرمانی کو ناپسندیدہ قرار دیا۔

معلوم ہوا کہ ایمان اس دل میں زیادہ ہوتا ہے جس میں کفر اور فسق نہیں ہوتا اور کفر و فسق تولاً وعملاً یعنی زبان اور افعال دونوں طرح سے ہوتا ہے۔ لہذا ایمان کی موجودگی اور بقاء کے لیے معصیت سے بچنا لازم ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمَّنْ يَنْقَلِبُ عَلَى عَقْبَيْهِ وَإِنْ كَانَتْ لَكَبِيرَةً إِلَّا عَلَى الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِيعَ إِيمَانَكُمْ إِنَّ اللَّهَ بِالنَّاسِ لَرءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ (البقرة: ۱۴۳)

”ہم نے اسی طرح تمہیں عادل اُمت بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو جائیں، جس قبلہ پر تم سے پہلے تھے، اسے ہم نے صرف اس لیے مقرر کیا تھا کہ ہم جان لیں کہ رسول کا سچا تابعدار کون ہے اور کون ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے؟ گویہ کام مشکل ہے، مگر جنہیں اللہ نے ہدایت دی ہے، (ان پر کوئی مشکل نہیں) اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان ضائع نہ کرے گا، اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ شفقت اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ”الصلاة“ کو ”ایمان“ سے تعبیر کیا ہے، کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ایمان یعنی ان نمازوں کو جو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے ادا کی گئی ہیں، رائیگاں نہیں جانے دے گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ایمان قول و عمل دونوں کا نام ہے۔ اور ان کا ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:

((أَى الْعَمَلِ أَفْضَلُ؟ فَقَالَ: إِيمَانٌ بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ. قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: أَلْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. قِيلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: حَجٌّ مَبْرُورٌ.)) ❶

”کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ فرمایا: اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔

کہا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

کہا گیا: پھر کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مبرور۔“

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”میں نے بلادِ اسلامیہ کے مختلف علاقوں کے ایک ہزار سے زائد علماء سے ملاقات

کی ہے اور کسی کو اختلاف نہیں تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے۔“ ❷

امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو بڑھتا ہے اور کم ہوتا ہے، ہم نے یہ عقیدہ

رسول اللہ ﷺ سے مروی صحیح احادیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے محکم آثار، تابعین

اور جوان کے بعد ہیں کے اقوال سے معلوم کیا ہے، اور اس میں کسی ایک کو اختلاف

کرتے نہیں پایا۔ اسی طرح اوزاعی رحمہ اللہ کے عہد میں شام اور سفیان ثوری رحمہ اللہ

❶ صحیح البخاری، کتاب الإیمان، باب من قال إن الإیمان هو العمل، رقم: ۲۶، ۱۵۱۹۔

❷ فتح الباری شرح صحیح البخاری: ۴۷/۱۔

کے عہد میں عراق اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں حجاز اور معمر رحمۃ اللہ علیہ کے عہد میں یمن کے لوگوں کا یہی مذہب تھا کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے جو بڑھتا اور کم ہوتا ہے۔“

حافظ المغرب ابن عبدالبر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”تمام اہل فقہ اور اہل حدیث کا اجماع ہے کہ ایمان قول اور عمل کا نام ہے اور عمل بغیر نیت نہیں ہے اور ایمان اطاعت سے بڑھتا ہے اور معصیت و نافرمانی سے کم ہو جاتا ہے اور اطاعت نیکی ہے۔ سوائے ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے، ان کا مذہب ہے کہ اطاعت کو ایمان نہیں کہنا چاہیے، ایمان صرف تصدیق اور اقرار کا نام ہے، اور بعض نے معرفت کا بھی اضافہ کیا ہے۔“^①

اس ساری تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ جو لوگ ایمان قول، بلا عمل کا عقیدہ رکھتے ہیں وہ سراسر خطا پر ہیں اور کتاب و سنت ان کے اس عقیدہ کو باطل قرار دیتے ہیں۔ صحیح اور منج سلف والا عقیدہ یہ ہے کہ آدمی اس بات کا یقین رکھے کہ قول اور عمل یہ ایمان میں داخل ہیں اور ایمان اقرار باللسان، تصدیق بالقلب اور عمل بالجوارح ہے۔

(۸۸)..... ایمان اور آزمائش

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اللَّهُ ① أَحْسِبَ النَّاسَ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ② وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِينَ ③ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا ۗ سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ④﴾

(العنکبوت: ۱-۴)

① التمهيد لابن عبدالبر: ۲۸۸ / ۹

”اَلَمْ۔ کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انھیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟ ان سے پہلوں کو بھی ہم نے خوب آزمایا یقیناً اللہ تعالیٰ انھیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انھیں بھی معلوم کرے گا جو جھوٹے ہیں۔ کیا جو لوگ برائیاں کر رہے ہیں، انھوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ ہمارے قابو سے باہر ہو جائیں گے، یہ لوگ کیسی بری تجویزیں کر رہے ہیں؟“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ ان آیات کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی یہ گمان کہ صرف زبان سے ایمان لانے کے بعد بغیر امتحان لیے انھیں چھوڑ دیا جائے گا، صحیح نہیں۔ بلکہ انھیں جان و مال کی تکالیف اور دیگر آزمائشوں کے ذریعے سے جانچا پرکھا جائے گا تاکہ کھرے کھوٹے کا، سچے جھوٹے کا اور مؤمن و منافق کا پتہ چل جائے۔“

مزید لکھتے ہیں:

”یہ سنت الہیہ ہے جو پہلے سے چلی آرہی ہے، اس لیے وہ اس اُمت کے مومنوں کی بھی آزمائش کرے گا، جس طرح پہلی اُمتوں کی آزمائش کی گئی۔“

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَىٰ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّىٰ يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ ۗ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُظْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِيٰ مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ ۚ فَأَمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ ۗ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ ﴿١٧٩﴾ ﴾ (آل عمران: ١٧٩)

”جس حال پر تم ہو اسی پر اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو نہ چھوڑ دے گا، جب تک کہ پاک اور ناپاک کو الگ نہ کر دے، اور نہ اللہ تعالیٰ ایسا ہے کہ تمہیں غیب سے آگاہ

کردے، بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں میں سے جس کا چاہے، انتخاب کر لیتا ہے، اس لیے تم اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھو، اگر تم ایمان لاؤ اور تقویٰ اختیار کرو تو تمہارے لیے بڑا بھاری اجر ہے۔“

اب ذیل میں ایمان اور آزمائش سے متعلق چند احادیث مبارکہ پیش کی جا رہی ہیں۔

چنانچہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا يَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةُ فِي نَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَمَالِهِ حَتَّى يَلْقَى اللَّهَ وَمَا عَلَيْهِ خَطِيئَةٌ.)) ❶

”اللہ کے ایمان والے بندے اور ایمان والی بندی پر اللہ کی طرف سے آزمائش آتی رہتی ہے، کبھی جان پر، کبھی مال پر، کبھی اولاد پر، یہاں تک جب وہ فوت ہوتا ہے تو اس پر ایک گناہ بھی نہیں ہوتا۔“

محمد بن خالد السلمی اپنے والد سے اور وہ ان کے دادا سے بیان کرتے ہیں، اور وہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ مَنَزِلَةٌ لَمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ ابْتِلَاءُ اللَّهِ فِي جَسَدِهِ أَوْ فِي مَالِهِ أَوْ فِي وَوَلَدِهِ.)) قَالَ أَبُو دَاوُدَ زَادَ ابْنُ نَفِيلٍ: ((ثُمَّ صَبْرَهُ عَلَى ذَلِكَ.)) ثُمَّ اتَّفَقَا: ((حَتَّى يَبْلُغَهُ الْمَنَزِلَةَ الَّتِي سَبَقَتْ لَهُ مِنَ اللَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى.)) ❷

”جب کسی بندہ مؤمن کے لیے بلند مقام طے ہو جاتا ہے، جس کو وہ اپنے عمل سے نہیں پاسکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مال یا اولاد کی طرف سے کسی

❶ سنن ترمذی، ابواب الزهد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، رقم: ۲۳۹۹، سلسلۃ الصحیحۃ،

رقم: ۲۲۸۰، مسند أحمد: ۲/۲۸۷، شرح السنۃ: ۱۴۳۶، مستدرک حاکم: ۱/۳۴۶۔

❷ سنن أبي داؤد، کتاب الجنائز، باب الامراض المكفرة للذنوب، رقم: ۳۰۹۰، سلسلۃ الصحیحۃ:

۲۵۹۹۔ مسند أحمد: ۵/۲۷۲۔

تکلیف میں مبتلا کر دیتے ہیں۔“ امام ابو داؤد فرماتے ہیں: ”ابن نفیل نے یہ الفاظ زیادہ بیان فرمائے ہیں: ”پھر اس کو (اس تکلیف) پر صبر کی توفیق دیتا ہے۔“ پھر دونوں راویوں نے آگے ایک ہی الفاظ بیان کیے ہیں کہ ”یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس بلند مقام تک پہنچا دیتا ہے جو اس کے لیے پہلے سے طے ہو چکا تھا۔“

سیدنا مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنِ ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنِ ، إِنَّ السَّعِيدَ لَمَنْ جُنِبَ الْفِتْنِ ، وَكَمَنْ ابْتُلِيَ فَصَبَرَ ، فَوَاهَا .))^①

”بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ بلاشبہ وہ شخص خوش نصیب ہے جو فتنوں سے محفوظ رہا۔ اور جو امتحان اور آزمائش میں ڈالا گیا اور اس نے صبر کیا تو اس کے کیا کہنے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَوْمَ أَهْلُ الْعَاقِبَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حِينَ يُعْطَى أَهْلُ الْبَلَاءِ الثَّوَابَ ، لَوْ أَنَّ جُلُودَهُمْ كَانَتْ قُرْصَتٍ فِي الدُّنْيَا بِالْمَقَارِيضِ))^②

”قیامت کے دن جب ان لوگوں کو جو دنیا میں مصائب میں مبتلا رہے۔ ان کے مصائب کے عوض اجر و ثواب دیا جائے گا، تو وہ لوگ جو دنیا میں ہمیشہ چین و آرام سے رہے، حسرت کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے

① سنن أبي داؤد، كتاب الفتن والملاحم، باب النهي عن السعي في الفتنة، رقم: ٤٢٦٣، سلسلة الصحيحة: ٩٧٣.

② سنن الترمذي، كتاب الزهد، باب يوم القيامة وندامة المحسن، رقم: ٢٤٠٢، طبرانی صغیر، رقم: ٢٤١، علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

کاٹی گئی ہوتیں۔“

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ أَعْظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عَظْمِ الْبَلَاءِ ، وَإِنَّ اللَّهَ إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ ، فَمَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا ، وَمَنْ سَخَطَ فَلَهُ السَّخَطُ))^❶

”یقیناً آزمائش جتنی سخت ہوگی، اتنا ہی بڑا انعام ملے گا، (بشرطیکہ آدمی مصیبت سے گھبرا کر راہِ حق سے اکھڑ نہ جائے) اور اللہ تعالیٰ جب کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو ان کو (مزید نکھارنے اور صاف کرنے کے لیے) آزمائشوں میں ڈالتا ہے۔ پس جو اللہ کے فیصلے پر راضی رہیں (اور صبر کریں) تو اللہ ان سے خوش ہوتا ہے۔ اور جو لوگ (اس آزمائش میں) اللہ سے ناراض ہوں تو اللہ بھی ان سے ناراض ہوتا ہے۔“

ان مذکورہ بالا آیات و احادیث سے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ اور جس مؤمن کا جس درجہ ایمان ہوتا ہے، اسی درجہ کا اس کا امتحان بھی ہوتا ہے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام اور مومنین کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی یہی سنت رہی ہے۔ اور اللہ کی یہ سنت بدل نہیں سکتی۔ جو بھی اللہ کے دین پر چلے گا، اس کی ضرور آزمائش ہوگی، تو جو لوگ ان مصائب اور آزمائشوں میں صبر و استقامت سے کام لیں گے۔ اللہ تعالیٰ انھیں سعادت نصیب فرمائیں گے۔ اور جو لوگ آزمائشوں میں پورے نہ اترے اور دنیاوی پریشانیوں اور مصائب و آلام کو عذاب تصور کر لیا، انھیں آخرت میں محرومیوں اور ناکامیوں کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

اللہ تعالیٰ نے مومنون کو خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ”تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ بغیر امتحان و آزمائش سے گزرے جنت میں داخل ہو جاؤ گے؟ حالانکہ ابھی تک تمہاری ویسی آزمائش نہیں ہوئی ہے، جیسی آزمائش گذشتہ انبیاء و مومنین کی ہوئی“۔ ان پر جو مصیبتیں آئیں، ان کی شدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور ان پر ایمان لانے والے بعض اہل

❶ سنن الترمذی، کتاب الزہد، رقم: ۲۳۹۶، علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

ایمان شدت کرب و الم سے یہ کہنے لگے کہ اے اللہ! اب تو اپنی مدد بھیج دے۔

اور جب ان کا امتحان ہو چکا تو اللہ نے کہا کہ ہاں، اب اللہ کی مدد میرے مؤمن و صالح بندوں کے قریب ہے، کیونکہ اللہ تو ہر چیز پر ہر وقت قادر ہے۔ اللہ تو آزمانا چاہتا ہے کہ میدانِ عمل میں کون بندہ مخلص اور صادق ہے۔ اور کون ریاء کار و کاذب ہے۔

(۸۹)..... ایمان اور ثابِت قدمی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَيْسَ الْبِرُّ أَنْ تُولُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَ
الْكِتَابِ وَالرَّسُولِ ۖ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ
وَالْمَسْكِينِ وَابْنَ السَّبِيلِ ۖ وَالسَّائِلِينَ ۖ وَفِي الرِّقَابِ ۖ وَأَقَامَ
الصَّلَاةَ ۖ وَآتَى الزَّكَاةَ ۖ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا ۖ
الصَّادِقِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالصَّرَاءِ ۖ وَحِينَ الْبَأْسِ ۚ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ
صَدَقُوا ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ﴿۱۷۷﴾﴾ (البقرة: ۱۷۷)

”ساری اچھائی مشرق و مغرب کی طرف منہ کرنے میں ہی نہیں بلکہ حقیقتاً اچھا وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو، جو مال سے محبت کرنے کے باوجود قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور سوال کرنے والے کو دے، غلاموں کو آزاد کرے نماز کی پابندی اور زکوٰۃ کی ادائیگی کرے، جب وعدہ کرے تب اسے پورا کرے، تنگدستی، دکھ درد اور لڑائی کے وقت صبر کرے، یہی سچے لوگ ہیں اور یہی پرہیزگار ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الصَّابِرِينَ﴾ ﴿١٥٣﴾ (البقرة: ۱۵۳)

”اے ایمان والو! صبر اور نماز کے ذریعہ مدد چاہو، بے شک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

اس آیت مبارکہ میں صبر و اثبات کی تعلیم دی جا رہی ہے کہ اگرچہ دین اسلام کی تبلیغ میں مشکلات پیش آئیں، مگر آپ بدستور اللہ تعالیٰ کی بندگی یعنی احکام الہی کی پیروی کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿رَبُّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ هَلْ تَعْلَمُ لَهُ سَمِيًّا﴾ ﴿٦٥﴾ (مریم: ۶۵)

”آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، سب کا رب وہی ہے، تو اسی کی بندگی کر اور اس کی عبادت پر جم جا، کیا تیرے علم میں اس کا ہم نام، ہم پلہ کوئی اور بھی ہے؟“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾ ﴿٢٧﴾

(ابراہیم: ۲۷)

”ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کچی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ظالم لوگوں کو اللہ بہکادیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ ﴿٢٠٠﴾ (آل عمران: ۲۰۰)

”اے ایمان والو! صبر سے کام لو، اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کرو، اور جہاد

کے لیے مستعد رہو، اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”پیر و ان دعوت قرآن کے لیے دستور العمل یہ ہے کہ صبر کریں، راہِ عمل میں ایک

دوسرے کے ساتھ بندھ جائیں اور ہر حال میں اللہ سے ڈرتے رہیں، اگر انھوں

نے ایسا کیا تو کامیابی انہی کے لیے ہے۔“ (ترجمان القرآن: ۳۶۰/۱)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ

الْمَلَائِكَةُ أَلَّا يَخَافُوا وَلَا يَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ

تُوَعَدُونَ ﴿۲۰﴾ (حَمَّ السَّجْدَةِ: ۲۰)

”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس (عقیدہ توحید اور عمل

صالح) پر جمے رہے، ان پر فرشتے اترتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم نہ ڈرو اور نہ غم

کرو اور اس جنت کی خوش خبری سن لو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے۔“

سیدنا سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں عرض کیا: مجھے اسلام کے بارے میں ایسی بات ارشاد فرمائیں کہ آپ کے بعد کسی سے سوال

کرنے کی ضرورت نہ رہے۔ ایک روایت میں ہے آپ کے علاوہ۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قُلْ آمَنْتُ بِاللَّهِ ثُمَّ اسْتَقِمَّ .)) ①

”تو کہہ میں اللہ پر ایمان لایا پھر اس پر جم جا۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ حم السجدہ آیت نمبر ۲۰ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یعنی سخت سے سخت حالات میں بھی ایمان و توحید پر قائم رہے، اس سے انحراف

نہیں کیا۔ بعض نے استقامت کے معنی اخلاص کیے ہیں۔ یعنی صرف ایک اللہ ہی

① صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب جامع أوصاف الاسلام، رقم الحدیث: ۳۸ / ۶۲۔ مسند

أحمد بن حنبل: ۴۱۳ / ۳۔

کی عبادت و اطاعت کی۔ جس طرح حدیث میں بھی آتا ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۹۰)..... بے ایمان اور عذابِ الہی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَلَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا قَالُوا آمَنَّا بِاللَّهِ وَحَدَاةً وَكَفَرْنَا بَمَا كُنَّا بِهِ
مُشْرِكِينَ ۝ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ إِيمَانُهُمْ لَمَّا رَأَوْا بَأْسَنَا سُنَّةَ اللَّهِ
الَّتِي قَدْ خَلَتْ فِي عِبَادِهِ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُونَ ۝﴾

(المؤمن: ۸۴-۸۵)

”ہمارا عذاب دیکھتے ہی کہنے لگے کہ ایک اللہ پر ہم ایمان لائے اور جن جن کو ہم اس کا شریک بنا رہے تھے، ہم نے ان سب سے انکار کیا، لیکن ہمارے عذاب کو دیکھ لینے کے بعد ان کے ایمان نے انھیں نفع نہ دیا۔ اللہ نے اپنا معمول یہی مقرر کر رکھا ہے، جو اس کے بندوں میں برابر چلا آ رہا ہے۔ اور اس جگہ کافر لوگ خراب و خستہ ہوئے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلِ انظُرُوا مَاذَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا تُغٰيِبُ الْاٰلِیٰتِ
وَالنُّجُوْمِ عَنْ قَوْمٍ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾ فَهَلْ یَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ
اَیَّامِ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِہُمْ ۗ قُلْ فَاَنْتَظِرُوْا اِنِّیْ مَعَكُمْ مِّنَ
الْمُنْتَظِرِیْنَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ نُنۡزِیۡہِ رُسُلَنَا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کَذٰلِکَ ۗ حَقًّا
عَلٰیۡنَا نُنۡجِیۡ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۰۳﴾﴾ (یونس: ۱۰۱-۱۰۳)

”آپ کہہ دیجیے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں آسمانوں میں اور زمین میں ہیں اور جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نشانیاں اور دھمکیاں کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ سو وہ لوگ صرف ان لوگوں جیسے واقعات کا انتظار کر رہے ہیں جو ان سے پہلے گزر چکے

ہیں۔ آپ فرمادیجیے کہ اچھا تو تم انتظار میں رہو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہی ہوں۔ پھر ہم اپنے پیغمبر کو اور ایمان والوں کو بچا لیتے تھے، اسی طرح ہمارے ذمہ ہے کہ ہم ایمان والوں کو نجات دیا کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِن كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُم بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٦﴾﴾ (الاعراف: ٩٦)

”اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیزگاری اختیار کرتے، تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے، لیکن انہوں نے تکذیب کی، تو ہم نے ان کے اعمال کی وجہ سے ان کو پکڑ لیا۔“

ان آیات میں غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ توبہ اور ایمان بس اس وقت تک نافع ہیں جب تک آدمی اللہ تعالیٰ کے عذاب یا گرفت میں نہ آجائے۔ عذاب آجانے یا موت کے آثار شروع ہو جانے کے بعد ایمان لانا یا توبہ کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول نہیں ہے۔ نیز ایمان ہی وہ واحد راستہ ہے جو عذاب الہی سے بچا سکتا ہے۔ سابقہ اُمتوں پر اللہ تعالیٰ کے آنے والے عذاب اس بات کی عملی گواہی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بچا کر باقی سب کو ہلاک کر دیا۔



عمل اور اس کے متعلقات

(۱)..... عمل اور قبولیت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۗ ﴿۷﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ

ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۗ ﴿۸﴾ (الزلزال: ۷-۸)

”پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی، وہ اسے دیکھ لے گا۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ آیت نمبر ۸ کی تفسیر میں امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

”امام مقاتل کہتے ہیں کہ یہ سورت ان دو آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں سے ایک شخص سائل کو تھوڑا سا صدقہ دینے میں تامل کرتا اور دوسرا شخص چھوٹا گناہ کرنے میں کوئی خوف محسوس نہ کرتا تھا۔“ (فتح القدر۔ تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَوَرَبِّكَ لَنَسْتَلِفَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿۹۲﴾ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۹۳﴾

(الحجر: ۹۲-۹۳)

”قسم ہے تیرے پالنے والے کی! ہم ان سب سے ضرور باز پرس کریں گے، ہر اُس چیز کی جو وہ کرتے تھے۔“

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: أَخْرَجُوا مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ، فَيُخْرَجُونَ مِنْهَا قَدْ اسْوَدُّوا فَيُلْقَوْنَ فِي نَهْرِ الْحَيَاةِ أَوْ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ. فَيَنْبَتُونَ كَمَا تَنْبَتُ الْحَبَّةُ فِي جَانِبِ السَّيْلِ، أَلَمْ تَرَ أَنَّهَا تَخْرُجُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً.)) ❶

”جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر (بھی) ایمان ہو، اس کو بھی دوزخ سے نکال دو۔ تب (ایسے لوگ) دوزخ سے نکال لیے جائیں گے اور وہ جل کر سیاہ ہو چکے ہوں گے۔ پھر زندگی کی نہر میں یا بارش کے پانی میں ڈالے جائیں گے، (یہاں راوی مالک کو شک ہو گیا ہے کہ اوپر کے راوی نے کون سا لفظ استعمال کیا) اس وقت وہ دانے کی طرح اُگ آئیں گے، جس طرح ندی کے کنارے دانے اُگ آتے ہیں، کیا تم نے دیکھا نہیں کہ دانہ زردی مائل پیچ در پیچ نکلتا ہے۔“

ہم نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں، حج کرتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں، ان کے علاوہ دیگر نیک اعمال بھی بقدر استطاعت کرتے ہیں، الغرض کوئی بھی عمل کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے اس کے اجر کی اُمید کرتے ہیں اور عمل کی قبولیت کے لیے دُعا گورہتے ہیں۔ تو ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ ان اعمال کی قبولیت کا انحصار کن اُمور پر ہے۔ پہلے ان اُمور کو بیان کیا جاتا ہے، پھر دیگر اعمال بیان کیے جائیں گے۔

(۲)..... عمل اور توحید

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الأعمال، رقم الحدیث: ۲۲ /

﴿وَقَالَ رَبُّكُمْ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ

عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دُخْرِينَ ﴿٦٠﴾﴾ (المؤمن: ٦٠)

”اور تمہارے رب کا فرمان (سرزد ہو چکا) ہے کہ مجھ سے دُعا کرو، میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کروں گا، یقین مانو کہ جو لوگ میری عبادت سے خود سری کرتے ہیں، وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جائیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾

(البقرة: ١٨٢)

”جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں، ہر پکارنے والے کی پکار کو جب کبھی وہ مجھے پکارے میں قبول کرتا ہوں، اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیا کریں اور مجھ پر ایمان رکھیں، یہی ان کی بھلائی کا باعث ہے۔“

اور سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

((كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ يَوْمًا، فَقَالَ: يَا غُلَامُ إِنِّي أَعْلَمُكَ كَلِمَاتٍ إِحْفَظِ اللَّهَ يَحْفَظْكَ، إِحْفَظِ اللَّهَ تَجِدَهُ تُجَاهَكَ، إِذَا سَأَلْتَ فَاسْأَلِ اللَّهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللَّهِ، وَاعْلَمْ أَنَّ الْأُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلَىٰ أَنْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوكَ بِشَيْءٍ إِلَّا قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ لَكَ وَلَوْ اجْتَمَعُوا عَلَىٰ أَنْ يَضُرُّوكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوكَ إِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللَّهُ عَلَيْكَ .)) ❶

❶ سنن الترمذی، کتاب صفة القيامة والرقائق والورع عن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۲۵۱۶، مسند

أحمد: ۱/۲۹۳، ۳۰۳، صحيح الجامع الصغير، رقم: ۷۹۵۷.

”ایک دن میں آپ ﷺ کے پیچھے سوار تھا آپ ﷺ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تجھے چند باتیں بتاتا ہوں (غور سے سن) تو اللہ کو یاد رکھ تو اللہ تجھے یاد رکھے گا۔ تو اللہ کو یاد رکھ، تو اللہ کو اپنے سامنے پائے گا، جب مانگے تو اللہ سے مانگ، جب تو مشکل میں مدد کا طالب ہو، تو اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کر (اللہ کو اپنا مددگار بنا لے) اور اس بات کا یقین کر کہ اگر سب لوگ تجھے کوئی نفع پہنچانا چاہیں تو وہ تجھے نفع نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ (یعنی کسی کے پاس دینے کو کچھ نہیں کہ دے، سب کچھ تو اللہ کا ہے، وہ جتنا کسی کو دینے کا فیصلہ کرتا ہے اُسے اتنا ہی ملتا ہے، چاہے ذریعہ کوئی بھی ہو) اور اگر سب لوگ اکٹھے ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو وہ کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکتے، سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لیے مقدر کر دیا ہے۔“

جب تک کسی انسان کا عقیدہ توحید درست نہیں ہے تو اس کے اعمال کا کوئی فائدہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام ﷺ نے بھی اپنی اقوام کو سب سے پہلے توحید سمجھائی۔ تمام انبیاء و رسل ﷺ کی دعوت کا مرکزی موضوع یہی تھا، اور پیغمبر آخر الزماں محمد الرسول اللہ ﷺ نے بھی مکی دور کی تیرہ سالہ پیغمبرانہ زندگی میں اپنی دعوت و تبلیغ کو اصلاح عقائد اور تعلیم توحید پر ہی مرکوز رکھا، اور قرآن میں بھی اس پر خوب زور دیا گیا ہے کہ قرآن کی کل (۱۱۴) سورتوں میں سے چھیالیس سورتیں جو مکی کہلاتی ہیں، ان کا مرکزی اور نمایاں موضوع توحیدِ خالص اور تریدیدِ شرک ہے۔ توحید اگر صرف زبانی حد تک ہے اور اسے عملی زندگی میں اختیار نہ کیا جائے تو یہ بھی بے سود ہے، کیوں کہ بقول علامہ اقبال

زباں سے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اعمال کے لیے صحتِ عقیدہ نہایت ہی ضروری ہے، جب کہ ہم لوگ بڑی بے اعتنائی سے کام لیتے ہیں۔ حالانکہ بظاہر معمولی معمولی کوتاہیاں عقیدہ توحید کو سخت ٹھیس پہنچاتی ہیں، جو

ہمارے اعمال کی عدم قبولیت میں بڑی موثر ثابت ہوتی ہیں۔

(۳)..... عمل اور اخلاص اللہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَمَرَ رَبِّي بِالْقِسْطِ وَأَقِيمُوا وُجُوهَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ
وَادْعُوهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ كَمَا بَدَأَكُمْ تَعُودُونَ ﴿۲۹﴾﴾

(الأعراف: ۲۹)

”آپ فرمادیجیے کہ میرے رب نے انصاف کا حکم دیا ہے، اور یہ کہ تم ہر مسجد کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو، اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو خالص اللہ ہی کے واسطے رکھو۔ تم کو اللہ نے جس طرح شروع میں پیدا کیا تھا، اسی طرح تم دوبارہ پیدا ہو گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ
لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ ۗ وَسَوْفَ يُؤْتِي اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا
عَظِيمًا ﴿۱۴۶﴾﴾

(النساء: ۱۴۶)

”ہاں جو توبہ کر لیں اور اصلاح کر لیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لیے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۗ حُنَفَاءَ
وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ ﴿۵﴾﴾

(البینة: ۵)

”انھیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے یکسو ہو کر دین کو خالص رکھیں۔ اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیتے رہیں، یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ﴿٨٢﴾ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمْ

الْمُخْلِصِينَ ﴿٨٣﴾ (ص: ٨٢-٨٣)

”کہنے لگا پھر تو تیری عزت کی قسم! میں ان سب کو یقیناً بہکا دوں گا۔ بجز تیرے مخلص بندوں کے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ

الدِّينَ ﴿٢﴾ (الزمر: ٢)

”یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ أَتَحْتَابُونََنَا فِي اللَّهِ وَهُوَ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۗ وَ لَنَّا أَعْمَالُنَا وَ

لَكُمْ أَعْمَالُكُمْ ۗ وَ مَحْنٌ لَهُ الْمُخْلِصُونَ ﴿١٣٩﴾ (البقرة: ١٣٩)

”آپ فرمادیجیے: کیا تم ہم سے اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہو جو ہمارا اور تمہارا رب ہے؟ ہمارے لیے ہمارے اعمال ہیں اور تمہارے لیے تمہارے اعمال، ہم تو اسی کے لیے مخلص ہیں۔“

یعنی تم اپنے اعمال کے ذمے دار ہو اور ہم اپنے اعمال کے۔ تم نے اگر اسی بندگی کو تقسیم کر رکھا ہے اور اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی خدائی میں شریک ٹھہرا کر ان کی پرستش اور اطاعت بجالاتے ہو، تو تمہیں ایسا کرنے کا پورا اختیار ہے، اس کا انجام (بد) تم خود دیکھ لو گے۔ ہم

تمہیں زبردستی اس سے روکنا نہیں چاہتے، لیکن ہم نے اپنی بندگی، اطاعت اور پرستش کو بالکل اللہ تعالیٰ ہی کے لیے خالص کر دیا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُورِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ .)) ❶

”بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں (جسموں) اور تمہارے مال کی طرف نہیں دیکھتا، وہ تو تمہارے دلوں اور اعمال کو دیکھتا ہے۔“

اعمالِ صالحہ کی قبولیت کے لیے عقیدہ توحید کے بعد اخلاص ہے کہ ہم جو بھی عمل کریں، خالصتاً اللہ کی رضا کی خاطر کریں، کسی دوسرے کی خوشنودی ہرگز مطلوب نہ ہو اور نہ ہی اس کا رِ خیر میں یہ جذبہ کار فرما ہو کہ اگر میں یہ عمل کروں گا تو مجھے بڑا عابد و زاہد اور پرہیزگار کہا جائے گا، کیوں کہ کوئی بھی عمل جو خالص رضائے الہی کی بجائے فخر اور ریاکاری کے طور پر کیا جائے، اسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔

(۴)..... عمل اور اتباعِ نبوی ﷺ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۝ ﴾ (الاحزاب: ۲۱)

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الأدب، باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، رقم: ۲۵۶۴، سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب القناعة، رقم: ۴۱۴۳.

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”یہ آیت اگرچہ جنگِ احزاب کے ضمن میں نازل ہوئی ہے، جس میں جنگ کے موقع پر بطورِ خاص رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو سامنے رکھنے اور اس کی اقتداء کرنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن یہ حکم عام ہے، یعنی آپ ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور احوال میں مسلمانوں کے لیے آپ ﷺ کی اقتدا ضروری ہے، چاہے ان کا تعلق عبادات سے ہو، یا معاشرت سے، معیشت سے ہو یا سیاست سے، زندگی کے ہر شعبے میں آپ کی ہدایات واجب الاتباع ہیں۔“

(تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۳۱﴾﴾ (آل عمران: ۳۱)

”آپ کہہ دیجیے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا، مہربان ہے۔“

امام مالک رحمہ اللہ نبی کریم ﷺ کی محبت اور اتباع میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

وَحَيْرُ أُمُورِ الدِّينِ مَا كَانَ سُنَّةً
وَشَرُّ الْأُمُورِ الْمُحَدَّثَاتُ الْبَدَائِعُ

”دین اسلام کے امور میں سب سے بہتر اور خیر کا کام وہ ہے جو سنت ہو۔ جب کہ تمام امور میں سب سے بُرے دین اسلام میں نئے نئے ایجاد کردہ کام اور بدعات و خرافات ہیں۔“ (الاعتصام للامام الشاطبی رحمہ اللہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا

تَبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ ﴿۳۳﴾ (محمد: ۳۳)

”اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو غارت نہ کرو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: ((أَيُّهَا النَّاسُ! قَدْ فُرِضَ عَلَيْكُمُ الْحَجُّ فَحَجُّوا، فَقَالَ رَجُلٌ: أَكُلُّ عَامٍ؟ يَا رَسُولَ اللَّهِ! فَسَكَتَ حَتَّى قَالَهَا ثَلَاثًا، فَقَالَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لَوْ قُلْتُ: نَعَمْ، لَوَجَبَتْ، وَلَمَّا اسْتَطَعْتُمْ، ثُمَّ قَالَ: ذَرُونِي مَا تَرَكَتُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَإِخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ.)) ①

”اے لوگو! تم پر حج فرض کر دیا گیا ہے، لہذا حج کرو! ایک آدمی نے کہا: کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہے؟) آپ ﷺ خاموش رہے، یہاں تک کہ اس آدمی نے اپنی بات تین دفعہ دہرائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”جب تک میں تم سے یکسو رہوں تو بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیوں کہ تم سے پہلے کی امتیں بہت زیادہ (غیر ضروری) سوال کرنے کی وجہ سے اور انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجا لاؤ، جس حد تک تم میں طاقت ہے۔ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم اس کو چھوڑ دو۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((كُلُّ أُمَّتِي يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى. قَالُوا: يَا رَسُولَ

① صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللہ ﷺ، رقم: ۷۲۸۸ مختصرًا، صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة في العمر، رقم: ۱۳۳۷، واللفظ له.

اللّٰهُ! وَمَنْ أَبِي؟ قَالَ: مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبِي. ((❶

”میری ساری اُمت جنت میں جائے گی، سوائے ان کے جنہوں نے انکار کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! انکار کون کرے گا؟ فرمایا کہ: جو میری اطاعت کرے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو میری نافرمانی کرے گا، اس نے انکار کیا۔“

عمل کی قبولیت کے لیے تیسری چیز ”موافقت سنت“ ہے کہ ہم کوئی بھی عمل کریں تو اسے اللہ تعالیٰ اسی شکل میں قبول کرتا ہے جب وہ عمل رسول اللہ ﷺ کے بتلائے ہوئے اور اپنائے ہوئے قولی و عملی طریقہ کے عین مطابق ہوگا۔ اگر طریقہ خود ساختہ یا سنت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے طریقہ کے مطابق سرانجام دیا جائے تو وہ عند اللہ نامقبول ہوگا۔ کیوں کہ نبی اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا، اور آپ کے مقرر کردہ طریقہ کے مطابق عمل کرنا اللہ کو پسند ہے، اور اللہ تعالیٰ ایسے اعمال کو قبولیت سے بھی نوازتے ہیں۔

(۵)..... عمل اور رزقِ حلال

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ﴿١٦٨﴾﴾ (البقرہ: ۱۶۸)

”اے لوگو! زمین میں جتنی حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم کی اتباع نہ کرو، بے شک وہ تمہارا بڑا ہی کھلا دشمن ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا

❶ صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول اللہ، رقم: ۷۲۸۰.

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ حَلٰلٍ وَّحَلٰلٍ وَّطَيِّبٰتٍ ۗ وَذٰلِكَ اَتَى الْوَجْهَ الْوَسِيْلَ ۗ وَذٰلِكَ اَتَى الْوَجْهَ الْوَسِيْلَ ۗ ﴿١٧٢﴾ (البقرہ: ۱۷۲)

”اے ایمان والو! ہماری عطا کردہ پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو، اگر تم واقعی صرف اسی کی عبادت کرتے ہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاَعْمَلُوْا صٰلِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

عَلِيْمٌ ﴿٥١﴾ (المؤمنون: ۵۱)

”اے پیغمبرو! حلال چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو تم جو کچھ کر رہے ہو اس سے میں بخوبی واقف ہوں۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”طیبات سے مراد پاکیزہ اور لذت بخش چیزیں ہیں۔ خباث کو اللہ نے اس لیے حرام کیا ہے کہ وہ اثرات و نتائج کے لحاظ سے پاکیزہ نہیں ہیں۔ گو خباث خور قوموں کو اپنے ماحول اور عادت کی وجہ سے ان میں ایک گونہ لذت ہی محسوس ہوتی ہو۔ اکل حلال کے ساتھ عمل صالح کی تاکید سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ ایک دوسرے کے معاون ہیں، اکل حلال سے عمل صالح آسان اور عمل صالح انسان کو اکل حلال پر آمادہ اور اس پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔“ (تفسیر احسن البیان)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَيُّهَا النَّاسُ! اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمْرٌ بِهٖ الْمُرْسَلِيْنَ، فَقَالَ ﴿يٰۤاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاَعْمَلُوْا صٰلِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتٍ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ، اَشْعَثَ اَغْبَرَ، يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يٰ رَبِّ! يٰ

رَبِّ! وَمَطْعَمُهُ حَرَامٌ، وَمَشْرَبُهُ حَرَامٌ، وَمَلْبَسُهُ حَرَامٌ، وَغَدِيٌّ
بِالْحَرَامِ، فَأَنْتَى يُسْتَجَابُ لِذَلِكَ)) ❶

”اے لوگو! بے شک اللہ پاک ہے اور پاک (مال) ہی قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو بھی وہی حکم دیا ہے جو (اپنے) رسولوں (ﷺ) کو حکم دیا تھا پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ﴿يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَاعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ﴾ (المومنون: ۵۱) اور پھر فرمایا ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِن طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ﴾ (البقرہ: ۱۷۲) پھر ایک آدمی کا ذکر کیا جو لمبے سفر پر ہے، بال بکھرے ہوئے ہیں، پریشان حال ہے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر یارب! یارب! کہتا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس حرام ہے، اور حرام کے ذریعے اس کی پرورش ہوئی ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی؟“

قبولیتِ عمل کے لیے ”اکلِ حلال“ نہایت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ حلالِ رزق اور عملِ صالح کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور یہ آپس میں ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ اکلِ حلال سے عملِ صالح آسان ہوتا ہے اور عملِ صالح انسان کو اکلِ حلال پر آمادہ اور اسی پر قناعت کرنے کا سبق دیتا ہے۔ کسی بھی چھوٹے سے چھوٹے یا بڑے سے بڑے عمل کی قبولیت کے لیے بنیادی طور پر مطلوب چار چیزوں ”عقیدہ صحیح، اخلاص، اتباعِ نبوی ﷺ اور رزقِ حلال کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے تو ریاضت و عبادت سب اکارت جاتی ہے اور ایسے ہی لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَقَدِمْنَا إِلَىٰ مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَّنثُورًا ۝۱۳﴾

(الفرقان: ۲۳)

❶ صحیح مسلم، کتاب الزکاة، باب قبول الصدقة من الکسب الطیب و ترتیبها، رقم: ۱۰۱۵۔

”اور انہوں نے جو جو اعمال کئے تھے ہم نے انہیں پراگندہ کر دیا۔“

(۶)..... عمل اور تقویٰ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ يَا عِبَادِ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا رَبَّكُمْ لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هَذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَأَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةٌ إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُونَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (الزمر: ۱۰)

”کہہ دو کہ اے میرے ایمان والے بندو! اپنے رب سے ڈرتے رہو، جو اس دنیا میں نیکی کرتے ہیں ان کے لیے نیک بدلہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی زمین بہت کشادہ ہے، صبر کرنے والوں ہی کو ان کا پورا پورا بے شمار اجر دیا جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ﴾ (البقرہ: ۲۸۱)

”اور اس دن سے ڈرو جس میں تم سب اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے جاؤ گے اور ہر شخص کو اُس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِتَّقِ اللَّهَ حَيْثُمَا كُنْتَ ، وَاتَّبِعِ السَّبِيَّةَ الْحَسَنَةَ تَمَحُّهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ)) ❶

”تم جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈرو، اور خطا ہو جانے کے بعد نیکی کرو کہ وہ برائی

❶ سنن الترمذی، البر والصلة، باب ما جاء في معاشرۃ الناس : رقم ۱۹۸۷، مسند احمد بن حنبل، ۲۳۸/۲، ۲۳۶، صحیح ابن حبان : رقم ۵۲۴، مستدرک حاکم : ۱/۵۴، ۲۴۴/۴، سنن دارمی : ۳۲۳/۲، علامہ البانی نے اسے ”حسن“ کہا ہے۔

کو مٹا دیتی ہے، اور لوگوں کے ساتھ حسنِ اخلاق سے پیش آؤ۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ یہ کہا کرتے تھے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْهُدَىٰ وَالتُّقَىٰ وَالْعَفَافَ وَالْغِنَىٰ)) ❶

”اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت، تقویٰ، شرم و حیا، اور غناء کا سوال کرتا ہوں۔“

تقویٰ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا نام ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اس بات کا زیادہ اہل ہے کہ انسان اس سے ڈرے اور خوف کھائے اور وہ اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس کے بندوں کے دلوں میں اس کی عظمت و کبریائی قائم رہے اور وہ اس کے تحت اعمال کریں تاکہ انہیں زیادہ سے زیادہ قرب الہی حاصل ہو سکے۔

(۷)..... عمل اور قرآن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ﴾ ❷ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنْتُ

بَصِيرًا﴾ ❸ قَالَ كَذَلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا ۖ وَكَذَلِكَ الْيَوْمَ

تُنسَىٰ﴾ ❹ (طہ: ۱۲۴ تا ۱۲۶)

”اور (ہاں) جو میری یاد سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی تنگی میں رہے گی، اور

ہم اسے بروز قیامت اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا کہ الہی! مجھے تو نے

اندھا بنا کر کیوں اٹھایا؟ حالانکہ میں تو دیکھتا بھالتا تھا (جواب ملے گا کہ) اسی طرح

ہونا چاہیے تھا تو میری آئی ہوئی آیتوں کو بھول گیا تو آج تو بھی بھلا دیا جاتا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّذِينَ هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیۃ رقم: ۲۷۲۱۔

الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ إِنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ﴿٩﴾

(بنی اسرائیل: ۹)

”یقیناً یہ قرآن وہ راستہ دکھاتا ہے جو بہت ہی سیدھا ہے اور ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔“

سیدنا زیاد بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ایک چیز کا ذکر کیا اور پھر فرمایا کہ: ((ذَٰكَ عِنْدًا وَإِن ذَهَابَ الْعِلْمُ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَكَيْفَ يَذْهَبُ الْعِلْمُ وَنَحْنُ نَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَنُقْرِئُهُ أَبْنَاءَنَا، إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ تَكَلَّتْكَ أُمَّكَ، زِيَادُ إِنْ كُنْتُ لَأَرَاكَ مِنْ أَفْقِهِ رَجُلٍ بِالْمَدِينَةِ أَوْ لَيْسَ هَذِهِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى يَقْرُونَ التَّوْرَةَ وَالْإِنْجِيلَ، لَا يَعْمَلُونَ بِشَيْءٍ مِّمَّا فِيهِمَا؟))^①

”یہ اس وقت ہوگا جب دین کا علم مٹ جائے گا۔ تو میں نے کہا: ”اے اللہ کے رسول! علم کیونکر مٹایا جائے گا جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنی اولاد کو قیامت تک پڑھاتے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”خوب اے زیاد! میں تمہیں مدینہ کا انتہائی سمجھ دار آدمی سمجھتا تھا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ یہود و نصاریٰ، تورات و انجیل کی کتنی تلاوت کرتے ہیں، پر ان کی تعلیمات پر کچھ بھی عمل نہیں کرتے۔“

یہود و نصاریٰ کی ذلت و رسوائی کا سبب اپنی مذہبی کتابوں سے بیزاری اور احکام الہیہ سے دوری تھا اور آج بد قسمتی سے یہی بیماری مسلمانوں کو بھی دیمک کی طرح کھائے جا رہی ہے کہ مسلمان قرآن سے عقیدت تو رکھتے ہیں، اسے اچھے اچھے غلافوں میں لپیٹ کر طاقتوں کی زینت بھی بناتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے اور اس کا نتیجہ علامہ اقبال کے الفاظ میں یوں بھگت رہے ہیں ؎

① صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب ذهاب القرآن والعلم، رقم: ۴۰۴۸.

وہ معزز تھے زمانے میں مسلمان ہو کر
تم خوار ہوئے اس جہاں میں تارکِ قرآن ہو کر

(۸)..... عمل اور نبی کریم ﷺ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ۝ قُمِ اللَّيْلَ إِلَّا قَلِيلًا ۝ نِصْفَهُ أَوْ انْقُصْ مِنْهُ قَلِيلًا ۝
أَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا ۝﴾ (المزمل: ۱ تا ۴)

”اے کپڑے اوڑھنے والے! رات (کے وقت نماز) میں کھڑے ہو جاؤ مگر کم۔
آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کرے، یا اس پر بڑھا دے اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر
(صاف) پڑھا کر۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ رَبَّكَ يَعْلَمُ أَنَّكَ تَقُومُ أَدْنَىٰ مِنْ ثُلُثِي اللَّيْلِ وَنِصْفَهُ
وَأَثْلَهُ وَطَآئِفَهُ مِنَ الَّذِينَ مَعَكَ ۖ وَاللَّهُ يُقَدِّرُ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۗ
عَلِمَ أَنْ لَنْ تُحْصَوْهُ فَتَابَ عَلَيْكُمْ فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ
الْقُرْآنِ ۗ﴾ (المزمل: ۲۰)

”آپ کا رب بخوبی جانتا ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھ کے لوگوں کی ایک
جماعت قریب دو تہائی رات کے اور آدھی رات کے اور ایک تہائی رات کے تہجد
پڑھتی ہے، اور رات دن کا پورا اندازہ اللہ تعالیٰ کو ہی ہے، وہ خوب جانتا ہے کہ تم
اسے ہرگز نہ نبھا سکو گے، پس اس نے تم پر مہربانی کی، لہذا جتنا قرآن پڑھنا
تمہارے لیے آسان ہوا اتنا ہی پڑھو۔“

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ سے مروی بھی ہے:

((عَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ بآيَةٍ حَتَّىٰ أَصْبَحَ يَرُدُّهَا

وَالآیة: ﴿إِنْ تَعَذَّبْتَهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ

فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴿۱۱۸﴾ (المائدہ: ۱۱۸) ❶

”ایک رات رسول اللہ ﷺ نے قیام فرمایا اور صبح تک ایک ہی آیت تلاوت فرماتے رہے (جس کا ترجمہ یہ ہے) ”اے اللہ اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے غلام ہیں اور اگر بخش دے تو تو غالب و حکمت والا ہے۔“

((عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ: اضْطَجَعَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى حَصِيرٍ فَأَثَرَ فِي جِلْدِهِ) فَقُلْتُ: بِأَبِي وَأُمِّي، يَا رَسُولَ اللَّهِ لَوْ كُنْتَ آذَنْتَنَا فَفَرَّشْنَا لَكَ عَلَيْهِ شَيْئًا يَقِيكَ مِنْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ”مَا أَنَا وَالدُّنْيَا إِنَّمَا أَنَا وَالدُّنْيَا كَرَآكِبٍ اسْتَظَلَّ [تَحْتَ] شَجْرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا)) ❷

سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”رسول اللہ ﷺ ایک دن چٹائی پر آرام فرماتے تھے کہ اس چٹائی سے جسم مبارک پر نشانات پڑ گئے، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ہمیں حکم دیتے ہم اس پر آپ کے لیے کوئی چیز بچھا دیتے، جو ان نشانات و تکلیف سے آپ کو محفوظ رکھتی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”نہیں! میں اور دنیا (اکٹھے نہیں ہو سکتے) میری اور دنیا کی مثال تو اس مسافر کے جیسی ہے جو کہ دوران سفر کسی درخت کے سائے میں سستالے، پھر

❶ صحیح سنن ابن ماجہ، کتاب إقامة الصلوات، باب ما جاء في القراءة في صلاة الليل، رقم: ۱۳۵۰، سنن النسائی، کتاب الافتتاح، باب ترديد الآية رقم: ۱۰۱۱، مسند أحمد بن حنبل: ۱۵۶/۵، ۱۷۰، ۱۷۷)

❷ سنن ترمذی، کتاب الزهد، باب حديث ما الدنيا إلا كراكب استظل: رقم: ۲۳۷۷، سنن ابن ماجہ، کتاب الزهد، باب الهمّ بالدنيا: رقم: ۴۱۰۹، مسند أحمد بن حنبل: ۱/۳۹۱، ۴۴۱، المسند للشاشی، ۳۴۰-۳۴۱، مسند طيالسی، رقم: ۲۷۷، مستدرک حاکم: ۱/۳۱۰، ۳۱۰/۴، الطبرانی الأوسط، رقم: ۹۳۰۳، سلسلة الأحاديث الصحيحة، رقم: ۴۳۸

يَقُولُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَتَنظَّرِ الصَّبَاحَ ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَتَنظَّرِ الْمَسَاءَ ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ)) ❶

”دنیا میں اس طرح ہو جائے تو اجنبی یا مسافر ہو،“ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو، اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو مرض سے پہلے اور زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانو۔“

آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ان عظیم کاموں کا ذکر کیا ہے جن کی ادائیگی میں وہ کسی قسم کی کوتاہی سے کام نہیں لیتے اور ان اعمال میں عورتیں بھی مردوں کے شانہ بشانہ ہیں اور حدیث مبارک میں امام الانبیاء ﷺ نے اپنی عملی زندگی کی طرح جلیل القدر صحابی کو بھی دنیا سے دل لگی نہ کرنے کا کہا تا کہ وہ بھی اعمال کے درمیان حائل ہونے والی دنیاوی جاہ و جلال کی اشیاء کی قدر نہ کرتے ہوئے اپنے اللہ کو راضی کرنے کی خاطر زیادہ سے زیادہ اعمال صالحہ کر سکیں۔

(۱۰)..... عمل اور علم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قِيلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوا يَفْسَحِ اللَّهُ لَكُمْ ۗ وَإِذَا قِيلَ انشُؤا فَانشُؤا وَارْتَبِعُوا صَوْتَكُمْ فَارْتَاعُوا ۗ وَإِذَا دُعُوا إِلَى الْمَائِدَةِ فَاسْأَلُوا وَاكْفُوا لَهُمْ مِمَّا رَزَقُواكُمْ وَأَكْلًا مَغْفُورًا ۗ﴾ (المجادلہ: ۱۱)

”اے ایمان والو! جب تم سے کہا جائے کہ مجلسوں میں ذرا کشادگی پیدا کرو، تو تم جگہ کشادہ کرو اللہ تعالیٰ تمہیں کشادگی دے گا، اور جب کہا جائے کہ اٹھ کھڑے ہو جاؤ تو تم اٹھ کھڑے ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ تم میں سے ان لوگوں کے جو ایمان لائے

❶ صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی کن فی الدنیا كأنک غریب..... رقم : ۶۴۱۶۔

ہیں اور جو علم دیئے گئے ہیں درجے بلند کر دے گا اور اللہ تعالیٰ (ہر اس کام سے) جو تم کر رہے ہو (خوب) خبردار ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ آيَاتٌ مُحْكَمَاتٌ هُنَّ أُمُّ الْكِتَابِ وَأُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ فَأَمَّا الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُونَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَأْوِيلِهِ وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ رَبِّنَا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ﴾ (آل عمران: ۷)

”وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری جس میں واضح مضبوط آیتیں ہیں جو اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ آیتیں ہیں۔ پس جن کے دلوں میں کجی ہے وہ تو اس کی متشابہ آیتوں کے پیچھے لگ جاتے ہیں، فتنے کی طلب اور ان کی مراد کی جستجو کے لیے، حالانکہ ان کی حقیقی مراد کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، اور پختہ و مضبوط علم والے یہی کہتے ہیں کہ ہم تو ان پر ایمان لائے، یہ ہمارے رب کی طرف سے ہیں اور نصیحت تو صرف عقلمند حاصل کرتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ۖ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ قَابِئًا بِالْقِسْطِ ۗ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (آل عمران: ۱۸)

(آل عمران: ۱۸)

”اللہ تعالیٰ، فرشتے اور علم والے اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہ عدل کو قائم رکھنے والا ہے، اس غالب اور حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ فتح القدیر کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

”فرشتے اور اہل علم بھی اس (اللہ) کی توحید کی گواہی دیتے ہیں۔ اس میں اہل علم کی بڑی فضیلت اور عظمت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور فرشتوں کے ناموں کے ساتھ ان کا ذکر فرمایا ہے، تاہم اس سے مراد صرف وہ اہل علم ہیں جو کتاب و سنت کے علم سے بہرہ ور ہوں۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَمَّنْ هُوَ قَانِثٌ اَنْتَاَ الْيَلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَّ يَرْجُوْا رَحْمَةً رَبِّهٖ ؕ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَّ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ ﴿٩﴾ ﴾ (الزمر: ٩)

”بھلا جو شخص راتوں کے اوقات سجدے اور قیام کی حالت میں (عبادت میں) گزارتا ہو، آخرت سے ڈرتا ہو اور اپنے رب کی رحمت کی امید رکھتا ہو، آپ کہہ دیجیے! کیا جو لوگ جو علم والے ہیں، اور جو علم نہیں رکھتے برابر ہو سکتے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ثُمَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُخْزِيْهِمْ وَّ يَقُوْلُ اَيْنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيْنَ كُنْتُمْ تُشَاقِقُوْنَ فِيْهِمْ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اِنَّ الْخِزْيَ الْيَوْمَ وَّ السُّوْءَ عَلٰى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٧﴾ ﴾ (النحل: ٣٧)

”پھر قیامت والے دن بھی اللہ تعالیٰ انہیں رسوا کرے گا اور فرمائے گا کہ میرے وہ شریک کہاں ہیں جن کے بارے میں تم لڑتے جھگڑتے تھے، جنہیں علم دیا گیا تھا وہ پکاراٹھیں گے کہ آج تو کافروں کو رسوائی اور برائی چٹ گئی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلاَّذْقَانِ سٰجِدًا ﴿١٠٧﴾ ﴾ (بنی اسرائیل: ١٠٧)

”آپ فرمادیجیے! تم اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ، جنہیں اس سے پہلے علم دیا گیا ہے ان کے پاس تو جب بھی اس کی تلاوت کی جاتی ہے، تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر جاتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيُكْمَرُ ثَوَابُ اللَّهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلْقِيهَا إِلَّا الصَّابِرُونَ ﴿٨٠﴾﴾

(القصص: ۸۰)

”ذی علم لوگ انہیں سمجھانے لگے کہ افسوس! بہتر چیز تو وہ ہے جو بطور ثواب انہیں ملے گی جو اللہ پر ایمان لائیں اور نیک عمل کریں، پر بات انہی کے دل میں ڈالی جاتی ہے جو صبر کرنے والے ہیں۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ: إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَكَلَّدَ صَالِحٌ يَدْعُو لَهُ))^①

”جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو اس کے اعمال کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے: علاوہ تین کے، صدقہ جاریہ سے، یا علم جس سے فائدہ اٹھایا جا رہا ہے، یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعائے خیر کرے۔“

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ (بن عفان) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

((خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ))^②

”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید پڑھے اور پڑھائے۔“

① صحیح مسلم، کتاب الوصیة، باب ما يلحق الانسان من الثواب بعد وفاته۔ رقم الحدیث: ۱۶۳۱/۱۴۔

② صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلم القرآن وعلمه، رقم: ۵۰۲۷۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا حَسَدَ إِلَّا فِي اثْنَتَيْنِ رَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَتْلُوهُ آتَاءَ اللَّيْلِ وَآتَاءَ النَّهَارِ ، فَسَمِعَهُ جَارٌ لَهُ فَقَالَ: لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ وَرَجُلٌ آتَاهُ اللَّهُ مَا لَا فَهُوَ يُهْلِكُهُ فِي الْحَقِّ فَقَالَ رَجُلٌ لَيْتَنِي أُوتِيتُ مِثْلَ مَا أُوتِيَ فَلَانٌ فَعَمِلْتُ مِثْلَ مَا يَعْمَلُ)) ❶

”رشتک تو بس دو ہی آدمیوں پر ہونا چاہیے ایک اس پر جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کا علم دیا اور وہ رات دن اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے کہ اس کا پڑوسی سن کر کہہ اٹھے کہ کاش مجھے بھی اس جیسا علم قرآن ہوتا اور میں بھی اس کی طرح عمل کرتا، اور دوسرا وہ جسے اللہ نے مال دیا اور وہ اسے حق کے لیے لٹا رہا ہے (اس کو دیکھ کر) دوسرا شخص کہہ اٹھتا ہے: کاش میرے پاس بھی مال اس کی طرح ہوتا اور میں بھی اس کی طرح خرچ کرتا۔“

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((نَضَرَ اللَّهُ إِمْرًا سَمِعَ مِنَّا شَيْئًا ، فَبَلَغَهُ كَمَا سَمِعَ ، فَرُبَّ مَبْلَغٍ أَوْعَى مِنْ سَامِعٍ)) ❷

”اللہ تعالیٰ خوش و خرم رکھے (تروتازہ رکھے) اس شخص کو جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور پھر جیسا سنا تھا ویسا ہی دوسروں تک پہنچا دیا، اور کتنے ہی ایسے ہیں جن تک بات پہنچائی جائے وہ سننے والے سے زیادہ محفوظ کرنے والے ہوتے ہیں۔“

❶ صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب اغتباط صاحب القرآن، رقم: ۵۰۲۶، واللفظ له، صحیح مسلم، صلاة المسافرين، باب فضل من يقوم، بالقرآن ويعلمه، وفضل من تعلم حكمة من فقهه أو غيره فعمل بها وعلمها، رقم: ۸۱۶.

❷ صحیح سنن الترمذی، کتاب العلم، باب ما جاء في الحث على تبليغ السماع، رقم: ۲۶۸۵، مسند احمد: ۴۳۶/۱، مسند حمیدی، رقم الحديث: ۸۸، سنن ابن ماجه، باب من بلغ علمًا، رقم: ۲۳۲.

سیدنا جابر اصم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں قیامت کے دن اس عالم سے زیادہ حسرت والا کوئی نہ ہوگا جس کی وجہ سے دوسروں نے علم سیکھا اور اُس پر عمل کیا تو وہ کامیاب ہو گئے اور وہ خود عمل نہ کرنے کی وجہ سے ناکام رہا۔ (فضائل علم و علماء)

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا مقولہ ہے: ”جس علم سے نفع نہیں اٹھایا جاتا اس کی مثال اس خزانہ کی ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کیا جاتا۔“^①

سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”جو نہ جانتا ہے نہ عمل کرتا ہے اس کے لیے ہلاکت ہے، مگر جو جانتا ہے اور عمل نہیں کرتا اس کے لیے سات ہلاکتیں ہیں۔“^②

سیدنا حسن بصری رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ”ابن آدم یہ تیری تمام حکمت و دانائی کسی کام کی نہیں، جب تک تیرا عمل احمقانہ ہے۔“^③

عمل اور علم میں زبردست رابطہ ہے۔ عمل کے لیے اہم چیز علم ہے اور علم کا خزانہ قرآن و حدیث ہے قرآن و حدیث کے خلاف جو کچھ ہو اسے علم کی بجائے جہل کہنا زیادہ مناسب ہے۔ کوئی بھی عمل کرنے سے پہلے اس عمل کے متعلق معلومات ہونی ضروری ہیں تاکہ ان معلومات کی روشنی میں عمل کو ادا کیا جائے اسی لیے امام بخاری رضی اللہ عنہ نے ”صحیح البخاری، کتاب العلم“ کے اندر باب قائم کیا ہے کہ باب: ”العلم قبل القول والعمل“ یعنی بات کرنے اور کام عمل کرنے سے قبل علم ضروری ہے۔ کیونکہ علم دین ساری نیکیوں کی جڑ ہے اور علم ہی پر سارے زہد کا دار و مدار ہے اور اس علم کی روشنی سے منور ہو کر لوگ جہاں اللہ کے قرب کے لیے جستجو کرتے ہیں وہاں کائنات میں رہتے ہوئے مشکل سے مشکل معرکے بھی با آسانی سر کر لیتے ہیں۔

کسی نے کیا ہی خوب فرمایا: ؎

سعادت ، سیادت ، عبادت ہے علم
بصیرت ہے ، دولت ہے ، طاقت ہے علم

① جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبد البر: ۱/۳۲۲، اقتضاء العلم والعمل: ۱۲۔

② جامع بیان العلم و العلماء لابن عبد البر ۱/۱۱، رقم: ۶۵۵، حلیۃ الاولیاء: ۱/۲۱۱۔

③ جامع بیان العلم و فضلہ لابن عبد البر ۲/۲۱، تعلیقاً۔

(۱۱)..... عمل اور اللہ کی رحمت

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَنْ يَنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالُوا: وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي اللَّهُ بِرَحْمَةٍ، سَدَّدُوا وَقَارِبُوا وَاعْدُوا وَرَوْحُوا، وَشَىءٌ مِنَ الدُّلْجَةِ وَالْقَصْدِ الْقَصْدَ تَبَلَّغُوا))^①

”تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا“ صحابہ نے فرمایا: آپ کو بھی نہیں یا رسول اللہ؟ آپ نے فرمایا: ”مجھے بھی نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے۔ پس تم درستی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو تھوڑا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔“

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا:

((لَا يَدْخُلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ، وَلَا أَنَا، إِلَّا بِرَحْمَةٍ (مِنْ) اللَّهِ.....))^②

”تم میں سے کسی شخص کو اس کے اعمال نہ جنت میں داخل کر سکتے ہیں اور نہ آگ سے بچا سکتے ہیں اور میں بھی اس کی رحمت کے بغیر جنت میں نہیں جاسکتا۔“

اللہ تعالیٰ کی رحمت و مہربانی اپنی مخلوقات پر بہت زیادہ ہے باوجود اس کے کہ انسانیت اللہ کی بغاوت پر کمر بستہ ہو چکی ہے لیکن وہ پھر بھی رحمت کی برکھا ڈال رہا ہے تو اس طرح جب

① صحیح البخاری، کتاب الرقاق باب القصد والمداومة على العمل، رقم: ۶۴۶۳، صحیح مسلم،

کتاب صفات المنافقين باب لن يدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى، رقم: ۲۸۱۸.

② صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل احد الجنة بعمله بل برحمة الله تعالى،

رقم: ۲۸۱۷.

کل قیامت کو نفسا نفسی کا عالم ہوگا اور ہر شخص کو جان کے لالے پڑے ہوں گے تو وہاں بھی اللہ کی رحمت ہی ہوگی جو عمل کرنے والوں کو اللہ کی جنت تک لے جائے گی اور وہ عذاب کی سختیوں سے محفوظ رہیں گے۔

(۱۲)..... عمل اور مداومت

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَحَبُّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ أَدْوَمُهَا وَإِنْ قَلَّ)) ❶

”اللہ کو وہ عمل پسند ہے جو مسلسل کیا جائے، چاہے وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔“

امام مسروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ؟))

قَالَتْ: الدَّائِمُ ، قَالَ: قلتُ فِي أَيِّ حِينٍ كَانَ يَقُومُ؟ قَالَتْ: كَانَ

يَقُومُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ .)) ❷

”میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کون سی عبادت نبی کریم ﷺ کو

زیادہ پسند تھی؟ فرمایا ”جس پر ہمیشگی ہو سکے“ کہا کہ میں نے پوچھا: آپ رات کو

تہجد کے لیے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔“

اللہ تعالیٰ نے جو عبادات ہم پر فرض کر دی ہیں ان میں تو کمی و بیشی کا سوال ہی پیدا نہیں

ہوتا۔ مندرجہ بالا احادیث کے اندر جو مداومت (ہمیشگی) کی بات ہے وہ ان اعمال میں ہے جو

نفلی ہیں کہ نفلی عبادت جس میں ہمیشگی ہو وہ اللہ تعالیٰ کو بھی پسند ہے اور اس کے حبیب محمد رسول

اللہ ﷺ کو بھی پسند ہے۔

❶ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل. رقم: ۶۴۶۵، صحیح مسلم،

کتاب صلاة المسافرين، باب فضيلة العمل الدائم من قيام الليل وغيره..... رقم: ۷۸۳، واللفظ له.

❷ صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل، رقم: ۶۴۶۱.

(۱۳)..... عمل اور استطاعت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَ عَلَيْهَا مَا
اَكْتَسَبَتْ ۗ﴾ (البقرہ: ۲۸۶)

”اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، جو نیکی وہ کرے
وہ اس کے لیے ہے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت اور اس کے فضل و کرم کا تذکرہ ہے
کہ اس نے انسانوں کو کسی ایسی بات کا مکلف نہیں بنایا ہے۔ جو ان کی طاقت
سے بالا ہو۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ
بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا
انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝﴾ (البقرہ: ۲۵۶)

”دین کے بارے میں کوئی زبردستی نہیں، سیدھی راہ گمراہی سے ممتاز اور روشن
ہو چکی، اس لیے جو شخص اللہ کے سوا دوسرے معبودوں کا انکار کر کے اللہ تعالیٰ پر
ایمان لایا، اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے
اور جاننے والا ہے۔“

امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”اس اصل عظیم کا اعلان کہ دین و اعتقاد کے معاملہ میں کسی طرح کا جبر و استکراہ
جائز نہیں۔ دین کی راہ دل کے اعتقاد و یقین کی راہ ہے اور اعتقاد، دعوت و
موعظت سے پیدا ہو سکتا ہے نہ کہ جبر و استکراہ سے۔“ (ترجمان القرآن ۱/۲۹۹)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَاتَّقُوا اللَّهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاسْمَعُوا وَأَطِيعُوا وَأَنْفِقُوا خَيْرًا
لِّأَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَنْ يُوقِ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٦﴾ ﴾

(التغابن: ۱۶)

”پس جہاں تک تم سے ہو سکے اللہ سے ڈرتے رہو اور سنتے اور مانتے چلے جاؤ اور اللہ کی راہ میں خیرات کرتے رہو، جو تمہارے لیے بہتر ہے اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے محفوظ رکھا جائے وہی کامیاب ہے۔“

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

((لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ ﷺ يَصُومُ شَهْرًا أَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ ، فَإِنَّهُ كَانَ يَصُومُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَقُولُ: خُذُوا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيقُونَ ، فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَمَلُّ حَتَّى تَمَلُّوا .))^①

”رسول اللہ ﷺ شعبان سے زیادہ اور کسی مہینہ میں روزے نہیں رکھتے تھے، شعبان کے پورے دنوں میں آپ ﷺ روزے رکھتے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے: ”عمل وہی اختیار کرو جس کی تم میں طاقت ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ثواب دینے سے نہیں تھکتا تم خود ہی اکتا جاؤ گے۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((دَعُونِي مَا تَرَكَتُمْ ، إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِسُؤَالِهِمْ
وَاجْتِلَا فِيهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ فَإِذَا نَهَيْتُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوهُ ، وَإِذَا
أَمَرْتُمْ بِأَمْرٍ فَأَتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ))^②

① صحیح البخاری، کتاب الصیام، باب صوم شعبان، رقم الحدیث: ۱۹۷۰، صحیح مسلم، کتاب

صلاة المسافرين، باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیر..... رقم: ۷۸۲/۳۱۵

② صحیح البخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول اللہ، رقم: ۷۲۸۸،

صحیح مسلم، کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر، رقم: ۱۳۸۸.

”جب تک میں تم سے یکسو رہوں تم بھی مجھے چھوڑ دو (اور سوالات وغیرہ نہ کرو) کیونکہ تم سے پہلے کی امتیں اپنے (غیر ضروری) سوال اور انبیاء سے اختلاف کی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ پس جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو تم بھی اس سے پرہیز کرو اور جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو بجالاؤ جس حد تک تم میں طاقت ہو۔“

شریعتِ محمدیہ ﷺ ایک سہل اور آسان دین ہے۔ اس میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے اور نہ ہی لوگوں کو ان کی طاقت سے زیادہ پابند کیا گیا ہے۔ لیکن افسوس کہ اسلام کا دعویٰ کرنے والے نام نہاد مسلمان صوفی حضرات کہ جنہوں نے اسلام کی اصل شکل کو مسخ کر کے رہبانیت پر چلتے ہوئے دین اسلام کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا اور اسلام میں اس قدر سخت عبادات داخل کر دیں جن کا شریعتِ اسلامیہ سے دور کا واسطہ و تعلق بھی نہیں ہے۔

(۱۴)..... عمل اور نیت

نیت اور عمل کے باہمی ربط کو امام الہند ابوالکلام آزاد رحمہ اللہ نے اپنے مخصوص انداز میں ایک حسین تعبیر سے نوازا ہے۔ جسے ہم ذیل کی سطور میں نقل کر رہے ہیں۔

”اللہ تعالیٰ نے انسان کو دو قوتیں عطا کی ہیں، دماغ دیا ہے، جو ارادہ کرتا ہے اور اعضا و جوارح دیے ہیں جو اس ارادے کو فعل میں لاتے ہیں پس ہر انسانی عمل کی کامیابی کے لیے قدرتی طور پر دو باتیں ضروری ٹھہریں:

ارادے کا صحیح ہونا

فعل کا صحیح طریق پر انجام پانا۔

دنیا کا کوئی عمل نہیں جو ان دو شرطوں کے بغیر وجود میں آسکے، علوم و فنون و اخلاق میں ان ہی دو حقیقتوں کو مختلف ناموں سے تعبیر کیا ہے، عزم، منصوبہ، تصور، اعتقاد وغیرہ“

سب سے وہی حقیقت مراد ہے، جو افعال سے پہلے وجود میں آئی ہے اور افعال کے لیے بہ منزلہ علت و سبب کے ہوتی ہے جب تک وہ صحیح نہیں ہوگی، فعل بھی صحیح نہیں ہو سکتا!.....

اس حقیقت کو شریعت نے ایک جامع اصطلاح میں نیت اور عمل سے تعبیر کیا ہے اور تمام ایمانیات اور عبادات کو ان ہی دو حقیقتوں کی تصحیح و اصطلاح سے مرکب کیا ہے۔ نیت دماغ کا ارادہ اور دل کا یقین و اعتقاد ہے اور عمل اس کا ظہور ہے، جو ظاہر میں مرتب ہوتا ہے۔ پس شریعت بتلاتی ہے کہ تمام کاموں کی کامیابی کے لیے پہلی شرط نیت کی تصحیح اور درستگی ہے۔ یہی اصل جڑ ہے باقی سب شاخیں ہیں!“ (خطبات آزاد، ص: ۸۸، ۸۷)

سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ:

((إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ ، وَ إِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوَى ، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيبُهَا ، أَوْ إِلَى امْرَأَةٍ يَنْكِحُهَا فَهِيَ هِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَا جَرَ إِلَيْهِ)) ❶

”اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے اور ہر عمل کا نتیجہ ہر انسان کو اس نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ پس جس کی ہجرت (ترک وطن) دنیا حاصل کرنے کے لیے ہو یا کسی عورت سے شادی کی غرض سے ہو۔ پس اس کی ہجرت ان ہی چیزوں کے لیے ہوگی جن کو حاصل کرنے کی نیت سے اس نے ہجرت کی۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا:

❶ صحیح البخاری، کتاب الوحی، باب کیف کان بدء الوحی ال رسول اللہ، رقم الحدیث: ۱، صحیح مسلم، کتاب الإمامة، باب قوله صلى الله عليه وسلم، إنما الاعمال بالنية..... رقم الحدیث: ۱۹۰۷/۱۵۵

((إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ، ثُمَّ بَيَّنَّ ذَلِكَ فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً ، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سَبْعِ مِائَةٍ ضَعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمَلَهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً))^①

”اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کر دی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے، پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہ کر سکا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے اور اگر اس نے ارادے کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر، اور جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کر لیا تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔“

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا تَوَاجَهَ الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَكِلَا هُمَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ ، قِيلَ فَهَذَا الْقَاتِلُ فَمَا بِالِ الْمَقْتُولِ؟ قَالَ: إِنَّهُ أَرَادَ قَتْلَ صَاحِبِهِ))^②

”جب دو مسلمان اپنی تلواروں کو لے کر آمنے سامنے مقابلہ پر آ جائیں تو دونوں دوزخی ہیں۔ پوچھا گیا یہ تو قاتل تھا، مقتول نے کیا کیا؟ آپ نے فرمایا: ”وہ بھی

① صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو بسئنة: رقم ۶۴۹۱، صحیح مسلم، کتاب

الإيمان، باب اذا هم العبد بحسنة كتبت وإذا هم بسئنة لم تكتب، رقم: ۱۲۸.

② صحیح البخاری، کتاب الفتن، باب اذا التقى المسلمان بسيفيهما، رقم: ۷۰۸۳، صحیح مسلم،

کتاب الفتن، باب إذا تواجہ المسلمان بسيفيهما، رقم: ۲۸۸۹۸.

اپنے مقابل کو قتل کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھا۔“
سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک غزوہ (تبوک) کے موقع پر فرمایا کہ:

((إِنَّ أَقْوَامًا بِالْمَدِينَةِ خَلَفْنَا مَا سَلَكْنَا شَعْبًا وَلَا وَاِدِيًّا إِلَّا وَهَمَّ مَعَنَا فِيهِ ، جَسَهُمُ الْعُدْرُ .)) ❶

”کچھ لوگ مدینہ میں ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں لیکن ہم کسی بھی گھاٹی یا وادی میں (جہاد کے لیے) چلیں وہ ثواب میں ہمارے ساتھ ہیں کہ وہ صرف عذر کی وجہ سے ہمارے ساتھ نہیں آسکے۔“

نیت سے مراد دل کا ارادہ ہے جو ہر اختیاری فعل سے پہلے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ اعمال اور نیت کا بڑا قریب کا تعلق ہے ایک انسان جس قدر اعمال کرتا ہے اگر اسی قدر اس کی نیت درست ہے تو وہ بہت بڑا اجر پائے گا لیکن نیت کی خرابی سے وہی اعمال اس کے لیے وبال جان بھی بن سکتے ہیں۔ الغرض اعمال صالحہ، ثواب اعمال سب نیت ہی پر موقوف ہیں اور ہر نیک کام کی تکمیل کے لیے اخلاص نیت نہایت ہی ضروری ہے۔

(۱۵)..... عمل اور درجات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلِكُلِّ دَرَجَةٍ مِمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۲﴾﴾

(الانعام: ۱۳۲)

”اور ہر ایک کے لیے ان کے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

❶ صحیح البخاری، کتاب الجہاد، باب من حسبہ العذر من الغزوہ، رقم: ۲۸۳۹۔

﴿ وَمَنْ يَأْتِهِ مُؤْمِنًا قَدْ عَمِلَ الصَّالِحَاتِ فَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الدَّرَجَاتُ
الْعُلَىٰ ۖ ﴾ (طہ: ۷۵)

”اور جو بھی اس کے پاس ایمان کی حالت میں حاضر ہوگا، اور اس نے اعمال بھی نیک کئے ہوں گے اس کے لیے بلند و بالا درجے ہیں۔“

ہر انسان و جن کے باہمی درجات میں، عملوں کے مطابق، فرق و تفاوت ہوگا اور جس انسان نے حالت ایمان میں دنیا میں رہتے ہوئے اعمالِ صالحہ زیادہ کئے ہوں گے اسے جنت الاٹ کر دی جائے گی، جبکہ اعمالِ صالحہ میں کمی اور کوتاہی سے کام لینے والا عذابِ جھیل کر جنت میں آئے گا اور اس کا جنت میں درجہ بھی دوسروں کی بانسبت کم ہوگا تو..... گویا کہ درجاتِ اعمال کے مرہونِ منت ہیں، اگر اعمالِ نامہ اعمال میں ہوئے تو بلند درجات ملیں گے ورنہ حسرت و ندامت کا سامنا کرنا پڑے گا۔

(۱۶)..... عمل اور جزا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ ۖ
وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا
أَنْ هَدَانَا اللَّهُ ۚ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَتُودُّوْا أَنْ تَلَٰكُمُ
الْجَنَّةُ أَوْ رِثْمُوهَا ۖ مِمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۗ ﴾ (الاعراف: ۴۳)

”اور جو کچھ ان کے دلوں میں (کینہ) تھا ہم اس کو دور کر دیں گے۔ ان کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ لوگ کہیں گے کہ اللہ کا (لاکھ لاکھ) شکر ہے جس نے ہم کو اس مقام تک پہنچایا ورنہ ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ نہ پہنچاتا۔ واقعی ہمارے رب کے پیغمبر سچی باتیں لے کر آئے تھے اور ان سے پکار کر کہا جائے گا کہ اس جنت کے تم وارث بنائے گئے ہو اپنے اعمال کے بدلے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي صَدَقَنَا وَعْدَهُ وَأَوْرَثَنَا الْأَرْضَ
نَتَّبِعُوا مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاءُ فَنِعْمَ أَجْرُ الْعَمِلِينَ ﴿٧٤﴾﴾

(الزمر: ٧٤)

”یہ کہیں گے کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے اپنا وعدہ پورا کیا اور ہمیں اس زمین کا وارث بنا دیا کہ جنت میں جہاں چاہیں رہیں، پس عمل کرنے والوں کا کیا ہی اچھا اجر ہے۔“

ہم لوگ اس دنیا میں کام کاج کرتے ہیں تاکہ اجرت ہو اور گھر کی دال روٹی چلتی رہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک آدمی اعمال صالحہ کرے، اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے شب و روز ایک کر دے، کسی لمحہ بھی اس کی نافرمانی نہ کرے اور وہ اسے اجر و ثواب سے نہ نوازے، اسے اس کے کیے ہوئے عمل کا بدلہ نہ دے؟ ہاں یقیناً اللہ تعالیٰ بہتر اجر و ثواب سے اپنے نیک بندوں کی حوصلہ افزائی فرمائیں گے اور انہیں اُن کے اعمال کے بدلے جنت دیں گے۔

(۱۷)..... عمل اور نیکی کی توفیق

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا أَرَادَ اللَّهُ بِعَبْدٍ خَيْرًا اسْتَعْمَلَهُ فِقِيلًا: كَيْفَ يَسْتَعْمَلُهُ
يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: يُوَفِّقُهُ بِعَمَلٍ صَالِحٍ قَبْلَ الْمَوْتِ))^①

”جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے۔
نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ اللہ کیسے کام لیتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”اس کو مرنے سے پہلے نیک عمل کی توفیق عطا فرماتا ہے۔“

① سنن الترمذی، کتاب القدر، باب ما جاء ان الله كتب كتابا لأهل الجنة وأهل النار، رقم: ۲۱۴۲، مسند أحمد ۱۰۶/۳، الروض النضير ۸۷/۲. علامہ البانی رحمہ اللہ نے اسے ”صحیح“ کہا ہے۔

یہ انسانوں پر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور مہربانی ہے کہ انہیں اس دنیا میں مختلف مواقع مہیا کرتا ہے۔ جن سے انسان فائدہ اٹھا کر اپنی عاقبت کے لیے کچھ نہ کچھ کر لیتا ہے۔ اس شفقت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب آخری گھڑیاں ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے بعض بندوں پر خاص فضل و کرم کرتے ہوئے انہیں اعمال صالحہ کی توفیق عطا فرماتا ہے اور وہ نیک عمل کرتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ اللہم اجعلنا منہم۔ آمین

(۱۸)..... عمل اور شرک

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَ إِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَنْ أَشْرُكَتَ
لِيَجْبُطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿۶۵﴾ بَلِ اللّٰهُ فَاعْبُدْ وَ
كُنْ مِنَ الشّٰكِرِينَ ﴿۶۶﴾ (الزمر: ۶۵، ۶۶)

”یقیناً تیری طرف بھی اور تجھ سے پہلے (کے تمام نبیوں) کی طرف بھی وحی کی گئی ہے، کہ اگر تو نے شرک کیا تو بلاشبہ تیرا عمل ضائع ہو جائے گا اور بالیقین تو ریاکاروں میں سے ہو جائے گا، بلکہ تو اللہ ہی کی عبادت کر اور شکر کرنے والوں میں سے ہو جا۔“

یعنی شرک کے ساتھ کسی عمل کو عمل صالح قرار نہیں دیا جائے گا اور جو شخص مشرک رہتے ہوئے اپنے نزدیک بہت سے کاموں کو نیک کام سمجھتے ہوئے کرے گا ان پر وہ کسی اجر کا مستحق نہ ہوگا اور اس کی پوری زندگی سراسر ریا کاری بن کر رہ جائے گی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ ذٰلِكَ هُدٰى اللّٰهُ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَ لَوْ
أَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۸۸﴾ (الاعراف: ۸۸)

”اللہ کی ہدایت ہی ہے جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے اس

کی ہدایت کرتا ہے اور اگر (فرضاً) یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کرتے ہیں وہ سب اکارت ہو جاتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۗ ﴿٣١﴾
 آلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ ۗ وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا
 نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَىٰ ۗ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي
 مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كَاذِبٌ كَفَّارٌ ﴿٣٢﴾﴾
 (الزمر: ٢، ٣)

”یقیناً ہم نے اس کتاب کو آپ کی طرف حق کے ساتھ نازل فرمایا ہے، پس آپ اللہ ہی کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے، خبردار اللہ ہی کے لیے خالص عبادت کرنا ہے اور جن لوگوں نے اس کے سوا اولیاء بنا رکھے ہیں (اور کہتے ہیں) کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ (بزرگ) اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرادیں، یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا (سچا) فیصلہ اللہ خود کرے گا۔ جھوٹے اور ناشکرے (لوگوں) کو اللہ تعالیٰ اپنی راہ نہیں دکھاتا۔“

شرک ایک ایسی مہلک بیماری ہے کہ جس کو لگ جائے اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی کیونکہ مشرک کی حالت بے یقینی کی سی ہو جاتی ہے اور وہ در، در کی ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے۔ پھر اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ شرک کرنے والے کے تمام اعمال ضائع کر دیئے جاتے ہیں، مذکورہ بالا آیات میں خطاب اگرچہ انبیاء کرام علیہم السلام سے ہے جو شرک سے پاک بھی تھے اور آئندہ کے لیے معصوم بھی، لیکن اس میں دراصل امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تعریض اور اس کو سمجھانا مقصود ہے کہ اگر اپنے اعمال کی حفاظت کرنا چاہتے ہو تو شرک سے بچنا۔

(۱۹)..... عمل اور ریا کاری

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ قَوْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۚ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝
الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۖ ﴾ (الماعون: ۴ تا ۶)

”ان نمازیوں کے لیے ویل (جہنم کی ایک وادی کا نام ہے) ہے۔ جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں۔ جو ریا کاری کرتے ہیں اور برتنے کی چیز روکتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَىٰ
كَالَّذِي يُنْفِقُ مِمَّا لَهٗ رِثَاءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ
الْآخِرِ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَأَصَابَهُ وَابِلٌ فَتَرَكَهُ
صَلْدًا ۗ وَلَا يَتْقَدِرُونَ عَلَىٰ شَيْءٍ حَتَّىٰ كَسَبُوا ۗ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي
الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ ۝ ﴾ (البقرہ: ۲۶۴)

”اے ایمان والو! اپنے صدقات کو ایمان جتلا کر اور ایذا پہنچا کر برباد نہ کرو! جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کے دکھلاوے کے لیے خرچ کرے اور نہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے نہ قیامت پر، اس کی مثال اس صاف پتھر کی طرح ہے جس پر تھوڑی سی مٹی ہو پھر اس پر زور دار مینہ برسے اور وہ اسے بالکل صاف اور سخت چھوڑ دے، ان ریا کاروں کو اپنی کمائی میں سے کوئی چیز ہاتھ نہیں لگتی اور اللہ تعالیٰ کافروں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا۔“

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ لَهُ نَاتِلُ أَهْلِ الشَّامِ أَيُّهَا الشَّيْخُ حَدِّثْنَا حَدِيثًا سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ النَّاسِ يُقْضَىٰ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَيْهِ رَجُلٌ اسْتَشْهَدَ فَأَتَىٰ بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ

قَاتَلْتُ فِيكَ حَتَّى اسْتَشْهِدْتُ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ قَاتَلْتَ لِأَنَّ
يُقَالُ جَرِيَءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ
فِي النَّارِ وَرَجُلٌ تَعَلَّمَ الْعِلْمَ وَعَلَّمَهُ وَقَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَتَى بِهِ فَعَرَفَهُ
نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ تَعَلَّمْتُ الْعِلْمَ وَعَلَّمْتُهُ
وَقَرَأْتُ فِيكَ الْقُرْآنَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ تَعَلَّمْتَ الْعِلْمَ لِيُقَالُ
عَالِمٌ وَقَرَأْتُ الْقُرْآنَ لِيُقَالُ هُوَ قَارِءٌ فَقَدْ قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ
عَلَى وَجْهِهِ حَتَّى أُلْقِيَ فِي النَّارِ وَرَجُلٌ وَسَّعَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَعْطَاهُ
مِنْ أَصْنَافِ الْمَالِ كُلِّهِ فَأَتَى بِهِ فَعَرَفَهُ نِعْمَهُ فَعَرَفَهَا قَالَ فَمَا
عَمِلْتَ فِيهَا قَالَ مَا تَرَكْتُ مِنْ سَبِيلٍ تُحِبُّ أَنْ يُنْفَقَ فِيهَا إِلَّا
أَنْفَقْتُ فِيهَا لَكَ قَالَ كَذَبْتَ وَلَكِنَّكَ فَعَلْتَ لِيُقَالُ هُوَ جَوَادٌ فَقَدْ
قِيلَ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ فَسُحِبَ عَلَى وَجْهِهِ ثُمَّ أُلْقِيَ فِي النَّارِ)) ❶

”سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما
رہے تھے کہ ”قیامت کے دن سب سے پہلے لوگوں میں سے شہید کے خلاف
فیصلہ دیا جائے گا۔ جب اللہ کے حضور پیش کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے اپنے
انعامات یاد کروائیں گے وہ اس کا اعتراف کرے گا ارشاد ہوگا۔ پھر تو نے کیا عمل
کیا تھا؟ وہ کہے گا الہی میں تیرے لیے لڑتا رہا حتیٰ کہ کٹ مرا۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ
بولتا ہے تو اس لیے جہاد کیا کرتا تھا کہ تیری بہادری کا چرچا ہو چنانچہ تجھے ایسا ایسا
کہہ دیا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا اسے چہرے کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا
جائے۔ پھر ایسے شخص کو لایا جائے گا جس نے علم حاصل کیا اور لوگوں کو پڑھایا اور
خود بھی قرآن کی تلاوت کیا کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی
کروائیں گے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ اسے اپنی نعمتوں کی یاد دہانی کروائیں

❶ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار: رقم : ۱۹۰۵۔

گے وہ اقرار کرے گا پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں نے علم سیکھا اور پھر دوسروں کو سکھایا اور قرآن کی تلاوت کرتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تو جھوٹ بولتا ہے تو نے علم اس لیے سیکھا کہ تجھے عالم گردانا جائے تو تلاوت قرآن بھی اس لیے کرتا تھا کہ تجھے قاری سمجھا جائے۔ وہ شہرت تو تجھے مل چکی۔ پھر اس کے بارے میں حکم ہوگا اسے پیشانی کے بل کھینچ کر آگ میں پھینک دیا جائے گا۔ پھر تیسرا آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے کشادگی اور ہر قسم کے وسائل عطا فرمائے اسے ہلا کر ان نعمتوں کے بارے میں پوچھا جائے گا وہ بھی ان کا اقرار کرے گا ارشاد ہوگا پھر تو نے کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی جگہ نہیں چھوڑی جہاں تیرے دیئے ہوئے مال کو خرچ نہ کیا ہو۔ حکم ہوگا کہ تو جھوٹ بول رہا ہے تو نے تو سختی ہونے کی شہرت حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کیا۔ لوگ تجھے فیاض سمجھتے تھے پھر اس کو بھی اٹلے منہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔“

عبادت میں اخلاص ایسی نعمت ہے کہ ہر عمل کی قیمت ہی اسی سے بنتی ہے اور ریا کاری ایسی بلا ہے کہ انسان کا سارا کیا دھرا رائیگاں ہو جاتا ہے۔ اخلاص اور ریا کاری کی حدیں بہت قریب قریب ہیں۔ بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ قوس و قزح کے رنگوں کی طرح یہ دونوں بھی اتنی قریبی چیزیں ہیں کہ ان میں حد فاصل لگانا بھی توفیق الہی کے بغیر ناممکن ہے تو یہ درست ہے۔ کیونکہ جو شخص نماز روزہ یا کوئی بھی نیک عمل کرے اور اس کی نیت میں ذرا بھی فطور آجائے تو اس کا عمل اس کھوٹے سکے کی طرح ہو جائے گا جو بازار میں نہیں چل سکتا تو ایسی کھوٹی نیت کا عمل بھی بارگاہ الہی میں قبولیت حاصل نہیں کرتا بلکہ وہ عمل ثواب کی بجائے عذاب بن جاتا ہے۔

(۲۰)..... عمل اور شر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝۱ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝۲﴾ (الفلق: ۲۰۱)

”آپ فرمادیجیے، کہ میں صبح کے پھاڑنے والے کی پناہ میں آتا ہوں۔ ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے۔“

ایک حدیث میں آتا ہے:

((عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي دُعَائِهِ، ”اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمَلْتُ وَشَرِّ مَا لَمْ أَعْمَلْ)) ❶

”سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی ﷺ اپنی دعا میں کہا کرتے تھے ”اے اللہ! میں اپنے کردہ اور ناکردہ اعمال کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔“

رسول اللہ ﷺ اللہ کے خوف اور ڈر سے اعمال کثرت سے کرتے تھے کہ کہیں اعمال کے اندر شر نہ آجائے اسی لیے آپ ﷺ نے ان الفاظ کے ساتھ جہاں خود اعمال میں شر سے پناہ طلب کی ہے ایک طرح کا امتیوں کی اصلاح کا پہلو بھی اس میں موجود ہے کہ یہ بھی اعمال کر کے کسی گھمنڈ میں نہ آجائیں بلکہ اعمال کی خیر کے طلب گار رہیں۔

(۲۱)..... عمل اور برائیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَ عَمَلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَ كَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا ۝﴾

(الفرقان : ۷۰)

”سوائے ان لوگوں کے جو توبہ کریں اور ایمان لائیں اور نیک کام کریں، ایسے لوگوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے بدل دیتا ہے، اللہ بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے۔“

❶ صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فی الادعیۃ: رقم : ۲۷۱۶.

﴿وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ط ذَلِكَ ذِكْرِي لِلَّذِينَ كَرِهُوا﴾ (هود: ۱۱۴)

”دن کے دونوں سروں میں نماز قائم کر اور رات کی کئی ساعتوں میں بھی، یقیناً نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں۔ یہ نصیحت ہے نصیحت پکڑنے والوں کے لیے۔“

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنْ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَآتَى النَّبِيَّ ﷺ فَأَخْبَرَهُ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفِي النَّهَارِ وَزُلْفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾ فَقَالَ الرَّجُلُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلِي هَذَا قَالَ لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ)) ❶

”ایک شخص نے کسی عورت کا بوسہ لے لیا اور پھر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا اور آپ کو اس حرکت کی خبر دے دی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی، (جس کا ترجمہ یہ ہے) کہ نماز دن کے دونوں حصوں میں قائم کرو اور کچھ رات گئے بھی اور بلاشبہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ صرف میرے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ”کہ نہیں بلکہ میری تمام امت کے لیے یہی حکم ہے۔“

یہ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر شفقت و مہربانی ہے کہ ان کے صالح اعمال سے صغیرہ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ جبکہ کبیرہ گناہ کو بخشوانے کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی پڑتی ہے۔ پھر جب بندہ اپنے گناہوں سے نادم ہو کر اللہ کو مناتا ہے، توبہ کرتا ہے اور اس کے دل کی دنیا بدل جاتی ہے اور وہ نیک اعمال شروع کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس تائب ہونے والے کی سابقہ زندگی میں موجود گناہوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں۔ سبحان اللہ

❶ صحیح البخاری، کتاب مواقیات الصلاة، باب، الصلاة كفارة، رقم ۵۲۶، ۴۶۸۷.

(۲۲)..... عمل اور عذابِ قبر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا
وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ ﴿۲۵﴾﴾

(ابراہیم: ۲۷)

”ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ کی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں نا انصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔“

یعنی توحید اور عمل صالح کی بدولت اہل ایمان حیاتِ دنیوی سے لے کر محشر تک ثابت قدم رہیں گے۔ دنیا میں کیسی ہی آفات و حوادث پیش آئیں، کتنا ہی سخت امتحان ہو یا قبر میں منکر نکیر سے سوال و جواب ہو، ہر موقع پر وہ مستقیم اور ثابت قدم رہیں گے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ”میت جب قبر میں رکھی جاتی ہے تو وہ (تدفین کے بعد) واپس پلٹنے والوں کے جو توتوں کی آواز سنتی ہے اگر مومن کی میت ہو تو نماز اس کے سر کے پاس، روزہ دائیں طرف، زکوٰۃ بائیں طرف اور دوسرے نیک اعمال (مثلاً) صدقہ نوافل، لوگوں کے ساتھ بھلائیاں، اور حسن سلوک پاؤں کی طرف سے اس کی حفاظت کرتے ہیں فرشتہ عذاب کے لیے سر کی طرف سے آتا ہے تو نماز کہتی ہے میری طرف سے راستہ نہیں، پھر فرشتہ دائیں طرف سے آتا ہے تو روزہ کہتا ہے کہ میری طرف سے راستہ نہیں۔ (کسی دوسری طرف سے آؤ) پھر فرشتہ پاؤں کی طرف سے آتا ہے تو صدقہ، خیرات، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ بھلائیاں اور احسان وغیرہ کہتے ہیں ہماری طرف سے راستہ نہیں ہے۔“^①

① صحیح ابن حبان، رقم: ۳۱۱۳، مستدرک حاکم: ۳۷۹/۱، ۳۸۰، ۳۸۱، مصنف عبد الرزاق، رقم: ۶۷۰۳۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سورہ ملک ﴿تبارک الذی بیدہ المملک﴾

عذاب قبر سے رکاوٹ ہے۔ ❶

اچھا عمل جہاں انسان کو معاشرتی زندگی میں وقار عطا کرتا ہے، وہاں یہ آخرت کی مشکل گھڑیوں میں بھی انسان کا محافظ بن جاتا ہے۔ مندرجہ بالا حدیث اس بات کو صراحت سے بیان کر رہی ہے کہ انسان کے اعمال اس کے لیے قبر کے عذاب سے ڈھال بن جاتے ہیں۔

(۲۳)..... عمل اور آخرت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ فَمَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ۗ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ﴿۱۸۵﴾﴾ (آل عمران: ۱۸۵)

”ہر جان موت کا ذائقہ چکھنے والی ہے اور قیامت کے دن تم اپنے بدلے پورے پورے دیئے جاؤ گے، پس جو شخص آگ سے بچا لیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے بے شک وہ کامیاب ہو گیا، اور دنیا کی زندگی تو صرف دھوکے کا سامان ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَن يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ۗ وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿۹۴﴾﴾ (الانبیاء: ۹۴)

”پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مومن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی۔ ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔“

❶ مستدرک حاکم، ۲/۴۹۲، مصنف عبد الرزاق، رقم: ۶۰۲۵، طبرانی رقم: ۸۶۵۱، سلسلہ احادیث صحیحہ الألبانی.

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَوْمَ مَعِدٍ يَّصْدُرُ النَّاسُ أَشْتَاتًا لِّيُرَوْا أَعْمَالَهُمْ ۖ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۖ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۖ﴾

(الزلزال: ۶ تا ۸)

”اس روز مختلف لوگ جماعتیں ہو کر (واپس) لوٹیں گے، تاکہ انہیں ان کے اعمال دکھادیئے جائیں۔ پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔“

آخرت (قیامت) کے ناموں میں سے ایک نام ”یوم الدین“ بھی ہے جس کا مطلب ہے ”جزا و سزا کا دن“ تو اس دن وہ لوگ جو جزاء کی خاطر اعمال کرتے رہے اور سزا سے بچنے کی مقدور بھر کوشش کرتے رہے ان کو کسی صورت پریشان نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ ہنسی خوشی ان کو کامیابی سے ہمکنار کیا جائے گا۔ تو یومِ آخرت کی کامیابی میں اعمال ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان اعمال پر ہی جزا و سزا کے فیصلے سنائے جاتے ہیں۔

(۲۴)..... عمل اور جنت

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي ظِلِّ وَعُيُونٍ ﴿۳۱﴾ وَقَوَائِكِهِ مِمَّا يَشْتَهُونَ ﴿۳۲﴾
كُلُّوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُفْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾ إِنَّا كَذَلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ﴿۳۴﴾﴾ (المرسلت: ۴۱ تا ۴۴)

”بے شک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں اور ان میوں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ (اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ
الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٧﴾ خُلِدِينَ فِيهَا لَا يَبْغُونَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿١٠٨﴾﴾

(الکھف: ۱۰۷، ۱۰۸)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے صالح اعمال کئے یقیناً ان کے لیے الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے، جس جگہ کو بدلنے کا کبھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔“

اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا: ((إِنَّ رَجُلًا كَانَ فِي مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ آتَاهُ الْمَلِكُ لِيَقْبِضَ رُوحَهُ فَقِيلَ لَهُ: هَلْ عَمِلْتَ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ مَا أَعْلَمُ قِيلَ لَهُ أَنْظِرْ قَالَ: مَا أَعْلَمُ شَيْئًا، غَيْرَ أَنِّي كُنْتُ أَبَايَعُ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا وَأَجَارِيهِمْ فَأَنْظِرُ الْمُوسِرَ وَأَتَجَاوِزُ عَنِ الْمُعْسِرِ فَأَدْخِلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ)) ❶

”اور سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا تھا کہ پہلے زمانے میں ایک شخص کے پاس ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو اس سے پوچھا گیا کوئی اپنی نیکی تجھے یاد ہے، اس نے کہا مجھے تو یاد نہیں پڑتی اس سے دوبارہ کہا گیا کہ یاد کرو! اس نے کہا مجھے کوئی اپنی نیکی یاد نہیں، سو اس کے کہ میں دنیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا اور لین دین کیا کرتا تھا، جو لوگ خوشحال ہوتے انہیں تو میں (اپنا قرض وصول کرتے وقت) مہلت دیا کرتا تھا اور تنگ دستی والوں کو معاف کر دیا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی پر جنت داخل کر دیا۔“

ایمان لانے کے بعد اعمال ہی سے آدمی جنت میں جاسکتا ہے اور پھر جنت میں درجات

❶ صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب ما ذکر عن بنی اسرائیل، رقم: ۳۴۵۱، صحیح مسلم،

کتاب المساقاة، باب انظار المعسر..... رقم ۱۰۶۰.

اور منزلیں وہ بھی اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوں گی اور اسی طرح اللہ کی رحمت کے حصول کا ذریعہ جس کی وجہ سے انسان جنت میں داخل ہوں گے، اعمالِ صالحہ ہیں۔ جو لوگ عملِ صالح کئے بغیر ہی اللہ کی رحمت کے امیدوار بن جاتے ہیں۔ ان کی مثال ایسے ہی ہے، جیسے کوئی زمین میں بل چلائے اور بیج نہ بو کر فصل کا امیدوار بن جائے یا تخم حنظل بو کر خوش ذائقہ پھلوں کی امید رکھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أَجُورَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ ۝ لَتُبْلَوْنَ فِيْ أَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَلَتَسْعَنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا ۝ وَإِنْ تَصْبِرُوا وَاتَّقُوا فَإِنَّ ذَلِكَ مِنْ عَزْمِ الْأُمُورِ ۝﴾

(آل عمران: ۱۸۵)

”ہر نفس کا موت کا مزہ چکھنا ہے، اور قیامت کے دن تمہارے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ پس جو شخص قیامت کے دن آگ سے دور کر دیا جائے گا، اور جنت میں داخل کر دیا جائے گا، وہ فائز المرام ہو جائے گا، اور دنیا کی زندگی دھوکے کا سامان ہے، تمہیں یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں میں آزما دیا جائے گا، اور تم یقیناً ان لوگوں کی جانب سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی، اور مشرکین کی جانب سے بہت سی تکلیف دہ باتیں سنو گے اور اگر تم صبر کرو گے اور اللہ سے ڈرتے رہو گے تو بے شک یہ ہمت و عزیمت کا کام ہے۔“

(۲۵)..... عمل اور امر بالمعروف

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ

وَيَتَّبِعُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴿١٠٤﴾

(آل عمران : ۱۰۴)

”تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائے اور نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ فلاح و نجات پانے والے ہیں۔“

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَعَا إِلَىٰ هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُورِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا إِلَىٰ ضَلَالَةٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا)) ﴿١٠٤﴾

”ہدایت کی طرف لوگوں کو بلانے والے کو اس پر عمل کرنے والوں کے برابر ثواب ملے گا، جبکہ لوگوں کے اجر میں کوئی کمی واقع نہ ہوگی اور جس نے برائی (گمراہی) کی طرف لوگوں کو بلایا، وہ اس پر عمل کرنے والوں کے برابر گناہ گار ہوگا۔ اس سے ان (گناہ کرنے والوں) کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔“

قرآن و سنت میں کتنے ہی ارشادات الہی اور فرمودات نبوی ﷺ ایسے ہیں جن میں ہمیں نیک کاموں کی طرف لوگوں کی رہنمائی کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کام (امر بالمعروف) ایک ایسا فریضہ ہے کہ جس میں دنیاوی نجات بھی ہے، اور اخروی فوز و فلاح بھی اور اس کی غفلت پر وعید بھی تو کیوں ناہم گھاٹے کا سودا کرنے کے بجائے نفع کا سودا کریں اور لوگوں کو نیکی کی طرف لائیں تاکہ کام تو وہ اچھے کریں اور نامہ اعمال ہمارا نیکیوں سے بھرتا چلا جائے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی کتاب ”اسلام پر (۴۰) اعتراضات کے عقلی و نقلی جواب“ میں ایک حکمران کا مشرف بہ اسلام ہونے کا واقعہ بیان فرمایا جو کہ ایک معروف بات کا نتیجہ تھا۔

① صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة، رقم : ۲۶۷۴۔

”شہزادہ تغلق تیمور شکاری مہم کے دوران میں کہیں خیمہ زن تھا کہ اذان کی آواز سے اس کی نیند اُچاٹ ہو گئی۔ اس کے حکم پر سپاہی گئے اور اذان دینے والے مسلمان بزرگ شرف الدین کو پکڑ لائے۔ تغلق تیمور نے انہیں دیکھتے ہی اپنے قریب بیٹھے کتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا: ”تم اچھے ہو یا میرا یہ کتا اچھا ہے؟“ شیخ شرف الدین نے کہا: اس سوال کا جواب اس وقت دینا ممکن نہیں۔ شہزادہ ان کے طرز گفتگو سے متاثر ہوا اور انہیں جانے دیا۔ اس کے چند برس بعد جب تغلق تیمور تخت نشین ہو چکا تھا تو شیخ شرف الدین کا آخری وقت آن پہنچا اور انہوں نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ میری تدفین سے فارغ ہو کر تغلق تیمور کے پاس جانا اور اسے یہ پیغام دینا کہ شرف الدین کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے، لہذا وہ اس کے کتے سے بہتر ہے۔ صاحبزادے نے دار الحکومت جا کر بڑی مشکل سے تغلق تیمور کے دربار میں رسائی پائی، اور اسے اپنے والد کا پیغام دیا، تو اس کے دل کی کایا پلٹ گئی، اور ایمانی حلاوت سے شاد کام ہو کر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (اسلام پر ۴۰ اعتراضات کے عقلی و نقلی دلائل، ص: ۲۷)

ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

(۲۶)..... عمل اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ جَنَّاتُ النَّعِيمِ ۝۸
خَالِدِينَ فِيهَا وَعْدَ اللَّهِ حَقًّا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝۹﴾

(لقمان: ۸، ۹)

”بے شک جن لوگوں نے ایمان قبول کیا اور کام بھی نیک (بمطابق سنت) کئے ان کے لیے نعمتوں والی جنتیں ہیں، جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کا سچا وعدہ ہے، وہ بہت بڑی عزت و غلبہ والا اور کامل حکمت والا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ
وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ
بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۗ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۗ وَ مَنْ
كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُونَ ﴿٥٥﴾ (النور: ٥٥)

”تم میں سے ان لوگوں نے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے ہیں اللہ تعالیٰ وعدہ فرما چکا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسے کہ ان لوگوں کو خلیفہ بنایا تھا جو ان سے پہلے تھے اور یقیناً ان کے لیے ان کے اس دین کو مضبوطی کے ساتھ مستحکم کر کے جمادے گا جسے ان کے لیے وہ پسند فرما چکا ہے اور ان کے اس خوف و خطر کو وہ امن و امان سے بدل دے گا، وہ میری عبادت کریں گے میرے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اس کے بعد بھی جو لوگ ناشکری اور کفر کریں وہ یقیناً فاسق ہیں۔“

اللہ تعالیٰ نے صالح مومنوں کے ساتھ اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں جنت دے گا اور یہ وعدہ اعمال صالحہ کے ساتھ مشروط ہے اگر اعمال صالحہ نہیں ہے صرف ایمان ہے تو اس صورت میں اگر اللہ نے چاہا جنت تو مل جائے گی لیکن سزا بھگتنے کے بعد، اگر اعمال صالحہ سے نامہ اعمال مزین ہے تو سیدھا انسان کو جنت میں پہنچا دیا جائے گا۔

اسی طرح اعمال کی بدولت دنیا میں خلافت و سلطنت کا وعدہ ہے اور اس وعدے کا ظہور عہدِ خلافت راشدہ اور خیر القرون میں ہوا، اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل والوں کو زمین میں غلبہ عطا فرمایا، اسلام کو عروج دیا، ہر طرف امن و امان کا دور دورہ ہو گیا۔ پہلے مسلمان کفار عرب سے ڈرتے تھے پھر اس کے برعکس معاملہ ہو گیا۔ تو یہ اللہ تعالیٰ کا مومنوں سے وعدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے پورا کیا۔ اگر آج بھی مسلمان اپنے اعمال کی اصلاح کر لیں تو دوبارہ کھوئی ہوئی

عظمت مل سکتی ہے۔

(۲۷)..... عمل اور روزہ

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قَالَ اللَّهُ كُلُّ عَمَلٍ ابْنِ آدَمَ لَهُ إِلَّا الصِّيَامَ فَإِنَّهُ لِي وَأَنَا أَجْزَى بِهِ، وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَإِذَا كَانَ يَوْمٌ صَوْمِ أَحَدِكُمْ فَلَا يَرُفْثُ وَلَا يَصْحَبُ فَإِنْ سَابَهُ أَحَدٌ أَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ إِنِّي امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَخُلُوفٌ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرَحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا إِذَا أَفْطَرَ فَرِحَ وَإِذَا لَقِيَ رَبَّهُ فَرِحَ بِصَوْمِهِ))^①

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کا ہر (نیک) عمل خود اسی کے لیے ہے مگر روزہ وہ خاص میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزہ گناہوں کی ایک ڈھال ہے، اگر کوئی روزہ سے ہو تو اسے فحش گوئی نہ کرنی چاہیے اور نہ ہی شور مچانا چاہیے۔ اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا لڑنا چاہے تو اس کا جواب صرف یہ ہو کہ میں ایک روزہ دار آدمی ہوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے، روزہ دار کو دو خوشیاں حاصل ہوں گی (ایک تو جب) وہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور (دوسرے) جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کا ثواب پا کر خوش ہوگا۔

اس دنیا کے اندر رہتے ہوئے ایک مسلمان آدمی جو بھی عمل کرتا ہے اس سے کچھ نہ کچھ

① صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب هل يقول إني صائم اذا شئتم، رقم : ۱۹۰۴، صحیح مسلم،

کتاب الصيام، باب فضل الصيام، رقم : ۱۱۵۱.

فائدہ اٹھاتا ہے گو اس کی ریاکاری کی نیت نہ ہو مثلاً لوگ اس کو اچھا سمجھتے ہیں، اس کی عزت و تکریم کرتے ہیں۔ مگر روزہ ایسی مخفی عبادت اور اللہ کو محبوب عمل ہے کہ جس کا صلہ اللہ تعالیٰ خود دے گا بندوں کو اس میں کسی قسم کا کوئی دخل نہیں۔

(۲۸)..... عمل اور اس کی اللہ کے ہاں قدر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِنَ الصَّالِحَاتِ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا كُفْرَانَ لِسَعْيِهِ ۖ
وَإِنَّا لَهُ كَاتِبُونَ ﴿۹۴﴾﴾ (الانبیاء: ۹۴)

”پھر جو بھی نیک عمل کرے اور وہ مؤمن (بھی) ہو تو اس کی کوشش کی بے قدری نہیں کی جائے گی، ہم تو اس کے لکھنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿۸﴾ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ
ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿۸﴾﴾ (الزلزال: ۸، ۷)

”پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔“

اللہ تعالیٰ بہت قدر دان ہے۔ وہ اپنے بندوں کو کسی صورت بھی شرمندہ نہیں کرتا اور وہ بندے جو ایمان والے ہیں اور ساتھ ساتھ اچھے عمل بھی کرتے ہیں تو ان کے ایک ایک عمل کی قدر کرتے ہوئے ان کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

(۲۹)..... عمل اور اعلیٰ مہمانی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ

الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿١٠٨﴾ خُلْدِيْنَ فِيْهَا لَا يَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوْلًا ﴿١٠٩﴾ ﴿

(الکھف: ۱۰۷، ۱۰۸)

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے کام بھی اچھے کئے ان کے لیے جنت الفردوس کے باغات کی مہمانی ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہا کریں گے جس جگہ کو بدلنے کا کبھی بھی ان کا ارادہ ہی نہ ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ ظِلِّ وَّعُيُوْنٍ ﴿٣١﴾ وَفَوْاِكَةٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ﴿٣٢﴾
كُلُوْا وَاَشْرَبُوْا هَنِئًْا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٣٣﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾ ﴾ (المرسلت: ۴۱ تا ۴۴)

”بے شک پرہیزگار لوگ سایوں میں ہیں اور بہتے چشموں میں اور ان میووں میں جن کی وہ خواہش کریں۔ (اے جنتیو!) کھاؤ پیو مزے سے اپنے کئے ہوئے اعمال کے بدلے۔ یقیناً ہم نیکی کرنے والوں کو اسی طرح جزا دیتے ہیں۔“

ایمان لا کر اچھے عمل کرنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے مہمانی کے طور پر جنت الفردوس کے باغات تیار کئے ہیں اور جنت الفردوس وہ جگہ ہے جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَاِذَا سَاَلْتُمْ اللّٰهَ فَسَلُوْهُ الْفِرْدَوْسَ فَاِنَّهٗ اَوْسَطُ الْجَنَّةِ وَاَعْلٰى الْجَنَّةِ وَفَوْقَهُ عَرْشُ الرَّحْمٰنِ وَمِنْهُ تَفَجَّرُ اَنْهَارُ الْجَنَّةِ)) ﴿١﴾

”کہ جب تم اللہ سے سوال کرو تو فردوس کا سوال کرو کیونکہ وہ درمیانے درجے کی جنت ہے اور بلند ترین اور اس کے اوپر رحمن کا عرش ہے اور اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں۔“

تو گویا اللہ تعالیٰ نے سب سے اعلیٰ جنت ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے بطور مہمان کے تیار رکھی ہے۔

① صحیح البخاری، کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ، باب وکان عرشہ علی الماء..... رقم: ۷۴۲۳

(۳۰)..... عمل اور میزان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَالْوِزْنَ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۸ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِآيَاتِنَا يَظْلِمُونَ ۝۹ ﴾ (الاعراف: ۸، ۹)

”اور اس روز وزن بھی برحق ہے۔ پھر جس شخص کا پلہ بھاری ہوگا سو ایسے لوگ کامیاب ہوں گے اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا سو یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کر لیا بسبب اس کے کہ ہماری آیتوں کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَ لَا يَتَسَاءَلُونَ ۝۱۰ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝۱۱ وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ فَأُولَئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ۝۱۲ ﴾ (المؤمنون: ۱۰ تا ۱۰۳)

”پس جبکہ صور پھونک دیا جائے گا اس دن نہ تو آپس کے رشتے ہی رہیں گے، نہ آپس کی پوچھ گچھ جن کی ترازو کا پلہ بھاری ہو گیا وہ نجات والے ہو گئے اور جن کے ترازو کا پلہ ہلکا ہو گیا یہ ہیں وہ جنہوں نے اپنا نقصان آپ کر لیا جو ہمیشہ کے لیے جہنم واصل ہوئے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ نَضَعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّ إِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَّ كَفَىٰ بِنَا حَسِيبِينَ ۝۴۷ ﴾ (الانبیاء: ۴۷)

”قیامت کے دن ہم درمیان میں لا رکھیں گے ٹھیک ٹھیک تولنے والی ترازو کو۔“

پھر کسی پر کچھ بھی ظلم نہ کیا جائے گا اور اگر ایک رائی کے دانے کے برابر بھی عمل ہوگا ہم اسے لاحاضر کریں گے اور ہم کافی ہیں حساب کرنے والے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ۖ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَاضِيَةٍ ۖ وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ ۗ فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ ۙ وَمَا أَدْرَاكَ مَا هِيَةٌ ۗ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝۱۱ ﴾ (القارعه: ۶ تا ۱۱)

”پھر جس کے پلڑے بھاری ہوں گے وہ تو دل پسند آرام کی زندگی میں ہوگا اور جس کے پلڑے ہلکے ہوں گے۔ اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہے۔ تجھے کیا معلوم کہ وہ کیا ہے؟ وہ تند و تیز آگ ہے۔“

سیدنا ابوما لک الاشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمَلُّهُ الْمِيزَانُ وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَانِ أَوْ تَمَلَا مَا بَيْنَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ)) ❶

”صفائی نصف ایمان ہے اور الحمد للہ کے ساتھ میزان بھر جائے گا، سبحان اللہ والحمد للہ سے آسمان و زمین میں جو کچھ ہے بھر جائے گا۔“

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كَلِمَتَانِ حَبِيبَتَانِ إِلَى الرَّحْمَنِ خَفِيفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيلَتَانِ فِي الْمِيزَانِ، سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ.)) ❷

❶ صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء رقم الحدیث: ۲۲۳/۱.

❷ صحیح البخاری، کتاب التوحید والرد علی الجہمیہ وغیرہا، باب قوله تعالیٰ ”ونضع الموازين القسط.....“ رقم: ۷۵۶۳، صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل التهليل والتسبيح والدعاء، رقم: ۲۶۹۴.

”دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کی ترازو میں بوجھل اور باوزن ہوں گے۔ (وہ کلمات یہ ہیں) سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔“

آخرت پر ایمان لانے کے جمیع امور میں سے یہ بھی ہے کہ آدمی کا ایمان ہو کہ بندوں کے اعمال تو لے جائیں گے، جس کا وزن زیادہ ہوگا وہ نجات پا جائے گا اور جس کا وزن کم ہوگا اور وہ ہلاک ہو جائے گا۔

بندوں کے اعمال کر کے وزن کرنے کی حکمت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف کا اظہار ہو اور بندے کو اس کے اعمال کی پوری خبر و اطلاع ہو۔ جس طرح اعمال کا وزن ہوگا اسی طرح اعمال کے صحیفوں کا بھی وزن ہوگا جس طرح کہ حدیث بطاہ اور ”حدیث سجالات“ (رجسٹروں والی حدیث) میں آیا ہے جن کی (سنن الترمذی، کتاب الایمان عن الرسول ﷺ) رقم: ۲۶۳۹، السلسلۃ الصحیحۃ رقم: ۱۳۵) پر تفصیل دیکھی جاسکتی ہے اور اعمال کرنے والے انسان کا بھی وزن ہو سکتا ہے جیسا کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی پنڈلیوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! یہ دونوں پنڈلیاں میزان میں احد سے زیادہ بھاری ہیں۔“^①

(۳۱)..... عمل اور آزمائش

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾ (الملك: ۲)

”وہ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے اور وہی سب پر غالب، بے حد بخشنے والا ہے۔“

فضیلۃ الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں اس آیت کی تفسیر میں رقم

① مسند احمد بن حنبل ۱/۴۲۰، ۴۲۱، رقم: ۳۹۲۱۔

طراز ہیں:

”﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ﴾“ اس نے موت و حیات کو پیدا کیا۔“ یعنی اس نے اپنے بندوں کے مقدر کیا کہ وہ ان کو زندگی عطا کرے، پھر موت سے ہم کنار کرے۔ ﴿لِيَبْلُوَكُمْ اَيْكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ”تاکہ وہ آزمائے کہ تم میں سے کون سب سے زیادہ صاحب اخلاص اور کون سب سے زیادہ راہِ صواب پر ہے۔“ یہ آزمائش اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کر کے ان کو اس دنیا میں بھیجا، انہیں یہ بھی بتا دیا کہ انہیں عنقریب یہاں سے منتقل کیا جائے گا۔ ان کو اوامر و نواہی دیے اور اپنے ان اوامر و نواہی کی معارض شہوات کے ذریعے سے ان کو آزمایا۔ پس جس کسی نے اللہ تعالیٰ کے اوامر کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں بہترین جزا دے گا اور جو کوئی شہواتِ نفس کی طرف مائل ہوا اور اللہ تعالیٰ کے اوامر کو دُور پھینک دیا تو اس کے لیے بدترین سزا ہے۔



کفر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ ۖ أَبَىٰ
وَاسْتَكْبَرَ ۖ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿۳۴﴾﴾ (البقرہ: ۳۴)

”اور جب ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم (علیہ السلام) کو سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور وہ کافروں میں ہو گیا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَعْرِفُونَ نِعْمَتَ اللَّهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكَافِرُونَ ﴿۸۳﴾
وَيَوْمَ نَبْعَثُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ ﴿۸۴﴾﴾ (النحل: ۸۳، ۸۴)

”یہ اللہ کی نعمتیں ہیں وہ جانتے پہچانتے ہوئے بھی ان کے منکر ہو رہے ہیں، بلکہ ان میں سے اکثر ناشکرے ہیں، اور جس دن ہم ہر امت میں سے گواہ کھڑے کریں گے پھر کافروں کو نہ اجازت دی جائے گی اور نہ ان سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ
مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳﴾﴾ (المنافقون: ۳، ۲۰)

”انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، پس اللہ کی راہ سے رک گئے، بے

شک برا ہے وہ کام جو یہ کرتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ یہ ایمان لا کر پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی۔ اب یہ نہیں سمجھتے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَيْنَ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۗ قُلْ أ
بِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿٦٥﴾ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ
كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ۗ إِنَّ نَعْفَ عَنْ طَائِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَدِّبُ
طَائِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿٦٦﴾﴾ (التوبہ: ۶۵، ۶۶)

”اگر آپ ان سے پوچھیں تو صاف کہہ دیں گے کہ ہم تو یونہی آپس میں ہنسی کھیل کر رہے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اللہ، اس کی آیات، اس کا رسول ہی تمہارے ہنسی مذاق کے لیے رہ گئے ہیں، تم بہانے نہ بناؤ یقیناً تم اپنے ایمان کے بعد بے ایمان ہو گئے، اگر ہم تم میں سے کچھ لوگوں سے درگزر بھی کر لیں، تو کچھ لوگوں کو ان کے جرم کی سنگین سزا بھی دیں گے۔“

کفر کا لغوی معنی نہ ماننا اور انکار کرنے کے ہیں جبکہ شریعت اسلامیہ میں کفر احکامات الہیہ اور رسالتِ محمدیہ ﷺ کے انکار کا نام ہے کہ جو بھی اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی شریعت اور اس کے بھیجے ہوئے انبیاء و رسل (ﷺ) کو نہیں مانتا، وہ کافر ہے۔

شریعت اسلامیہ میں جو انسان کسی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کے لیے بھی کفر کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یاد رہے وہاں پر کفر سے مراد وہ حقیقی کفر نہیں جو انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ بلکہ یہ حقیقی کفر سے کم ہے۔ محدثین عظام رحمہم اللہ کی اصطلاح میں اس کا نام ”کفر دون کفر“ ہے۔

اہل علم حضرات نے لفظ ”کفر“ کو مختلف معانی میں استعمال ہونے کی بدولت چار قسموں پر تقسیم کیا ہے۔ جو کہ درج ذیل ہیں:

۱: کفر بالکل انکار کے معنی میں ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا بالکل انکار کرنا، اس کا وجود ہی تسلیم نہ

کرنا قرآن میں زیادہ تر ایسے ہی کافروں سے خطاب کیا گیا ہے۔

۲: کفر وجود: یعنی اللہ کو دل سے تسلیم کرنا مگر اپنے دنیاوی مفاد کے لیے زبان سے اقرار نہ

کرنا، مشرکین مکہ میں سے بعض کا ایسا ہی کفر تھا، آج بھی ایسے لوگ بکثرت موجود ہیں۔

۳: کفر عناد یعنی دل سے تصدیق اور زبان سے اقرار بھی کرنا مگر احکام الہی کو تسلیم نہ کرنا اور

توحید و سنت کے اسلامی عقیدہ کو ماننے کے لیے تیار نہ ہونا ماضی اور حال میں ایسے بہت

سے لوگ موجود ہیں۔

۴: کفر نفاق یعنی زبان سے اقرار کرنا مگر دل سے یقین نہ کرنا جیسا کہ آیت کریمہ ﴿وَإِذَا

قِيلَ لَهُمْ آمِنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ﴾

میں مذکور ہے۔^①

(۱)..... کفر اور ایمان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ أَجْرَمُوا كَانُوا مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا يَضْحَكُونَ ﴿٣٩﴾

وَإِذَا مَرُّوا بِهِمْ يَتَغَامَرُونَ ﴿٤٠﴾ وَإِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ انْقَلَبُوا

فَكَهَيْنَ ﴿٤١﴾ وَإِذَا رَأَوْهُمْ قَالُوا إِنَّ هَؤُلَاءِ لَضَالُّونَ ﴿٤٢﴾ وَمَا

أُرْسِلُوا عَلَيْهِمْ حَفِظِينَ ﴿٤٣﴾ فَالْيَوْمَ الَّذِينَ آمَنُوا مِنَ الْكُفَّارِ

يَضْحَكُونَ ﴿٤٤﴾ عَلَىٰ الْأَرَابِكِ لَا يَنْظُرُونَ ﴿٤٥﴾ هَلْ تُؤْتِبُ الْكُفَّارَ

مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿٤٦﴾﴾ (المطففين: ۳۹ تا ۳۶)

”گناہ گار لوگ ایمان والوں کی ہنسی اڑایا کرتے تھے اور ان کے پاس سے

گزرتے ہوئے آپس میں آنکھ سے اشارے کرتے تھے اور جب اپنے والوں

① بحوالہ صحیح البخاری مترجم۔ از شیخ محمد داؤد راز رحمہ اللہ: ۲۱۳/۱۔

کی طرف لوٹتے تو دل لکیاں کرتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے یقیناً یہ لوگ گمراہ ہیں اور ان پر پاسبان بنا کر تو نہیں بھیجے گئے۔ پس آج ایمان والے ان کافروں پر نہیں گے تختوں پر بیٹھے دیکھ رہے ہوں گے کہ کیا کافروں کو ان کے کرتوتوں کا بدلہ مل گیا؟ جیسا یہ کرتے تھے پورا پورا بدلہ۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوا خِيسِرِينَ ﴿١٣٩﴾ بَلِ اللَّهُ مَوْلَاكُمْ ۖ وَهُوَ خَيْرُ الْمَوْلَىٰئِ ۗ﴾ ﴿آل عمران: ١٤٩، ١٥٠﴾

”اے ایمان والو! اگر تم کافروں کی باتیں مانو گے تو وہ تمہیں تمہاری ایڑیوں کے بل پلٹا دیں گے، (یعنی مرتد بنا دیں گے پھر تم نامراد ہو جاؤ گے بلکہ اللہ ہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مددگار ہے۔“

سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ”اللہ تعالیٰ برابر شفاعت کے ذریعے مسلمانوں کو (جہنم سے نکال) جنت میں داخل فرماتے رہیں گے اللہ تعالیٰ مسلسل (مسلمانوں پر) اپنا فضل و کرم فرماتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جو کوئی مسلمان ہے اسے جنت میں داخل کر دو یہ ہے وہ وقت جس کے بارے میں ارشاد مبارک ہے:

﴿رَبَّمَا يُودُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ﴾ (الحجر: ٢)

”ایک وقت آئے گا جب کافر پچھتا پچھتا کر کہیں گے کاش وہ مسلمان ہوتے۔“^①

اس کی سند میں عطار بن السائب ”مختلط“ راوی ہے۔ جبکہ اس کا شاہد سیدنا جابر رضی اللہ عنہ ہیں۔^② اور سیدنا ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے (السنۃ لابن ابی عاصم) رقم: ٨٢٣٣، اور مجمع الزوائد: ٢٥/٤ میں ہے لیکن اس کی سند میں خالد بن نافع ضعیف راوی ہے۔ اس روایت کا ایک اور

① مستدرک حاکم ٢/٣٥٣.

② السنن الکبریٰ للنسائی، رقم: ١١٢٠٧، طبرانی الاوسط رقم: ٥١٤٢.

شاہد انس رضی اللہ عنہ سے ”السنة لابن ابی عاصم ۸۴۴“ تحقیق شیخ البانی رحمہ اللہ میں موجود ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہوا کہ یہ روایت اپنے شواہد سے تقویت پا کر کم از کم حسن درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

”تخلیقِ انسانیت سے لے کر یہ سلسلہ بلا انقطاع چلا آ رہا ہے کہ اہل توحید، اہل شرک کی نظر میں اور اہل ایمان، اہل کفر کی نظر میں، اسی طرح حق والے باطل کی نظر میں گمراہ ہوتے ہیں اور گمراہ اپنے آپ کو اہل حق اور اہل حق کو گمراہ باور کراتے ہیں۔ حالانکہ جب قیامت کا دن ہوگا اور اہل ایمان، اہل حق کو بلند و بالا مقامات عطا کر دیئے جائیں گے تو اس وقت ان (اہل کفر) کی حالت دیدنی ہوگی۔ اپنے آپ کو کوستے پھریں گے اور خواہش کریں گے کہ کاش وہ مسلمان ہوتے، اہل ایمان اور اہل اللہ کا مذاق نہ اڑاتے۔“ (تفسیر احسن البیان)

(۲)..... کفر اور اعمال

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ أَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝۱﴾

(محمد: ۱)

”جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کی راہ سے روکا، اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال برباد کر دیئے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيَعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّنَّانُ مَاءً ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا ۖ وَجَدَ اللَّهُ عِنْدَهُ فَوْقَهُ حِسَابَهُ ۗ وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝۲۹﴾ أَوْ كَظُلُمٍ فِي بَعْجٍ لَبِجٍ يَغْشَاهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهِ سَحَابٌ ۗ ظُلُمٍ ۖ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ ۖ إِذَا أَخْرَجَ يَدَهُ لَمْ يَكِدْ يَرِبَهَا ۗ وَمَنْ لَّمْ

يَجْعَلِ اللَّهُ لَهُ نُورًا فَمَا لَهُ مِنْ نُورٍ ﴿٤٠﴾ (النور: ٣٩، ٤٠)

”اور کافروں کے اعمال مثل اس چمکتی ہوئی ریت کے ہیں جو چٹیل میدان میں ہو جسے پیاسا شخص دور سے پانی سمجھتا ہے لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو اسے کچھ بھی نہیں پاتا ہاں اللہ کو اپنے پاس پاتا ہے جو اس کا حساب پورا پورا چکا دیتا ہے۔ اللہ بہت جلد حساب کر دینے والا ہے یا مثل ان اندھیروں کے ہے جو نہایت گہرے سمندر کی تہ میں ہوں جسے اوپر تلے کی موجوں نے ڈھانپ رکھا ہو، پھر اوپر سے بادل چھائے ہوئے ہوں۔ الغرض اندھیریاں ہیں جو اوپر تلے پے در پے ہیں۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی قریب ہے کہ نہ دیکھ سکے اور (بات یہ ہے کہ) جسے اللہ تعالیٰ ہی نور نہ دے اس کے پاس کوئی روشنی نہیں ہوتی۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَرَمَادٍ اشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيحُ فِي يَوْمٍ عَاصِفٍ ۖ لَا يَقْدِرُونَ مِمَّا كَسَبُوا عَلَىٰ شَيْءٍ ۗ ذَٰلِكَ هُوَ الضَّلَالُ الْبَعِيدُ ﴿١٨﴾﴾ (ابراہیم: ١٨)

”ان لوگوں کی مثال جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا، ان کے اعمال مثل اس راکھ کے ہیں جس پر تیز ہوا آندھی والے دن چلے، جو بھی انہوں نے کیا اس میں سے کسی چیز پر قادر نہ ہوں، یہی دور کی گمراہی ہے۔“

حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ لکھتے ہیں:

”حالت کفر میں اگر کوئی انسان اچھے اعمال کرتا ہے اور پھر ایمان لے آتا ہے تو اس کو ان اعمال کا بھی اجر و ثواب دیا جائے گا۔ لیکن اگر کفر کی حالت میں مرجاتا ہے تو اس کے اعمال کی مثال وہ سراب ہے جو دور سے پانی دکھائی دیتا ہے۔ حالانکہ وہ ریت ہوتی ہے۔ اسی طرح کافر کے عمل بھی عدم ایمان کی وجہ سے اللہ کے ہاں بالکل بے وزن ہوں گے، ان کا کوئی صلہ انہیں نہیں ملے گا۔“ (تفسیر احسن البیان)

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ٥﴾

(المائدہ: ٥)

”کہ منکرینِ ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہیں۔“

(۳)..... کفر اور اللہ کی ناراضگی

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَيَوْمَ تَشْقُقُ السَّمَاءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلَائِكَةُ تَنْزِيلًا ٢٥﴾

الْمَلِكُ يَوْمَئِذٍ الْحَقُّ لِلرَّحْمَنِ ٢٦ وَ كَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِينَ

عَسِيرًا ٢٧ وَ يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَى يَدَيْهِ يَقُولُ يَلِيَّتَنِي

أَتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَابِيلاً ٢٨ يُؤَيَّلَنِي لِيَتَّخِذَنِي لَمْ أَتَّخِذْ فُلَانًا

خَلِيلًا ٢٩﴾ (الفرقان: ٢٥ تا ٢٨)

”جس دن آسمان بادل سمیت پھٹ جائے گا اور فرشتے لگاتار اتارے جائیں گے۔ اس دن صبح طور پر بادشاہت صرف رحمن کی ہوگی اور یہ دن کافروں پر بڑا بھاری ہوگا اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہے گا، ہائے کاش کہ میں نے رسول (ﷺ) کی راہ اختیار کی ہوتی۔ ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿فَيَوْمَئِذٍ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسٌ وَلَا جَانٌّ ٣٩﴾ فَيَأْتِي الْآءِ

رَبِّكُمْ تَكْذِبِينَ ٤٠ يُعْرَفُ الْهٰجِرِ مُؤَنِ بِسَيِّئِهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِي

وَالْأَقْدَامِ ٤١﴾ (رحمن: ٣٩ تا ٤١)

”اس دن کسی انسان اور کسی جن سے اس کے گناہوں کی پرش نہ کی جائے گی۔

پس تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ گناہ گار اپنی حالت سے ہی پہچان

لیے جائیں گے اور ان کی پیشانیوں کے بال اور قدم پکڑ لیے جائیں گے۔“

﴿خُلِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ لَا يَجِدُونَ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿٦٥﴾ يَوْمَ

تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَلَيْتَنَّا أَطَعْنَا اللَّهَ وَ

أَطَعْنَا الرَّسُولَ ﴿٦٦﴾﴾ (الاحزاب: ٦٥، ٦٦)

”اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر

رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں

گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ (حسرت و

افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔“

علاوہ ازیں ایک طویل روایت میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے

رسول اللہ ﷺ سے سنا:

((وَأَمَّا الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُونَ فَيَقُولُ الْأَشْهَادُ: هُوَ لَآءِ الَّذِينَ كَذَبُوا

عَلَى رَبِّهِمْ إِلَّا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ)) ❶

”کہ کافر اور منافق کے متعلق ان پر گواہ (ملائکہ، انبیاء اور تمام جن و انس) کہیں

گے کہ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے پروردگار پر جھوٹ باندھا تھا۔ خبردار

ہو جاؤ ظالموں پر اللہ کی پھٹکار ہوگی۔“

اللہ تعالیٰ کل قیامت کو اہل کفر سے ان کے لیے کئے ہوئے اعمال کی وجہ سے ناراضگی کا

اظہار کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا انداز اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

ان کے عذاب کے لیے جو فرشتے مقرر کئے ہیں ان کے دلوں سے نرمی کو ختم کر دیا ہے جیسا کہ

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

❶ صحیح البخاری، کتاب المظالم والغضب، رقم: ٢٤٤١.

﴿عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ﴾ (تحریم: ۶)

”اس (آگ) پر سخت دل مضبوط فرشتے مقرر ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ جو حکم دیتا ہے اس کی نافرمانی نہیں کرتے بلکہ جو حکم دیا جائے بجالاتے ہیں۔“

(۴)..... کفر اور باطل

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ذَلِكَ بِأَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَأَنَّ الَّذِينَ آمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَبِّهِمْ كَذَلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ لِلنَّاسِ أَمْثَالَهُمْ﴾ (۳)

(محمد: ۳)

”یہ اس لیے ہے کہ کافروں نے باطل کی پیروی کی اور مومنوں نے اس دین حق کی پیروی کی جو ان کے اللہ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے احوال اسی طرح بتاتا ہے۔“

کفر اور باطل کا گٹھ جوڑ ازل سے رہا ہے اور ابد تک رہے گا۔ کیونکہ حق کی جستجو رکھنے والے نہ تو باطل کی حمایت کرتے ہیں اور نہ باطل کو اپناتے ہیں۔ جبکہ اہل کفر چونکہ حق سے کوسوں دور ہوتے ہیں اسی لیے وہ باطل کی پیروی کرتے ہیں اور حق کے تسلیم کرنے سے گریز برتتے ہیں۔

(۵)..... کفر اور دنیا

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الْمُجْرِمُونَ نَاكِسُوا رُءُوسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَا أَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا إِنَّا مُوقِنُونَ﴾ (۱۲)

(السجدہ: ۱۲)

”کاش کہ آپ دیکھتے کہ جب گناہ گار لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہوں گے، کہیں گے: اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا، اور سن لیا اب تو ہمیں واپس لوٹا دے تو نیک اعمال کریں گے، ہم یقین کرنے والے ہیں۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسْرَتٍ عَلَيْهِمْ طَوَّ مَا هُمْ بِمُخْرِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿١٦٥﴾﴾ (البقرہ: ١٦٧)

”اور تابعدار لوگ کہیں گے، کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کو، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔“

ایک مؤمن اور مسلمان کے لیے جہاں اس دنیا کو قید خانہ بتایا گیا ہے کہ جہاں وہ اپنی مرضی کے مطابق کچھ بھی نہیں کر سکتا وہاں یہ دنیا کافر کے لیے جنت ہے کہ جہاں وہ اپنی مرضی سے جو جی میں آتا ہے کرتا جاتا ہے۔ تو مؤمن کے لیے یہ دنیا اعمال کے لحاظ سے حسرت ناک ہوگی کہ یہ خواہش کرے گا کاش مجھے دنیا میں زیادہ سانس لینے کا موقع ملتا اور میں زیادہ سے زیادہ عمل کر کے جنت میں مزید اعلیٰ مقام پاتا۔ اسی طرح کافر بھی اپنے کیے ہوئے عملوں کی وجہ سے نادم ہوگا اور کہے گا کہ کاش میں دنیا کی زندگی سے فائدہ اٹھاتا اور آج اس عبرت ناک انجام سے دوچار نہ ہوتا۔

(٦)..... کفر اور موت کی سختیاں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمْرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطَوْنَ

أَيُّدِيهِمْ ۖ أَخْرَجُوا أَنْفُسَكُمْ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ
بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ
تَسْتَكْبِرُونَ ﴿٩٣﴾ (الانعام: ٩٣)

”اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے، یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے، حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی، اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں، اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کی سزا دی جائے گی، اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔“

اہل کفر جوں جوں آخرت کے قریب ہوں گے ان کی سختیاں بڑھتی چلی جائیں گی۔ حتیٰ کہ جب جہنم میں پہنچیں گے تو سختیوں کی انتہا ہوگی اور اس میں ان کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا۔

(٤)..... کفر اور جہنم

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ فَإِنْ لَّمْ تَفْعَلُوا وَ لَرَنْ تَفْعَلُوا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُودُهَا
الطَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ ﴾ (البقرہ: ٢٤)

”پس اگر تم نے نہ کیا اور تم ہرگز نہیں کر سکتے تو (اسے سچا مان کر) اس آگ سے بچو جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں، جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“
حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

”پتھر سے مراد بقول ابن عباس گندھک کے پتھر ہیں اور بعض حضرات کے نزدیک پتھر کے وہ ”اصنام“ بت بھی جہنم کا ایندھن ہوں گے جن کی لوگ دنیا میں

پرستش کرتے رہے ہوں گے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ہے:

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ﴾ (الانبیاء: ۹۸)

”تم اور جن کی تم عبادت کرتے ہو، جہنم کا ایندھن ہوں گے۔“

اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ جہنم اصل میں کافروں اور مشرکوں کے لیے تیار کی گئی ہے اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ جنت اور دوزخ کا وجود ہے جو اس وقت بھی ثابت ہے۔ یہی سلف امت کا عقیدہ ہے۔ یہ تمثیلی چیزیں نہیں ہیں جیسا کہ بعض متجددین اور منکرین حدیث باور کراتے تھے۔“ (تفسیر احسن البیان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا الرِّبَا أَضْعَافًا مُضَاعَفَةً ۚ وَ

اتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿۱۳۰﴾ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ

لِلْكَافِرِينَ ﴿۱۳۱﴾﴾ (آل عمران: ۱۳۰، ۱۳۱)

”اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو تا کہ تمہیں نجات ملے، اور اس آگ سے ڈرو جو کافروں کے لیے تیار کی گئی ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّا كَرَّمْنَا فَقَدْتَبَرْنَا مِنْهُمْ كَمَا

تَبَرَّءُوا مِنَّا كَذَلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ ۗ وَ

مَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾﴾ (البقرہ: ۱۶۷)

”اور جن لوگوں نے (اپنے بڑوں کی) پیروی کی وہ کہیں گے: کاش ہم دنیا کی طرف دوبارہ جائیں، تو ہم بھی ان سے ایسے ہی بیزار ہو جائیں جیسے یہ ہم سے ہیں، اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال دکھائے گا ان کو حسرت دلانے کے لیے، یہ ہرگز جہنم سے نہ نکلیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِلَّا بَلَاغًا مِّنَ اللَّهِ وَرِسَالَاتِهِ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ فِيهَا أَبَدًا﴾ ﴿۲۳﴾ (الحج: ۲۳)

”البتہ (براکام) اللہ کی بات اور اس کے پیغامات (لوگوں کو) پہنچا دینا ہے، (اب) جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی نہ مانے گا اس کے لیے جہنم کی آگ ہے جس میں ایسے لوگ ہمیشہ رہیں گے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَعَنَ الْكُفْرِينَ وَاعَدَّ لَهُمْ سَعِيرًا ۝ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا لَا يَجِدُونَ وِلْيَاءً وَلَا نَصِيرًا ۝ يَوْمَ تَقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يُلَيْتِنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَ﴾ (الاحزاب: ۶۴، ۶۵، ۶۶)

”اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ وہ کوئی حامی و مددگار نہ پائیں گے۔ اس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے۔ (حسرت و افسوس سے) کہیں گے کہ کاش ہم اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرتے۔“

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

((أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: أَلَيْسَ الَّذِي أَمْسَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ فَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةٌ رَبَّنَا!)) ❶

”ایک آدمی نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کافروں کا حشر چہرے کے بل کیسے ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ”کیا جس نے اس کو دنیا میں دو ٹانگوں پر چلنا سکھایا ہے، وہ اس بات پر قادر نہیں کہ اسے قیامت کو چہرے کے بل چلائے؟“

❶ صحیح مسلم، کتاب صفات المنافقین باب يحشر الكافر على وجهه، رقم: ۲۸۰۶۔

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کیوں نہیں (یعنی وہ قادر ہے) اور ہمارے رب کی عزت کی قسم! (یعنی ایسے ہوگا)۔“

درج بالا آیات اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ جہنم کا وجود اور اس کی تیاری خالصتاً کافروں اور مشرکوں کے لیے ہے۔ البتہ گناہ گار ایمان والوں کو بھی اس کے عذاب کا سامنا کرنا پڑے گا جیسا کہ قرآن و حدیث کے دوسرے دلائل سے ثابت ہے۔ البتہ ایمان والے اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر نکال دیئے جائیں گے جبکہ کفار و مشرکین کے لیے خلود فی النار ہے۔ انہیں کبھی بھی نکالا نہیں جائے گا۔

(۸)..... کفر اور نفاق

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ آمَنَّا بِاللَّهِ وَ بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ ۝۱ يُجَادِعُونَ اللَّهَ وَالَّذِينَ آمَنُوا وَمَا يَجْدِعُونَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُونَ ۝۲ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا ۝۳ وَ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝۴ لِيَمَّا كَانُوا يَكْذِبُونَ ۝۵ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ ۝۶ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلَكِنْ لَا يَشْعُرُونَ ۝۷ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ امْنُوا كَمَا آمَنَ النَّاسُ قَالُوا أَنُؤْمِنُ كَمَا آمَنَ السُّفَهَاءُ ۝۸ أَلَا إِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاءُ وَلَكِنْ لَا يَعْلَمُونَ ۝۹ وَإِذَا لَقُوا الَّذِينَ مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِئُونَ ۝۱۰ اللَّهُ يَسْتَهْزِئُ بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ ۝۱۱ أُولَئِكَ الَّذِينَ اشْتَرُوا الضَّلَالَةَ بِالْهُدَىٰ فَمَا رَبِحَت تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوا مُهْتَدِينَ ۝۱۲ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا ۝۱۳ فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ

اللَّهُ يَنْوِرُهُمْ وَ تَرَ كَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ ﴿١٦﴾ ضَمُّ بُكُمْ
 عَمِّي فَهُمْ لَا يَرِجْعُونَ ﴿١٨﴾ أَوْ كَصَيْبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ
 وَ رَعْدٌ وَ بَرْقٌ يَجْعَلُونَ أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ
 حَذَرَ الْمَوْتِ ۗ وَ اللَّهُ هُوَ حَاطٌّ بِالْكَافِرِينَ ﴿١٩﴾ يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ
 أَبْصَارَهُمْ ۗ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ ۗ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ
 قَامُوا ۗ وَ لَوْ شَاءَ اللَّهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَ أَبْصَارِهِمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ
 عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٠﴾ ﴿البقره: ٨ تا ٢٠﴾

”بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، لیکن درحقیقت وہ ایمان والے نہیں ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دیتے ہیں، لیکن دراصل وہ خود اپنے آپ کو دھوکا دے رہے ہیں، مگر سمجھتے نہیں۔ ان کے دلوں میں بیماری تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں بیماری میں مزید بڑھادیا اور ان کے جھوٹ کی وجہ سے ان کے لیے دردناک عذاب ہے، اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو صرف اصلاح کرنے والے ہیں۔ خبردار! یقیناً یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں۔ لیکن شعور (سمجھ) نہیں رکھتے اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اور لوگوں (یعنی صحابہ کرام) کی طرح تم بھی ایمان لاؤ تو جواب دیتے ہیں: کیا ہم ایسا ایمان لائیں جیسا بیوقوف لائے ہیں، خبردار ہو جاؤ یقیناً یہی بے وقوف ہیں، لیکن جانتے نہیں اور جب ایمان والوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں: ہم بھی ایمان والے ہیں اور جب اپنے بڑوں کے پاس جاتے ہیں تو کہتے ہیں ہم تو تمہارے ساتھ ہیں ہم تو ان سے صرف مذاق کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ بھی ان سے مذاق کرتا ہے اور انہیں ان کی سرکشی اور بہکاوے میں اور بڑھادیتا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گمراہی کو ہدایت کے بدلے میں خرید لیا۔ پس نہ تو ان کی تجارت نے ان کو فائدہ پہنچایا اور نہ یہ ہدایت والے ہوئے۔

ان کی مثال اس شخص کی ہے جس نے آگ جلائی پس آس پاس کی چیزیں روشنی میں آئی ہی تھیں کہ اللہ ان کے نور کو لے گیا اور انہیں اندھیروں میں چھوڑ دیا، جو نہیں دیکھتے۔ بہرے، گونگے، اندھے ہیں، پس وہ نہیں لوٹتے یا آسمانی برسات کی طرح جس میں تاریکیاں، گرج اور بجلی ہو، موت سے ڈر کر کڑکڑا کے کی وجہ سے اپنی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈال لیتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کافروں کو گھیرنے والا ہے۔ قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھیں اچک لے جائے جب ان کے لیے روشنی کرتی ہے تو اس میں چلتے پھرتے ہیں اور جب ان پر اندھیرا کرتی ہے تو کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کے کانوں اور آنکھوں کو بیکار کر دے۔

یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قدرت رکھنے والا ہے۔“

کافر آدمی نہ دل سے احکاماتِ الہی کو تسلیم کرتا ہے اور نہ ہی زبان سے اقرار کرتا ہے، جبکہ منافقین کے دل تو ایمان سے محروم ہیں لیکن وہ اہل ایمان کو دھوکہ دینے کے لیے زبان سے ایمان کا اظہار کرتے ہیں اور مفاسد و منکرات کی تشہیر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ہر دور کے منافقین کا یہ کردار رہا ہے کہ وہ فساد پھیلاتے اور منکر باتوں کی اشاعت کرتے ہیں اور حدود اللہ کو پامال کرتے ہیں اور دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ اصلاح و ترقی کے لیے کوشاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کفار سے بھی بڑھ کر منافقین کی رسوائی ہوگی اور جس طرح کفار کے لیے سخت عذاب کی وعید ہے منافقین کے لیے اس سے بھی سخت الفاظ سے وعید سنائی گئی ہے جیسا کہ درج ذیل آیات بتاتی ہیں۔

﴿بَشِيرِ الْمُنْفِقِينَ بِأَنَّ لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (النساء: ۱۳۸)

”منافقوں کو اس امر کی خبر پہنچا دو کہ ان کے لیے دردناک عذاب یقینی ہے۔“

﴿إِنَّ اللَّهَ جَامِعُ الْمُنْفِقِينَ وَالْكَافِرِينَ فِي جَهَنَّمَ جَمِيعًا﴾ (النساء: ۱۴۰)

”بے شک اللہ تعالیٰ کافروں اور سب منافقوں کو جہنم میں جمع کرنے والا ہے۔“

﴿إِنَّ الْمُنْفِقِينَ فِي الدَّرَكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ

لَهُمْ نَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۴۵)

”منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقے میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پائے۔“

جہنم کا سب سے نچلے درجہ ”ہاویہ“ کہلاتا ہے۔ اعاذنا اللہ منها۔

منافقین کی مذکورہ عادات و صفات سے ہم سب مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ (آمین)

(۹)..... کفر اور دوست

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ

الْمُؤْمِنِينَ ؕ اٰتْرِيْدُونَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۳۳﴾

(النساء: ۱۴۴)

”اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی حجت قائم کر لو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصْرٰى اَوْلِيَاءَ ۗ

بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ؕ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّهُ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ

اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۵۱﴾ (المائدہ: ۱)

”اے ایمان والو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں سے کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہرگز راہِ راست نہیں دکھاتا۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِينَ اتَّخَذُوا دِيْنََكُمْ هُزُوًا

وَلَعِبًا مِنَ الَّذِينَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفّٰرَ اَوْلِيَاءَ ؕ

وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۵۲﴾ (المائدہ: ۵۷)

”اے ایمان والو! ان لوگوں کو دوست نہ بناؤ جو تمہارے دین کو ہنسی کھیل بنائے ہوئے ہیں (خواہ) وہ ان میں سے ہوں جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے یا کفار ہوں، اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكٰفِرِينَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّا اَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقٰةً وَيُحٰذِرُوْكُمْ اللّٰهُ نَفْسَهٗ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ۝﴾ (آل عمران: ۲۷)

”مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو اور اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے۔“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطٰنَةِ مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يٰۤاَلُوْنَكُمْ حَبٰلًا وَّذُوْا مَا عِنْتُمْ ۗ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۗ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ۗ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمْ الْاٰلِيَّتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾﴾ (آل عمران: ۱۱۸)

”اے ایمان والو! تم اپنا دلی دوست ایمان والوں کے سوا اور کسی کو نہ بناؤ۔ (تم تو) نہیں دیکھتے دوسرے لوگ تمہاری تباہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے، وہ تو چاہتے ہیں کہ تم دکھ میں پڑو، ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ ہم نے تمہارے لیے آیتیں بیان کر دیں، اگر تم عقل رکھتے ہو۔“

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ وسلم .